

The book cover features a close-up of a woman's face with long, dark, wavy hair, smiling warmly. In the upper left corner, a man's face is partially visible, also smiling. The background is a soft, light blue and green gradient. The title 'عمرات سیریز' is written in large, stylized yellow Urdu calligraphy with a red outline, underlined. Below it, the subtitle 'پاور لینڈ کی تباہی' is written in a similar style. At the bottom right, the author's name 'منظہرہ کلیم' is written in yellow Urdu calligraphy. The overall aesthetic is romantic and contemporary.

عمرات سیریز
پاور لینڈ کی تباہی

منظہرہ کلیم

عراق سیریز

پاورلینڈ کی تباہی

تکمل ناول

منظہر کلیم ایم اے

پاک گیت
مُلقات

یوسف برادرز

چند باتیں

اس ناول کے تمام حقوق محفوظ اور
پیش کردہ پبلیشرز پر محفوظ ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا
کلی مطابقت بغیر اتفاقاً ہوگی۔ جس کے لئے پبلیشرز
مصنف پر غلطی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

عززت قاریں۔ سلام مسنون! پاورلینڈ کے سلسلے کا نیا ناول حاضر ہے۔ پاورلینڈ بڑے پوری
دنیا پر حکومت کرنے کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ اور دنیا کے بہترین دماغ
اس کے ہیڈ کوارٹر کو نہ صرف ناقابل تخریب بنانے کے لئے رکھے گئے
تھے۔ بلکہ پاورلینڈ کے ہیڈ کوارٹر کو پوری دنیا کی نظروں سے چھپانے
کے لئے بھی جدید ترین سائنسی اقدامات کئے گئے۔ اور واقعی اس طرح
پاورلینڈ نہ صرف ناقابل تخریب بن گیا بلکہ پوری دنیا کے جاسوس اپنی
پوری کوششوں کے باوجود پاورلینڈ کے ہیڈ کوارٹر کو تلاش کرنے میں
ناکام رہے۔ اور یہ جب پاورلینڈ کا جیٹرو منٹری جیسا ڈیپن آدی بن
جائے تو پاورلینڈ واقعی ایک ایسا ہیڈ کوارٹر بن گیا جسے تباہ کرنا تو ایک
رہنما سے گھرانے کی حسرت بھی دنیا بھر کے جاسوسوں کے دلوں میں
بہ گئی۔ لیکن جب عمران نے واقعی پاورلینڈ کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے
کا فیصلہ کر لیا تو آپ یقین کیجئے عمران کی ریڈی میٹ کھڑکی نے واقعی نہ
صرف پاورلینڈ کے ہیڈ کوارٹر کو تخریب کر لیا۔ بلکہ اس کے چہرے میں منتری
کی بے پناہ ہلاکت کے باوجود عمران اپنے ساتھیوں سمیت ہیڈ کوارٹر میں
داخل ہونے میں بھی کامیاب ہو گیا۔ لیکن وہ بہر حال پاورلینڈ کا ہیڈ کوارٹر
تھا۔ اس میں داخلہ تو کسی نہ کسی طرح ممکن ہو گیا۔ لیکن وہاں سے زندہ واپسی

ناشران ----- محمد اشرف توشی

----- محمد یوسف توشی

ترجمین ----- محمد علی توشی

طابع ----- سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان



اور اس کی تباہی دونوں ہی ناممکن تھے۔ اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو پورا لینڈ کے جینڈ کو انڈیز میں لینے ہر سائنس کا نہ صرف حساب دینا پڑتا۔ بلکہ ہرگز رسنے والا لٹری انہیں ہجرت تک موت کے خون تک پتھوں میں پھنسا دیتے ہوتے۔ گرا کر انا پڑا۔ پورا لینڈ موت کا پیلا سوا ایک ایسا جہاں تھا۔ جس کی ہرگز ہی سسکی دل اٹکرا جوں سے سنی جوتی تھی عمران اور اس کے ساتھیوں کو شاید زندگی میں پہلی بار یہ احساس ہوا کہ موت اور شکست کے الفاظ اپنے اندر کیا کیا تخیال رکھتے ہیں۔ لیکن عمران بہر حال عمران سے زندگی کی آخری سانس تک جد جہد کا ناکل۔ کیا اس نے واقعی موت سے سامنے سر ڈال دیا یا موت اس کے حلقے میں آکر خود اپنا وجود دکھو چھٹی یہ نادل بھربو۔ انسانی جہد جہد بے پناہ ذہانت۔ اور ناقابل شکست عزم کی ایسی کہانی ہے جس کا ہر لفظ آپ کے ذہن پر ناقابل فراموشی تاثرات چھوڑے گا۔

مجھے یقین ہے کہ یہ نادل جاوسی ادب کے ہر اعلیٰ ترین معیار پر پورا اترے گا۔

آپ کی آمار کا منتظر رہوں گا۔

وَالسَّلَامُ

منظر کلیم ایم۔ اے

ٹیلے فون کے کی گھنٹی بجتی ہی عمران نے ہاتھ بڑھا کر ریسپونڈ اٹھایا۔

ایکسٹو۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

سلطان بول رہا ہوں۔ عمران سے بات کراؤ۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

عمران بے چارہ اب بونے کے قابل ہی کہاں رہ گیا ہے۔ اب تو صرف بیک زبردستی بول سکتا ہے۔ مہبران کے سامنے اس کی زبان ایسے جلتی ہے جیسے آماشین چل رہی ہو۔ اور میں خوفزدہ ہونے کی اداکاری کرتے کرتے اب واقعی خوفزدہ ہو گیا ہوں۔ عمران کی زبان چل پڑی۔ اور سامنے بیٹھا بیک زبردستی اٹھتاڑسکرا دیا۔ سنو۔ مذاق کا وقت نہیں ہے۔ تم فونڈا میرے پاس پہنچو۔ سلطان نے خشک لہجے میں کہا۔

ایک شو۔۔۔ بیک زبرد نے تمکھا نہیں میں کہا۔

یہ اچانک کیا ہوا۔۔۔ عمران نے رسیور مکے ہی ہونٹ پھینک دیے
کہا۔۔۔ لیکن اسی لمحے تیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ اور عمران نے ایک
بار پھر رسیور اٹھالیا۔ اب اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی ابھرائی تھی۔
ایک شو۔۔۔ عمران نے مخصوص لمحے میں کہا۔

سلطان ہل ریل ریل جوں۔ عمران دہان سے روانہ ہو گیا ہے۔

سر سلطان کے بچے سے پریشانی کا عنصر نمایاں تھا۔

میں ہل ریل جوں۔ بس ابھی اٹھنے ہی والا تھا۔۔۔ میں یاد رہا اس پر ہم
پھینکنے لگا گیا سلسلہ ہے۔۔۔ عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں
کہا۔

میں اسی سلسلے میں تم سے بات کرنا چاہتا تھا۔ تقریباً ایک گھنٹہ پہلے
اچانک صدر مملکت کی مخصوص لائن پر براہ راست ایک فون آیا تھا۔ کوئی
ہنری چیز بول رہا تھا۔ اس نے یاد دہاندہ لہجے میں دیا تھا۔ اس نے
کہا تھا کہ یاد دہاندہ نے پاکبشیا کی کھلی تباہی کا فیصلہ کر لیا ہے۔ کوئی کے
ظور پر آٹا میں یاد رہا اس اور پولیس جیٹہ کو آڈیٹر کو ہوں سے اٹا دیا جائے۔

اور اس کے بعد یہ سلسلہ اس وقت تک قائم رہے گا جب تک پورا پاکبشیا
تباہ و برباد نہیں ہو جاتا۔ اور اس کے ساتھ ہی فون بند ہو گیا۔ صدر مملکت
نے اس فون کو ٹولیس کرنے کے احکامات جاری کر دیئے۔ لیکن فون کرنے
والا ٹولیس نہیں ہو سکا۔ صدر مملکت نے مجھے اطلاع دی تاکہ اس کے
متعلق مزید انکوآرسی کی جا سکے۔ چونکہ یاد دہاندہ کا لفظ استعمال کیا
گیا تھا اس لئے میں نے سوچا کہ تمہیں بلا کر وہ ٹیب شد فون کال بھی
مناوٹ جا سکتا ہے اور مزید حفاظتی اقدامات بھی کر لئے جاتیں۔ لیکن ابھی ابھی

صدر بول رہا ہوں جناب۔۔۔ آپ کو تو معلوم ہو گا کہ ابھی میں یاد
رہا اس کو تباہ کرنے کے لئے خوف ناک بم پھینکے گئے ہیں۔ یاد رہا اس
کا جزوی حصہ تباہ ہو گیا ہے۔ جن اتفاق سے اس جگہ کے قریب تھا۔ میں
نے ایک مشکوک آدمی کو چنک کیلئے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اس
خوف ناک واردات میں کسی بدقسمی طرح موٹ ہے۔ میں نے اس کی گمرانی
کی ہے۔ وہ دہان سے ہو کر شہر وزیر پور ہے۔ غیر ملکی ہے اور جو ذہن کے
نام سے گھر نمبر بارہ دو گمرانی میں مقیم ہے۔ میں نے سوچا آپ
سے مزید ہدایات لے لوں۔۔۔ صدر نے کہا۔ اور صدر کی بات

سننے ہی بیک زبرد کے ساتھ ساتھ عمران کی آنکھیں بھی حیرت سے پھیلنے
گئیں کیونکہ عمران بھی لاڈ فون پر صدر کی بات آسانی سے سن رہا تھا۔
کیونکہ انہیں تو اس خوف ناک واردات کے بارے میں قطعی علم ہی نہ تھا
عمران نے جلدی سے رسیور بیک زبرد کے ہاتھ سے لے لیا۔

تم اس کی انتہائی محتاط انداز میں گمرانی کر دو۔ جن عمران کو تھوڑی دیر
میں تباہ سے پاس بیچ رہا ہوں۔ عمران نے ایک شو کے لہجے میں کہ
"میں سہ۔۔۔ ویسے اس کے فوری طور پر دہان سے چلنے کے
امادے کو نظر نہیں آ رہے۔ لیکن اگر وہ عمران صاحب کے پینچے سے پڑ
پا رہے گا تو پھر میں درج رائے شہر پر عمران صاحب کو براہ راست بتا دوں۔"
صدر نے کہا۔

"بانگلی تباہی۔ اور گمرانی انتہائی احتیاط سے کرنا۔۔۔ عمران نے کہا

اور رسیور رکھ دیا۔

جواب دیا اس کا لہجہ بدستور سنجیدہ تھا۔

"ٹیکہ ہے۔ میں صمد مملکت کو بتا دیتا ہوں کہ ایک ٹوٹے کس
ہینڈل کر لیا ہے مجھے یقین ہے کہ وہ مطمئن ہو جائیں گے گڈ بائی
سہ سلطان نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"آج تو جس سے بات کر دو ہی آئی۔ ایم۔ سوری کہہ کر چھپا چھپا ایسا ہے۔
چواتی انگریزی تو قوم کو آ ہی گی۔ اچھا میں صفد کے پاس جا رہا ہوں تم
تمام ممبرز کو ارٹ کر دو کہ وہ شہر میں منگوا کر افراد کی چھان بین شروع
کریں۔ ہو سکتا ہے صفد کو شک غلط کھلے اور وہ آدمی منگوا کر نہ
ہو۔ ہمیں فوری طور پر کوئی مشیت کیو ڈھونڈنا ہوگا۔ ورنہ داخلی پاکستا
پر تباہی نازل ہو جائے گی۔" عمران نے کسی سے اسٹے ہوئے کہا۔

"یہاں زیادہ سے زیادہ کوئی گرڈ پ بھیجا گیا ہوگا لیکن اس کے خلتے
سے تو مسئلہ حل نہیں ہو سکتا وہ اور گرڈ پ بھیج دیں گے۔ بلیک ریڈ
نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ اب وہ ڈائریکٹ ایکشن پر آتے
ہیں۔ اور اب یاد لیندے کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی لاندی ہو گئی ہے۔ لیکن
اس گرڈ پ کو تو روکا جائے۔ ہیڈ کوارٹر تو تباہ ہونا ہے گا اس
پہلے پاکستا یہاں نہ تباہ ہو جائے۔" عمران نے کہا۔ اذیتیری
سے دوازے کی طرف مڑ گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی سپورٹس کار رتیر ذخاری سے پٹنلی شہر وڈ کی
رٹ اڑی چلی جا ہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ پٹنلی شہر وڈ پہنچ گیا۔ اس نے
پارکنگ میں روکی۔ اور پیچھے اتر کر مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔
ٹال ہن اس دقت کم لوگ تھے۔ لیکن عمران کو صفد رکھیں نظر نہ آ رہا۔

"یکسا مذاق ہے۔ بات ہو رہی ہے یاد لیندے کی۔ اور تم یہ اعصاب
ریٹرومنٹ کا ذکر لے بیٹھے۔" سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا
"جست سر سلطان، جب۔ یاد لیندے اگر طاقت و ذہنیکم ہے
تو پھر کیا ہم ان کے آگے ہاتھ خود دیں اور پاکٹ یا کو تباہ ہوتا۔ چھٹے دیکھنے
میں ظاہر ہے ان کا خاتمہ ہوگا۔ کس طرح ہوگا یہ خدا بہتر جانتا ہے۔
عمران نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو میرے ان الفاظ کی وجہ سے تم کچھ رہتے کہ یہ
بڑھا ہو گیا ہوں۔ اگر ایسی بات سے تو آئی۔ ایم۔ سوری۔ بہر حال مجھے یہ
ہے کہ یاد لیندے کتنی ہی طاقتور تھے مگر میں نہ ہو۔ تمہارے منقلبے پر آ کر
کونخا تھوڑو ہوگا۔ لیکن یہ تباہی اس طرح تو پاکستا کا ناقابل تلافی تہ
ہیچے گی۔ میں اس لئے کہہ رہا تھا۔" سر سلطان نے صفد سے
پچھے میں کہا۔

"میرے خیال میں اب مجھے سامری جاؤدوگر کی شاگردی اختیار کر
چلیجیے۔ عمران نے اس بار سکراتے ہوئے کہا۔
"تم پھر مذاق پر آتے آئے۔" سر سلطان نے دوبارہ غصیلے
میں کہا۔

"آپ بات ہی ایسی کرتے ہیں۔ اب میرے پاس کوئی منتر تو نہیں
ہیں پڑھا اور مجرم لاشوں میں تبدیل ہو جائیں گے۔ ظاہر ہے سیکر
مردوں کا کم کرنے کی۔ مٹا ط ہوگا۔ اس کے بعد جو بھی صورت حال
عمران نے کہا۔

تو وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

”عمران صاحب آپ — فرمایے — کاؤنٹر پر کھڑے دوپٹوں نے عملان کو دیکھ کر چونکتے ہوئے پوچھا۔

”ادہ رالفت تم اور یہاں — بھٹی باہر تو شاید تم سے ملاقات تھری سٹار میں ہوئی تھی۔“ — عمران نے اسے پہچانتے ہوئے جواب دیا۔

”ہاں یقیناً۔ میں کل ہی یہاں شفٹ ہوا ہوں۔ دونوں ہوٹل ایک ہارٹ ماک کے ہیں۔“ — رالفت نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ادہ اچھا۔ میں نے تو ایک آدمی جوزف سے ملنا تھا معلوم ہوا کہ وہ تمہارے ہاں مقیم ہوا ہے۔ کمر نمبر بارہ دو مری منزل پر۔“ — عمران نے براہ راست بات کرتے ہوئے کہا، کیونکہ رالفت کو وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ بھر دے گا آدمی ہے۔

”مسٹر جوزف — وہ غیر ملکی — وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے کمرہ چھوڑ گیا ہے۔“ — رالفت نے جواب دیا۔

”کتنی دیر ہوئی ہے۔“ — عمران نے پوچھا۔

”میرے خیال میں دس منٹ ہوتے ہوں گے۔ انہوں نے صرف ایک روز کے لئے کمرہ بکرا ہوا تھا۔ کل ہی وہ یہاں آئے تھے۔“ — رالفت کے شہری ہیں۔ رالفت نے مزید تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ — تنہیک نو۔ عمران نے کہا، ”ادہ واپس بیردنی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ باہر آکر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا واپس اپنی گاڑی پہنچا۔ اور پھر اس نے گاڑی میں بیٹھ کر سب سے پہلے صفحہ کا

ڈرائیوٹر کی۔

”تیس — صفحہ اسٹینڈ لورڈ — چند لمحوں بعد صفحہ کی آواز کا کے ڈیش بورڈ میں گئے ہوئے ڈرائیوٹر سے اجہری۔ عمران نے باج ڈرائیوٹر اس لئے استعمال نہ کیا تھا کہ اس کی بیسج اتنی زیادہ نہ تھی۔ وہ کوئی پتہ نہ تھا کہ صفحہ وہاں سے کتنی دور ہوگا۔“

”صفحہ میں عمران بول رہا ہوں۔ ہوٹل شہر ڈس سے جوزف تو وہاں سے جا چکا ہے۔ کہہ بن گیا ہے وہ ادور۔“ — عمران نے پوچھا۔

”میں اسی کا تعاقب کر رہا ہوں۔ وہ اس وقت ٹیکسی میں بیٹھا آجیئر ٹرینڈ سے گزر رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ ہوٹل پلانہ چلے گا۔ وہ اس رات دو ٹیکسیاں بدل چکا ہے اور۔“ — صفحہ نے جواب دیا۔

”اور کے — تم مگر اتنی جا رہی رکھو اگر وہ ہوٹل پلانہ میں چلے تو تمہارے ڈرائیوٹر پر کال کر لینا میں تمہارا منتظر ہوں گا ادو اسٹینڈ آل“ —

ان نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا، ”ادہ ڈرائیوٹر کا مین آف دیا۔ ہوٹل پلانہ آجیئر ٹرینڈ کے آخری سرے پر تھا۔ اس لئے اگر صفحہ ندانہ درست تھی تو پھر صفحہ کی کال تھوڑی ہی دیر میں آجائے گی۔ اس

صفحہ کی کال آئے تک عمران نے پارکنگ سے باہر جانے کا ارادہ ہی کر دیا تھا۔“

ہے۔ وہ آدمی جو مل شہر و نہ یہاں جوڑت کھڑا ہوا تھا پہنچا۔ جوڑت جان کے مطابق اب جو مل چارہ میں شغفٹ ہو رہا ہے۔ اس کی رپورٹ سننے معین وہ آدمی اس کے پیچھے ہے۔ وہاں ہمارے آدمی پہلے سے موجود ہیں جو اس تعاقب کنندہ کو اغوا کر کے میرے پاس لے آئیں گے اور۔۔۔ ڈیگورمانے جواب دیا۔

گند۔ تم نے اس آدمی سے ہر صورت میں پی انگوٹیاں لے کر اس کے تعلق یا کھیشیا سیکرٹ سرورس سے تو نہیں۔ اگر ایسا ہو تو پھر اس کے ذریعے یا کھیشیا سیکرٹ سرورس اور عمران کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر دینا۔ اور جب تک سیکرٹ سرورس کا خاتمہ نہ ہو۔ اس وقت تک ریڈ وارننگ مسلسل جاری رہنی چاہیے اور۔۔۔ ہنری نے کہا۔

ایسا ہی ہوگا بائس۔ آپ ایک عین گئے کہ ڈیگورمانے اس طرح کام کرتا ہے اور۔۔۔ ڈیگورمانے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

سنو ڈیگورمانے میں نے تمہارا انتخاب انتہائی سوچ سمجھ کر کیا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں جوڑت نہیں سکتا۔ وہ نہ میں خود اس مشن کو لیتا ہوں۔۔۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ تم بہترین صلاحیتیں رکھتے ہو۔ لیکن زیادہ خوش فہمی کی ضرورت بھی نہیں۔۔۔ یا کھیشیا سیکرٹ سرورس کو کسی صورت مجبور نہ سمجھنا۔ انتہائی خطرناک۔ عیار اور چالاک لوگ ہیں۔ انتہائی محتاط رہنے کی ضرورت ہے اور۔۔۔ ہنری نے تیز لہجے میں کہا۔

آپ نے مجھے اس سلسلے میں پہلے ہی تفصیلی ہدایات دے دی تھیں بائس۔ اور میں ان کو پوری طرح سمجھ گیا ہوں۔ آپ بے فکر

ہو جائیں۔ کچھ ہونے بڑے سے حدیہ انداز کے فرانسس نے توں توں کی مخصوص آواز ابھرتے ہی کر سی پ پیچھے چھوٹے قدمیں چھوٹے قدموں کے نوجوان نے چونک کر اس کا ہوش دبا دیا۔

ہیلو ہیلو۔۔۔ ہنری کا لنگ فام ہمدرد کو اور اور۔۔۔ بین و بی پاور لینڈ کے حقیقت ہنری کی آواز گراں سیر سے نکلی۔

ہیس۔ ڈیگورمانے لنگ باں اور۔۔۔ نوجوان نے جواب دیا۔ لہجہ مؤدبانہ ہونے کے باوجود آواز میں کوننگی نمایاں تھی۔

کیا پوریشن ہے اور۔۔۔ ہنری کا لہجہ سخت تھا۔

ہائس۔ ابھی تک پلاننگ کامیابی سے چل رہی ہے جوڑت سر کر دی ہیں میں پاور مانوس اور پولیس ہیڈ کوارٹر پیم چھینکے گئے ہیں پلان کے مطابق جوڑت سلسلے رہا ہے۔ ابھی ابھی جوڑت کی طرف اطلاع ملی ہے کہ ایک آدمی انتہائی محتاط انداز میں اس کا تعاقب

ہیں۔ ڈیگورا اپنی پوری صلاحیتیں بروئے کار لائے گا اور ڈیگورائے کہا۔

"ٹھیک ہے میں کل پھر کال کروں گا اور اینڈ آل۔" دوسری طرف سے مزنی نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر بند ہو گیا۔

"باس خواہ مخواہ ان ٹیس مابعدہ لوگوں سے خوفزدہ ہے۔ ڈیگورا انہیں جنگی میں مسل دینے کی طاقت رکھتا ہے۔ ڈیگورائے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھڑوں ٹون کی آوازیں نکلنے لگیں۔ ڈیگورائے چونک کر ڈاک کی طرف دیکھا یہ مقامی کال تھی۔ اس نے مابعدہ بڑھا کر بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ کارٹر کا رنگ باس اور۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے ایک کون سی آواز سنائی دی

"یس۔ ڈیگورا اسٹینڈنگ یو اور۔۔۔ ڈیگورائے انتہائی مسکمانہ بیچ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ہم نے تعاقب کرنے والے کو بے ہوش کر لیا ہے تو وہ آسے کر جینٹل وارڈر ان ہو گیا ہے۔ لیکن باس جو زون نے اطلاع دی ہے کہ راستے میں اس کے ٹرانسمیٹر کیجھرنے ایک سول کیجھری ہے جس میں کسی صفد رکو کال کیا گیا تھا۔ کسی عمران کی طرف سے۔ کال جو زون سے متعلق ہی تھی اور۔۔۔ کارٹر نے کہا۔

"عمران کی کال۔ اذہ دیری گے۔ فریکوئنسی چیک شوئی اور ڈیگورائے عمران کا نام سننے ہی کسی سے پھٹتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ فریکوئنسی بھی چیک ہو چکی ہے۔ یہ کول ہوٹل شہر دز کے احاطے سے کی گئی ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں اس کا ٹیپ سٹو اڈوں اور۔۔۔ کارٹر نے کہا۔

"ہاں کول سٹو اڈ جلدی۔۔۔ یہ عمران تو ہمارا امن ٹارگٹ ہے اور ڈیگورائے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔۔" دوسری طرف سے کارٹر نے جواب دیا۔

اوچھندوں کی خاموشی کے جدھلک کی آواز کے ساتھ ہی ایک آواز ٹرانسمیٹر سے گونجی۔

"عمران کا رنگ صفدہ اور۔۔۔ یس صفدہ اسٹینڈنگ اذہ۔۔۔ دوسری آواز آئی اور پھر آواز ہونے والی گفتگو ڈیگورا غور سے سنتا رہا۔

گھلک کی آواز کے ساتھ ہی گفتگو بند ہوئی۔

"ہیلو باس۔ آپ نے ٹیپ سن لیا اور۔۔۔ آخر میں کارٹر نے کہا۔

یس۔ اس کا مطلب ہے۔ عمران ہوٹل شہر دز کے احاطے میں موجود ہے۔ اور وہ شاید صفدہ کی کال کا انتظار کر رہا ہے۔ جلدی فریکوئنسی بتاؤ۔ میں اس سے خود بات کرتا ہوں اور۔۔۔ ڈیگورائے کہا۔

"اس کی فریکوئنسی تقریبی۔ دن ساؤتھ۔ تقریبی تقریبی ایسٹ۔ تقریبی ٹیکل سے اور۔۔۔ کارٹر نے جواب دیا۔

"اذہ کے۔۔۔ اور اینڈ آل۔ ڈیگورائے جلدی سے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اس کے مختلف بٹن دبانے اور پھر ایک

ناب کو گھٹا کر اس نے جلدی سے کارٹو کی بتائی ہوئی فریکوئنسی سیٹ کرنی شروع کر دی۔ فریکوئنسی سیٹ ہوتے ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

”میں جو پہلو۔۔۔ صفدر کا لنگ عمران اڈور۔۔۔ ڈیگور اے باکل صفدر کے بچے میں بات کرتے جوئے کہا۔“

”یس۔۔۔ عمران انڈنگ۔ تم نے اظہار دینے میں کافی ریر کر دی ہے اڈور۔۔۔ دو مری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔“

”جوڑت پہلے آگے چلا گیا تھا۔ پھر کافی جکر لگا کر اڈور گوم پھر کر پوئل پلا ہاپس آیا ہے۔ اس لئے ریر ہو گئی اڈور۔۔۔ ڈیگور اے کہا۔“

”ہوں۔۔۔ اس کا مطلب ہے اے تعاقب کا احساس ہو گیا ہے اڈور۔۔۔ عمران نے کہا۔“

”میرے خیال میں ایسا نہیں ہے۔ وہ پہلے ہی دو ٹیکسیاں بدل چکے۔ یہ صرت احتیاطی کارروائی ہو سکتی ہے۔ وہ اس وقت پوئل پلا نہ کئے عقبی حصے میں بنے ہوئے گٹر ہی ملیٹ یا ڈسٹری میں موجود ہے ریر۔“

”اوس نمبر تقری میں اڈور۔۔۔ ڈیگور اے کہا۔“

”اڈور کوئی مشکوک بات اڈور۔۔۔ عمران نے پوچھا۔“

”مجھے وہاں کوئی مشکوک آدمی نظر نہیں آتا۔ میں نے اچھی طرح پڑتال لی ہے اڈور۔۔۔ ڈیگور اے صفدر کے بچے میں جواب دیتے ہو۔“

”ٹیکس ہے۔۔۔ میں وہاں آیا ہوں۔ اڈور اینڈ آل۔۔۔ عمران نے کہا۔ اڈور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔“

ڈیگور اے فوج مندانہ انداز میں مسکراتے ہوئے جلدی سے پھم

فریکوئنسی سیٹ کرنی شروع کر دی

”ہیں سیو۔۔۔ ڈیگور اے کنگ اڈور۔۔۔ دو مری فریکوئنسی سیٹ کرتے ہی وہ اپنی آہٹیں آواز میں ہوتی۔“

”یس باس۔۔۔ کارٹو انڈنگ اڈور۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی کارٹو کی آواز سنائی دی۔“

”کارٹو۔۔۔ میں نے پکڑے جس نے اسے اپنے واسے شخص صفدر کے بچے میں اس کے ساتھ ٹی ٹی کی بات کی ہے۔ اڈور اب وہ جون پلا نہ آتا ہے۔ میں نے اے

ریٹ ہاؤس کا تیا دیا ہے۔ تمہیں چیف باس کی طرف سے عمران کا نوٹو اڈور اس کے ٹیلے کی تفصیلات تو معلوم ہیں۔ جیسے ہی یہ وہاں پہنچے تمہ نے اے کسی

صوت سے جوش کو دینا ہے۔ یہ کن انتہائی احتیاط سے کیونکہ چیف باس کے مطابق یہ شخص انتہائی خطرناک ہے بے جوش کرنے کے بعد اسے بھی

ہیڈ کوارٹر سے آتا اڈور۔۔۔ ڈیگور اے کہا۔“

”لیکن باس۔۔۔ اے دیکھتے ہی گولی گولی نہ اڈور ہی جائے کیونکہ چیف باس نے انتہائی سختی سے یہ حکم دیا ہے کہ عمران کو دیکھتے ہی گولی مار دی جائے اڈور۔۔۔ کارٹو نے کہا۔“

”گولی تو بہر حال اے مارنی ہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس آدمی سے پہلے وہاں سے کون کون کی چیف باس اتنی تعریفیں کرتا ہے۔ تم اے بے جوش

کئے آتا اڈور۔۔۔ ڈیگور اے کہا۔“

”یس باس۔۔۔ ٹیکس ہے۔ حکم کی تعمیل ہوگی اڈور۔۔۔ کارٹو نے کہا۔“

”سب کام انتہائی احتیاط سے کرنا کسی قسم کی کوتاہی ناقابل معافی ہوگی۔“

اور ایسا آل۔۔۔ ڈیگور مانے کہا اور ٹرانسمرٹ آف کر دیا۔

اُس نے میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کی گفتنی بجوا بھی۔

”یس۔۔۔ ڈیگور مانے رسیور اٹھتے ہوئے کہا۔

گڈ مین بول رہا ہوں باس۔ کارٹر کے آدمی ایک لمبے ہوش شخص کو لے آئے ہیں۔۔۔ وہ سرہری طرف سے مود بانہ بچے میں کہا گیا۔

ٹیک ہے اسے تہہ خلعے میں اپنی او۔۔۔ اسے رسیور سے اچھی طرح بانہ مود بانہ۔ اس کے بعد کارٹر ایک آدمی کے ہوش شخص کو لے کر آئے گا

اس کے لئے کبھی اپنی جہازات ہیں۔ اور اس کے بانہ مود بانہ کے بعد تمہارے مجھے خودی اطلاع دینی ہے۔۔۔ ڈیگور مانے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

میں چیخ باس کو بتاؤں گا کہ ڈیگور اکتسی صلاحیتیں رکھتا ہے۔ میں اس عمران کے ساتھ پوری سیکرٹ مروس کے سر اسے سمجھنے کے طور پر بیچو

گا۔۔۔ ڈیگور مانے رسیور رکھ کر بڑ بڑتے ہوئے کہا۔

اس کی نظریں بار بار ٹرانسمرٹر کی طرف اٹھ جاتی تھیں۔ اُسے نامعلوم بے چین محسوس ہو رہی تھی۔ کیونکہ باس نے اس مشن کی جہازات دیتے وہ

اس عمران اور سیکرٹ مروس کے ممبران کی اتنی تعریفیں کی تھیں اور انہوں نے اس قدر خوف ناک بتایا تھا کہ ڈیگور کے ذہن میں ان کے لئے اور دفاع

پر عمران کی نسبت انتہائی خوف ناک خاکہ سا بن گیا تھا۔ لیکن جتنی آسانی سیکرٹ مروس کا ایک آدمی کیڑا گیا تھا اور اب جتنی آسانی سے عمران آ

میں آ رہا تھا وہ اس غلے کے سرسرخ خلاف تھا۔ اس لئے اُسے قدر ناک ایک نامعلوم سی بے چینی کا احساس ہو رہا تھا۔ بار بار اس کے ذہن میں غلط

سی افٹنی کہ کہیں کوئی گڑبڑ نہ ہو۔ لیکن بغیر اس کی کوئی گڑبڑ نظر نہ آ رہی تھی۔

لئے وہ ہر بار اپنے ذہن کو جنگ دیتا تھا۔

اور پھر کچھ دیر بعد ٹرانسمرٹر کی مخصوص ٹوں ٹوں سنائی دی تو وہ برسی طرح چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے ٹرانسمرٹر آن کر دیا۔

”بیلہ ہیو۔۔۔ کارٹر کا رنگ اور۔۔۔ وہ سرہری طرف سے کارٹر کی آواز سنائی دی۔

یس۔۔۔ ڈیگور اسٹنگ کیا پورٹ ہے اور۔۔۔ ڈیگور اس کے بچے میں بے پناہ تجسس تھا۔

مکہ میانی باس۔۔۔ وہ عمران زبانی کارٹر کی اکیلا آیا۔ جس نے اُسے جینڈر اپ کر لیا۔ پھر میرے ایک ساتھی نے اچانک جھپٹ کر اس کی ناک پھینکا

رکھ دیا۔ وہ بے ہوش ہو گیا ہے اور اب میرے سلسلے پڑا ہے اور وہ کارٹر نے بڑے مطمئن بچے میں جواب دیا۔

اور وہ برسی گڈ۔۔۔ وہ برسی گڈ۔۔۔ تمہارے ایک بہت بڑا کارٹنا سہ سرانجام دیا ہے۔ تم اب اسے کر فو زائیدہ کو اور پھینچو۔ میں تمہارا منتظر

ہوں اور۔۔۔ ڈیگور مانے خوشی سے جینے سمجھنے کہا۔

یس باس۔ کیا اب ہم سب جینڈہ کو اور آ جا میں اور۔۔۔ کارٹر نے کہا۔

ہاں بالکل۔ سب جینڈہ کو اور آ جاؤ۔ باقی مشن کے متعلق ان کے خلعے کے بعد تفصیلات ملنے کریں گے اور ایسا آل۔۔۔ ڈیگور مانے کہا۔ اور

ٹرانسمرٹر آف کر کے مسرت کی زیادتی سے بار بار ہاتھ ملنے لگا۔ اس کا پہرہ مسرت اور فرخ کی خوشی سے برسی طرح چمکا۔ ہاتھ ایک بار اُسے

فیصل آیا کہ وہ چیخ باس کو کال کر کے سب کچھ بتا دے لیکن پھر اس نے

یہ خیال اس لئے جنگ دیا کہ چھت باس نے واقعی انتہائی سختی سے یہ ہدایت کی تھی کہ عمران کو دیکھتے ہی گولی مار دی جائے۔ اس کام میں ایک لمحہ کی بھی دیر نہ کی جائے۔ اور چونکہ اس نے فی الحال ان ہدایات کی خلاف ورزی کی تھی اس لئے اس نے سوچا کہ عمران کا خاتمہ کرنے کے بعد ہی چھت باس کو کال کرے گا۔ اب وہ گزیرین کی طرف سے عمران کے مہینہ گزارے میں پہنچ جانے کی اطلاع کا شدت سے منتظر تھا۔

عمران نے اس کی آنکھیں ایک آنکھ سے کھلیں اور پھر اس کے لبوں پر ہی مسکراہٹ تیر گئی۔ کیونکہ آج بھی کھلتے ہی اس کے ذہن میں فوراً ہی منظر ابھر آیا تھا۔ جب وہ جوش چاند پہنچ کر گارڈ سے انٹرکومنیٹ باؤنڈریز پر رٹا ہوا۔ اٹھا کہ اچھا ٹھیک ایک آدمی نے آگے بڑھ کر اس کی سائینڈ سے متولی لگا کر اسے ہینڈلز اپ سیکر لے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ ناکوئی جواب دیتا ایک اور آدمی نے فوراً ہی اس کی ناک پر دو ہالی چاؤ دی۔ عمران کے ذہن پر تازگی چھا گئی۔ بڑے بڑے بجزروں سے لڑتے ہوئے لی عمر کوڑھی تھی۔ اور بڑے بڑے ہمیشہ سے سے سے اور انتہائی چھپو سے اندیسا کر سکتے تھے۔ لیکن عمران کی ذہانت ان کا ایک سٹیل سے توڑ دیا تھا۔ لیکن ان دو آدمیوں نے کوئی نیا اور چھپو طریقہ استعمال کرنے کی نئے بالکل سچکا نہ بلکہ تھی سا انداز اختیار کیا تھا کہ عمران شاید تصور بھی نہ کر سکتا کہ اسے بے ہوش کرنے کے لئے اتنا سادہ اور پرانا طریقہ ہی استعمال

چاہا۔ لیکن دوسرے لئے وہ یک لخت برسی طرح چھٹا ہوا۔ فضا میں اچھے
 مردانہ کے پاس کھڑے ہوئے وہ افراد سے جا کر آیا۔ وہ میمون ہی کا
 فرش پر گرے۔ اسی لمحے دیوالیہ کے دودھ کے ہونے اور کمر
 میں ان دونوں افراد کی چھین گونج اٹھیں جن سے ڈیگورا جا کر گرایا تھا۔ پھر
 نہ صرف کرسی سے اٹھ کر ابڑا تھا بلکہ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا سیلاب
 بھی چمک رہا تھا۔

ڈیگورا اب لٹنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن دھماکوں اور چٹخوں کی آواز
 سنتے ہی وہ ایک بار پھر بولکھلا کر نیچے گرا۔ اسی لمحے وہ وارزہ کھلا اور کارڈ
 اٹھانے اور داخل ہوا۔ لیکن دوسرے لمحے عمران کے دیوالیہ نے
 اٹھا اور وہ بھی برسی طرح چھٹا ہوا پہلو کے بل منظر سمیت نیچے گر گیا۔ در
 ابھی تک کھاسا تھا۔ عمران اس پر خار کرتے ہی کبھی کسی تیزری سے اچھ
 اس نے لات مار کر وہ وارزہ بند کر دیا۔ اور پھر اپیل کر ایک بار پھر ا
 ہوئے ڈیگورا کے سر پر پہنچ گیا۔ دوسرے لمحے اس کی لات پوری قوت
 ڈیگورا کے پہلو میں پڑی اور ڈیگورا چون کر کہ سائیکل کی دیوار سے کسی گیند کا
 ٹھکرایا۔ اس بار وہ جھٹکتے اٹھا۔ لیکن اسی لمحے عمران کا ہاتھ لہرایا اور
 کے جڑ سے پوندہ وار کھ پڑا۔ میضرب اتنی زور دار تھی کہ ڈیگورا کے جڑ
 ٹوٹنے کی آواز پہلے گونجی اور اس کی چیخ بید میں بجا رہی۔ ڈیگورا فرش
 کہ ایک بار پھر اٹھنے لگا۔ وہ خاصا سخت جان تھا۔ لیکن اس بار عمران
 دیوالیہ کو دستہ پوری قوت سے اس کی کھوپڑی پر جمایا اور پھر اس کا ہاتھ
 مشین کی طرح چھنے لگا اور پوٹھی ضرب کھا کر ڈیگورا کا جسم بے حس و حرکت
 گیا۔ اس کی کھوپڑی سے خون رسنے لگا تھا۔

عمران اُسے بے ہوش ہوا دیکھ کر تیزری سے صفحہ کی طرف بڑھا جو کرسی پر
 بندھا خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

جلدی سے کوئی یار اور سنبھال لو۔ باہران کے غلطے ساتھی ہوں گے۔
 اور کمر وہی سا ڈنڈہ روت نہیں ہے۔ عمران نے اس کی رسیدیاں
 کھولنے جوئے تیز بیٹھے ہیں کہا۔

اور صفحہ آنا دھوئے ہی تیزری سے ڈیگورا کے ان ساتھیوں کی طرف بڑھا۔
 جن کے ہوسٹر میں دیوالیہ بھی تک موجود تھے اور جو دیوالیہ لٹنے سے پہلے ہی
 عمران کی گویوں کا شکار ہو گئے تھے۔ اس نے دونوں کے ہوسٹروں سے
 دیوالیہ پھینچ لئے۔

تم اس ڈیگورا کا خیال رکھنا۔ میں باہر دیکھتا ہوں۔ آدائیں تو مڑد گئی ہوں
 گی۔ لیکن ابھی تک کوئی آیا نہیں۔ عمران نے کہا۔ اور دیوالیہ تیزری
 سے دوازے کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن ابھی وہ دوازے تک پہنچا ہی تھا کہ
 اچانک ایک سائیکل میں پڑی ہوئی الماری میں سے میٹھی فون کی گھنٹی کی آواز
 سنائی دی۔ اور عمران یہ آواز سنتے ہی تیزری سے مڑا۔ اس نے جلدی
 سے الماری کے چٹ کھولے تو خالی الماری کے دروازے کے قریب سے ایک
 میٹھی سیٹ موجود تھا جس میں سے آواز نکلی رہی تھی۔ الماری میں بند ہونے
 کی وجہ سے عمران کو وہ پہلے نظر نہ آیا تھا۔ عمران نے کرسی پر اٹھایا۔

”کیس۔۔۔ عمران نے ڈیگورا کے پلے میں کہا۔

”گھنٹین بول رہا ہوں۔ کیس۔ تہہ خانے سے تیرنگ اور چٹوں کی آدائیں
 آئی وہی تھیں۔ میں نے سوچا کہ صورت حال معلوم کر لوں۔“ کیس بڑا ہاتھ
 اڑھائی دی

میں سر سے دروازے کی دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔
 سب لوگ تہہ خانے میں آجائیں۔ باس بلا رہا ہے۔ عمران
 نے کہا۔ اور خاموش ہو گیا۔

دوسرے دن دروازہ کھلا اور عمران دروازے کے پٹ کے
 پیچھے چھپ گیا۔ دودھ کر کے وہ تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگے۔ صفحہ
 نے چونکہ عمران کی آواز سن لی تھی اس لئے وہ دروازے سے ہٹ گیا
 تھا۔ البتہ دروازہ ویسے ہی کھلا ہوا تھا۔ ظاہر ہے انہیں سیڑھیوں
 میں کوئی آدمی نظر نہ آیا تھا اس لئے وہ تیزی سے پیچھے اترے گئے اور
 پھر جیسے ہی میسر اجڑا اور دروازے سے نیچے اترتا۔

خبردار۔ عمران نے ایک لمحت پہنچ کر کہا۔ وہ اپنی اصل آواز
 میں بول رہا تھا۔ امدہ چھسے چھاپنے پیچھے آچا تک اجنبی آواز سن کر
 بے اختیار مڑے ہی گئے کہ عمران کے دونوں ہاتھوں میں بڑے بھتے
 دیو اوروں نے گھبایاں اٹھنی شروع کر دیں۔ پہلے ہی راؤنڈ میں تین افراد
 گرے۔ اسی لمحے پٹکے دروازے سے صفحہ نے بھی فائر کھول دیا کیونکہ
 وہ عمران کی پوزیشن سمجھ چکا تھا اس لئے اب اسے عمران کو گولی گنتے کا
 خطرہ نہ تھا۔ دو افراد اس کی فائرنگ سے اور پھر آخری جو ریو اور نکال
 چکا تھا عمران کے دوسرے راؤنڈ میں مارا گیا۔ اور عمران نے ایک لمحوں
 سانس لیٹے ہوئے دروازہ بند کیا اور پھر سیڑھیوں پر پڑھی ہوئی ان کی
 لاشوں کو پھیل لگتا سوا داپس تہہ خانے میں آ گیا۔

اب اس ڈیگورا کو اٹھاؤ اور باہر لے جاؤ۔ میں ذرا اس تہہ خانے
 کی تھوٹھی لے لوں۔ مجھے یہ الماری ڈبل لگتی ہے۔ عمران

ہوا کہ گڈین کی گردن کسی ٹوکی طرح گھومی اور کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی اس
 کا پیر کٹا ہوا جسم ڈھیل پڑ گیا۔ اس کی گردن کی چھمی ٹوٹ چکی تھی۔ عمران
 نے اسے ایک طرف دیکھ لیا۔

اب باتوں کا کیا کرنا ہے۔ صفحہ نے کہا۔
 مجھے خود اوپر جانا پڑے گا۔ اور کوئی چارہ نہیں۔ عمران نے
 کہا اور دروازے کی طرف بڑھا۔
 میں ساتھ چلوں۔ چہ آدمی ہیں اور ظاہر ہے مسلح ہوں گے۔
 صفحہ نے کہا۔

نہیں۔ تم اس ڈیگورا کو خیال رکھو۔ یہ ہوش میں نہ آجائے ورنہ
 انہیں گڈین کی آواز میں پہلے کٹرول کر دیں گے پھر گولیاں مار دیں گی۔ یہ
 دو سرا ریو اور مجھے دو۔ عمران نے کہا اور صفحہ نے ایک ریو اور
 اس کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے ریو اور کو اڈر تیزی سے دروازے کی
 طرف بڑھا گیا۔ اپنا ریو اور وہ پہلے ہی جیب میں ڈال چکا تھا۔ دروازہ کھوا
 کہ وہ باہر نکل گیا۔ صفحہ ریو اور لئے کھئے دروازے میں آ گیا تاکہ
 فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے ڈیگورا کو بھی چیک کرنا رہے اور اگر ضرورت
 پڑے تو عمران کی مدد بھی کر سکے۔ باہر ایک چھوٹا سا پلیٹ فارم تھا جس
 ساتھ سیڑھیاں اوپر کو جا رہی تھیں اوپر ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ عمران
 سیڑھیاں چڑھتا اوپر والے دروازے کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔

سنو۔ عمران نے دروازے کے قریب تک کر گڈین
 آواز میں کہا۔ اس نے جان بوجھ کر لہجہ نہ کیا دیکھا تھا جیسے گڈین نے
 دروازے سے بولی رہا ہو۔

عمران بامدادے میں پہنچا تو صفد دہاں موجود تھا۔ ڈیگورا فرسٹن پر ہوش
پڑا ہوا تھا۔

”میں نے جیک کر لیا ہے، اور یہاں کوئی آدمی نہیں ہے“
صفد نے کہا۔

”ابھی ان کا ایک اور گروپ باقی ہے۔ جس کا چیف کارٹر تھا اور
میرے خیال میں وہی گروپ تو ڈیپو کوئی گاؤں دیاتوں میں لوٹا ہے۔
اس کا بھی کوئی خاتمہ ضرور ہی ہے۔“ عمران نے ادھر ادھر دیکھتے
ہوئے کہا۔

”تو پھر اس کے لئے کیا پروگرام ہوگا۔“ صفد نے کہا۔
”کارٹر تو مر چکا ہے۔ اب یہی ڈیگورا ہی ان کے بارے میں تفصیلات
بتائے گا۔ اسے کمرے میں لے جاؤ۔ میں زیادہ وقت ضائع نہیں کرنا
چاہتا۔ جو سکتا ہے ان کا آئندہ منصوبہ انتہائی خطرناک ہو۔“ عمران
نے صر دلہے میں کہا۔ اور صفد سمجھ گیا کہ اب ڈیگورا کو سب کچھ بتانا ہی
پڑے گا۔ عمران کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اس نے آخری حد تک پہنچنے کا
فیصلہ کر لیا ہے۔ صفد نے جھک کر ڈیگورا کو اٹھایا اور پھر ایک
بڑے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جس کا دروازہ سامنے لٹھرا رہا تھا عمران
اس کے پیچھے تھا۔

اسے کرسی پر بٹھا ڈال دیا۔ وہ ہانسنے سے جا کر رسیاں بھی اٹھا لاد
اور مزے بھی۔ مجھے یہ خاصا سخت جان لگ رہا ہے۔“ عمران نے
خٹک بچے میں کہا۔

”آپ تو شاید اسے پہلے سے جانتے ہیں۔“ صفد نے بیہوش

سنے کہا۔ اور الماری کی طرف بڑھ گیا۔ جس کے پٹ ابھی تک کھلے ہوئے
تھے۔ اور اس کے ایک خانے میں بیٹی فون پڑا تھا جب کہ باقی خانے
بالکل خالی تھے۔

عمران نے خانوں کے اندر ڈال پھیرنا شروع کر دیا۔ لیکن اُسے
کوئی ایسی چیز محسوس نہ ہوئی جو مشکوک ہو۔ وہ چند لمحوں کو ہٹا کر
پھر اس نے الماری کو دونوں طرف سے یکے بعد دیگرے ایک سائیڈ پر دیکھا پھر
لیکن الماری اپنی جگہ سے ہلی بھی نہیں۔ عمران نے اُسے دوسری
طرف دیکھا تو پکی سی گڑ گڑا ہٹ کے ساتھ ہی الماری ایک سائیڈ پر
ہٹتی چلی گئی۔ اور پھر نیچے باقی ہوئی سیڑھیاں نظر آنے لگیں۔ مسمراد
سیڑھیاں اترتا گیا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک سرنگ سی سی
ہوئی تھی۔ جو فاسی دور تک چلی گئی تھی۔ عمران اس سرنگ میں ٹھٹھا گیا
سرنگ کچھ دور جا کر ختم ہو گئی اور میڑھیاں اوپر جا سکتی تھیں۔ اوپر ایک
دردانہ ٹھٹھا جو بند تھا۔ عمران سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچا۔ دروازہ
اندر سے بند تھا۔ اس نے دروازے کی چکنی ہٹائی اور پھر اُسے آہر
سے کھول دیا۔ دوسرے لمحے اس کے لبوں پر مسکرانٹ دوڑی سامنے
ایک تنگ سی گلی نظر آ رہی تھی۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور باہر
مڑ گیا۔ وہ سمجھ گیا۔ کہ یہ صرف فرار ہونے کے لئے خفیہ راستہ ہے
مزید کچھ نہیں۔

فقوڑی دیر بعد وہ جب آہ خانے سے جوتا ہوا سیڑھیاں چڑھ کر
اوپر پہنچا۔ سیڑھیوں کے دروازے کے باہر ایک لمبی سی راجا ہوا
تھی جس کے اختتام پر کھلا براہ آمد اور سامنے پھیلا ہوا لان نظر آ رہا تھا

ڈیگور کو کر پی پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

صرف نام سنا جو اسے کہ یہ نرکان کا معروف مجرم ہے۔ اور
بن الاقوامی سطح پر اس کا نام لیا جاتا ہے۔۔۔ عمران نے مرہٹے
ہوتے جواب دیا۔

اور صفدہ اشبات میں کہ بلا تائیر تیز قدم اٹھانا اور دوازسے سے
باہر نکل گیا۔

عمران خاموش کھڑا ڈیگور کو دیکھتا رہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے
اس کے چہرے مہرے سے اس کی قوت برداشت کا اندازہ لگا رہا
جو۔۔۔ تھوڑی دیر بعد صفدہ واپس آیا تو اس کے ہاتھوں میں رسیا
بھی تھیں اور ہنڈی بھی۔ عمران نے اس کے ہاتھ سے ہنڈی لے لیا۔ اور
صفدہ آگے بڑھ کر رسیوں کی بند سے ڈیگور کو باندھنے میں
مصرّف ہو گیا۔

ابھی طرح باندھنا۔ یہ میری طرح کمزور نہیں ہے۔۔۔ عمران نے
کہا اور صفدہ نے اس کا بدلا ہوا چہرہ دیکھ کر مڑ مڑا کرے ہوئے اس
کی طرف دیکھا اور پھر باندھنے میں مصروف ہو گیا۔ عمران ایک بد پیر
سنجیدگی کا باہر انداز لپٹے پلٹے والے موڈ میں آ گیا تھا۔

خدا آپ جیسا کمزور تو سب کو بنائے۔ میں نے بڑی کوشش کی
کہ آپ کی طرح ناخنوں میں بلید لگا کر رسیاں کاٹنے کا طریقہ سیکھ لوں
لیکن آج تک بات سنی ہی نہیں۔۔۔ صفدہ نے رسیاں باندھ کر
ایک طرف چلتے ہوئے کہا۔

”جائے استاد خالی است مسرّ صفدہ سعید۔ ایک بڑا ڈبہ مٹھائی

اور نرکان کی گڑھی دیکھے بغیر میں تمہیں شاگرد نہیں بناؤں گا۔ یہ سن کر۔۔۔ عمران
نے سر تارتے ہوئے جواب دیا اور صفدہ کو تہہ نامہ کر نہیں پڑا۔

پڑا ہی اور وہ بھی تیس گز کی۔۔۔ صفدہ نے ہنٹے ہوئے کہا۔
”تاہر ہے جب استاد میں گز کی گڑھی سے بندہ جائے گا تو کہاں بھاگے گا۔
عمران نے کہا اور صفدہ ایک بار پھر ہنسی پڑا۔

اب اسے ہوش میں لے آؤ۔ تاکہ ڈیگور کو ڈیگورگوں میں بدلا جا سکے۔“

عمران نے سامنے رکھی کسی بو اعلیٰ نکان سے بیٹھے ہوئے کہا۔
صفدہ نے آگے بڑھ کر عمران کا ہسی حر یہ اختیار کیا اور چند لمحے تک جب
ڈیگور کی ناک اور منہ بند ہوتے تو وہ ہوش میں آ گیا۔

”ہاں تو مسرّ ڈیگور۔۔۔ یہ تمہارا ہے ماں باب نے آخر کیا سوچ کر تمہارا۔
ام ڈیگور، ارکا دیار، ڈیگور کی بھیلے ڈیگور ریشمی ہی رکھ دیتے تو کسی قبر خانے
کے دروازے پر توجہ جاتے۔“ عمران نے اس کے ہوش میں آتے ہی
زوم سے بولیں کہا۔

”تو تم نے مجھ پر کیا بول پائی لیا۔ واقعی چیف باس نے درست کہا تھا کہ تمہیں
دیکھتے ہی گولی ماری جائے۔ مجھ سے غلطی ہوتی کہ میں پوچھ گچھ کے چکر میں پڑ گیا۔
ڈیگور اسے ہوش بیٹھے ہوئے کہا۔

”تم جیسے لوگوں کی انہی مستقل غدیوں کی وجہ سے تو میں زندہ ہوں ورنہ اب
نک شایہ مرزا بد ریکی ہوتا۔ تم نے شایہ پد پخشیا کو بھی نرکان سمجھ لیا تاہر
تمہارا نام سننے ہی میری گردن ڈھک جاتے گی۔ تمہارے یہاں موجود
سارے آدمی تو عالم بالا پہنچ کر ورنہ سکھ ڈیگور کے ساتھ رہنا سمجھاؤ
مجھے ہوں گے۔ اس لئے ان کے رقص میں مداخلت کے بارے میں سوچنا

بھی نہ۔ اب تم صرف اتنا بتا دو کہ تمہارا ریڈ وارننگ گروپ کا جیٹہ کوارٹر کہاں ہے۔ تاکہ میں ان کی وارننگ کو گریڈ بنا دوں۔ ریڈ گھوڑے پسند نہیں ہے ماہرین رنگ بتاتے ہیں کہ ریڈ رنگ ماروھاڑ کا رنگ ہے۔ اور تمہارا درکھی لیا ہو گا کہ ماروھاڑ جیسی چیزوں سے بچے بڑی نفرت ہے۔ عمرا کی زبان حل پڑھی۔

تم ریڈ گروہ کی زبان نہیں کھلوا سکتے۔ یہ دیکھو۔ فرگور اُسے بڑے غضب لہے میں کہا۔ اس کا چہرہ جو ٹوٹے ہوئے جڑے کی دج سے پلٹے ہی پڑے چمکتا۔ یہ بات کرتے وقت اور زیادہ ٹیڑھا ہو گیا۔

”زبان کھلوانا تو بچوں کا کام ہے مسٹر ڈیگور۔ میں تو زبان نکھوانا چاہوں۔ بالکل ایسے جیسے دانت نکھوانے جلتے ہیں اور بڑا آسان سا کام۔ جس طرح دانت کو زبور میں پکڑ کر کھینچا جاتا ہے۔ اسی طرح زبان کو بھی پلاسٹک میں پکڑ کر باہر کھینچ لیا جاتا ہے۔ دانت تو بڑی سخت سی چیز ہوتی ہے۔ جب کہ تم جانتے ہو زبان بڑی نرم ہوتی ہے بڑی آسانی سے باہر آجاتی ہے۔ کیوں صفدر۔ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں بات کرتے ہوئے آخر میں صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

میرے خیال میں اتنا لمبا کھینچ لینے کی بھی ضرورت نہیں۔ نکالنے سے زیادہ آسانی سے یہ کٹ سکتی ہے۔ صفدر نے خشک لہجے میں کہا۔ اسے باؤں دانتی۔ لیکن یار زبان کٹ گئی تو پھر یہ بے چارہ کوسہ لگا کیسے۔ عمران نے مصدم سے اعجاز میں کہا۔ تمکو اس میں مت کرو۔ میں نے کبہ دیا ہے کہ تم مجھے کچھ نہیں لگوانا۔ ڈیگور اُنے غصے سے چیخے ہوئے کہا۔

”واہ۔ یہ زبان کھلوانے سے اب لگوانے کی طرف آ گیا۔ نہ جانتی۔“ لگنے لگوانے والا کام غلط قسم کا ہے۔ پتہ نہیں تمہارے اندر کبھی برا ہوا جو بھرا جاتے۔ نہ۔ یہ کام کم از کم مجھ جیسا نفیس آدمی تو نہیں کر سکتا۔ بس وہی نکالنے اور کٹنے والا کام لیکھیک ہے۔ عمران نے بڑا سا مذہبت سے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ آپ بڑے شریفے ہیں۔ یہ ابھی سب کچھ بتا دے گا۔“ صفدر نے کہا۔

”اُسے نہیں۔ مسٹر ڈیگور کا اتنا خوب صورت جسم و انداز نہیں ہوتا پایسے۔ ڈیگور ریشم خواب ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ زبان کھینچ لینے کے بعد اس کا منہ بند کر دیں گے۔ ڈیگور ریشم پوکوتی اثر نہیں پڑے گا۔“

عمران نے نئی نئی صرطائے ہوئے جواب دیا۔

”تم چوچا ہے کرو۔ میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔ یہ میرا فیصلہ ہے۔“ فرگور اُسے ایک بار پھر چیتے ہوئے کہا۔ اس بار اس کا لہجہ پہلے سے زیادہ ادبگاتا۔ اور عمران دل ہی دل میں مسکرایا۔ ڈیگور کا دانتی لہجہ تباہ ہوا تھا کہ وہ اندر سے ٹوٹ رہا ہے۔ اور عمران انسانی قضیات کو ابھی طرح جانتا تھا۔ کہ جب تک قوت ارادی کو نہ توڑا جلتے صرف تشدد ان لوگوں پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔

”بیچ۔ بیچ۔“ میں تمہاری طرح بہرہ نہیں دوں۔ اس نے آہستہ بوز میں سن دیا ہوں اور مجھے جلدی بھی نہیں ہے۔ باؤں تو صفدر۔ کیا خیال ہے۔ زبان کھینچنا زیادہ بہتر ہے گایا کا شہ۔ یاد کوئی احساس مشورہ۔ عمران ڈیگور سے بات کرتے کرتے صفدر سے مخاطب ہو گیا۔

”اگر کھنے اور کاٹنے کی بجائے توڑنے والا کام شروع کر دیا جائے تو کسا رہے گا۔“ صفد نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ بچہ عمران کا مقصد سمجھ گیا تھا۔

”توڑنا کیا توڑنا۔ زبان کیسے نوٹنے گی۔ مشر ڈگورا کی زبان توڑ کی تو نہیں ہے۔ کیوں مشر ڈگورا۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔“ عمران نے حیرت بھرتے انداز میں کہا۔

”شٹ اپ۔“ بین تم غیسوں سے بات کرنا بھی اپنی توڑ میں سمجھ رہا ہوں۔“ ڈگورا نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”اچھا۔“ داہ۔“ تو بین کہ تمہیں بھی علم ہے، خوب۔ اب چونکہ بھی تو بین کا مطلب سمجھنے لگا گئے ہیں تو پھر بے جا رہے شیر چیخے کہ کیا قصور۔“ عمران نے بڑے طنز پر انداز میں نبتے ہوئے کہا۔

”عمران صحت۔“ خواہ مخواہ وقت ضائع ہو رہا ہے، ختم کریں اقصیٰ کو۔“ صفد نے اس بار جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اسے اسے۔ اتنا غصہ بھی اچھا نہیں۔“ میرے چارہ ڈگورا کیلے گا۔ ہمارا مہمان ہے، تم ازگم اپنی مہمان نوازی کی لاج ہی رکھ لو، جیلا اتنا کہ فی الحال اس کی ایک آڑگم نکال لو۔ کوئی بھی کمال لو۔ کیا فرق پڑتا ہے ویسے بھی ایک آٹکھ سے آدمی دیکھ تو لیتا ہے۔“ دو مری تو اٹھنے والے نے بطور سپر پارٹ لگا رکھی ہے۔“ عمران نے مہربانے ہوئے کہا۔

اور صفد رتیزی سے ڈگورا کی طرف جھپٹا پھراس سے پہلے کہ ڈیکھیں جھپکتا۔ صفد کی اگر ہی ہوتی انھکی کسی چھری کی طرح اس کی بائیر

”کہ میں گھستی مٹی گئی۔ اور کرو ڈگورا کے حلق سے نکلنے والی خون ناک مٹی سے گوج اٹھا، صفد نے بڑی بے مددی سے انھکی ماہر کے مٹے مٹے حلقہ کر کے جھکا دیا اور غوطہ سا ڈگورا کی آنکھ سے باہر آگرا۔“ ڈگورا کا جسم مٹی مرن کھینچنے لگا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

”بچ۔“ بچ۔“ انھکی خراب کر لی۔“ عمران نے یوں کہا جیسے اُسے ڈگورا کی آنکھ کی بجائے صفد کی انھکی خراب ہونے کا افسوس ہوا جو صفد نے ڈگورا کے لباس سے انھکی صاف کی اور دوسرے مٹے پوری قوت سے اس کے ٹوٹے ہوئے جڑے پر مکہ جڑ دیا۔“ ڈگورا بچ ماہر کے ادب وار ہوش میں آگیا۔ اور پھر ڈگورا کے حلق سے گلیاں اس واٹر سے نکل رہی تھیں جیسے مشین گن جل رہی ہو۔

”کمال ہے۔“ بھی ڈگورا۔“ اب اتنا بھی کیا غصہ۔“ آنکھیں تو شرم سے بھی پوٹ جاتی ہیں، صفد بے چارے کی انھکی بھی خراب ہو گئی ہے۔“ عمران نے ہنست ہنستے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے باپ کسی بچے کو پکچکا رہا ہو۔

اور ڈگورا کی اکوئی آنکھ سے جیسے شعلے نکلنے لگے۔

”داہ۔“ ایک آنکھ سے تو تم زیادہ خوب صورت گئے مگ گئے ہو، یا صفد۔“ ایک کان بھی تو فالتو ہی ہے، جب ایک کان سے کام چل سکتا ہے تو پھر کیا ضرورت ہے دوسرے کان کا وزن اٹھانے کی۔ ویسے بھی ڈاکٹر کہتے ہیں وزن کی زیادتی صحت کے لئے مضرت ثابت ہوتی ہے۔“ اور کم از کم میں تو یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ مہمان کی صحت خراب ہو۔“ عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔ اور

صفدر نے اس کی بات سنتے ہی کبھی کی سی تیزی سے دیوارِ حجاب سے نکل
اور دو سرے لئے دھماکے کے ساتھ ہی ڈیگورا کا ایک کان صاف
گیلا اور خون کا فوارہ سا نکلنا اور ڈیگورا ایک بار پھر حیرت منگوا کر ہی
کرسی پر پڑنے لگا۔

”واہ“ کیا کہنے مسٹر ڈیگورا۔ تم نے واہ نہیں دی صفدر۔
نشانے کی۔ کس عصفانی سے کان اٹایا ہے۔ عمران کا لہجہ ایسا
جیسے وہ واقعی داد دے رہا ہو۔

”تمہ تم۔۔۔ ظالم ہو۔ میں تمہیں پیس کر رکھ دوں گا۔ میں تمہارا
پوشیاں اٹا دوں گا۔ ڈیگورا نے جھپٹتے ہوئے کہا۔

”ارے ہاں صفدر۔ یہ دو بازوؤں کی آفر کیا تمہارے شایدا
بلیس کے لئے بنائے گئے ہیں۔ دونوں دائیں ہاتھ سے کام تو آدمی
ہی لیتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

اور صفدر دیوارِ حجاب میں ڈالتا ہوا تیلی کو جوڑو کے سے ان
میں اکر آگے بڑھا۔

”رک جاؤ۔ راک جاؤ۔ ایک۔ راک جاؤ۔ تم انسان نہیں ہو یا گل ہو۔
پاگل ہو۔ میں بتا دیتا ہوں۔ وارنٹ ہاؤس کو فونی کو فونی نمبروں تحریر
ڈیگورا نے تباہی انداز میں پھینچتے ہوئے کہا۔

”وارنٹ ہاؤس کو فونی۔ لاجل دلا۔ بھلا یہ بھی دہشتے کی جگہ۔
میں تو کھانڈ کھڑوں نہیں جاسکتا۔ میرے ہونے والے سر
دہاں دہشتے لگتے۔ بھائی ڈیگورا میں نے تو رشتے سے ہی انکار کر
لیا تھا۔ نہ بھائی۔ میں تو دہاں نہیں جاسکتا۔ تم ایسا کرو ٹیلی فون پر بتا

میں سے بات کر لیتے ہیں۔ حال چال ہی تو پوچھنا ہے۔ عمران نے
منہ بنا تے ہوئے کہا۔

”میں نہیں بتاؤں گا۔ بالکل نہیں بتاؤں گا۔ چلبے تم میری سادی
بٹیاں تو ڈرو۔ نہیں بتاؤں گا۔ میں مر جاؤں گا نہیں بتاؤں گا۔“

ڈیگورا نے ایک بار پھر جھپٹتے ہوئے کہا۔ شایہ وہ ایک بار پھر جنجھل
جانے میں کا مایاب ہو گیا تھا۔

”نہ بتاؤ یا ر۔ اب اتنی بھی کیا کالی کی کہ ہر چیز تم سے ہی پوچھتے۔ ہیں۔
کچھ نہیں ہی تو خود کرو نا چلبے۔ چلو ٹھیک ہے میں خود ہی اکیس پھینچتے
پوچھ لیتا ہوں۔ دہاں میرا ایک یا آپر میٹر ہے۔ مجھے صحت کی کالیں
کرا سکتے ہے۔ نمبر نہیں بتا سکتا۔ ضرور بتاؤ گے۔ ہاں صفدر۔ تو پھر
چلیں اکیس پھینچ۔ دہاں اس سے چلبے بھی نی لیں گے ادا نمبر بھی معلوم
کر لیں گے۔ سنا ہے ٹیلی فون اکیس پھینچ کی کنڈیشن دلا چلبے میں پست
ڈاتا ہے۔ پڑی گا پھر جانے جوتی ہے۔“ عمران نے بڑے مطمئن
انداز میں کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر اس کی کیا کرنا ہے۔“ صفدر نے
کندھے اچکاتے ہوئے اسی طرح سرد مہر سے بچھ میں کہا۔

”مارنا کیا ہے۔ بے چارے کو کوگ باقی زندگی پڑاتے رہیں گے جنہ
بگڑو کر کان کٹا کہتے رہیں گے۔ اب یہ تو غلط بات ہے کہ کو فونی ہمارے
مہاں کا مذاق اٹا سنے۔ اس لئے ایسا کرو کہ گولی مار دو۔ بس یا۔
ایک بات کا خیال رکھنا گولی ٹھیک دہاں پڑتی چاہیے۔ تاکہ اس کو
مرنے وقت زیادہ تکلیف نہ ہو۔“ عمران نے اسی طرح بے نیانہ

ہوئے ہیں کہا۔ اور صفدر نے ایک بار پھر دیواروں کا نال لیا۔

”رگ جاؤ۔ خدا کے لئے رگ جاؤ۔ موت مارو۔ میں بتا دیتا لیکن وعدہ کرو۔ منہ پر محام ہونے کے بعد مجھے مارو گے نہیں۔“

ڈیگور نے ایک بار پھر بیانی امتاز میں کہا۔

”کیا خیال ہے صفدر۔ کمر میں وعدہ سوچ لو۔ وعدہ بھانا پڑے گا۔“

عمران نے مڑتے ہوئے کہا۔

”کیا ضرورت ہے۔ اس درد سر پائے کی۔ وہاں پیل کو پتھر تو چس

جلنے کا نمبر ک۔“

صفدر نے منہ تلے ہوئے کہا۔

”لیکن یاد۔ اگر تمہارا انسانان اجبٹ گیا تو بے چارے کو خواہ مخواہ آدھا گھنٹہ تک پنا پڑے گا۔ یہ بھی سوچ لو۔“

عمران نے کہا۔

”وہ دونوں اس طرح بتیں کر رہے تھے جیسے ڈیگور اسے انہی

بے پناہ بھردی جو۔“

”فور پھری فور پھری سکس۔“

ایسا ناک ڈیگور ایک لمختہ چیخا اور اس کے ساتھ ہی اس کا چہرہ تنگ گیا۔ اکلوتی آنکھ سمجھتی گئی۔

لاشوری خوف کا تھکا تھا جس نے اس کے منہ سے منہ پر خود بخود گہرا

دیا تھا۔

”واہ۔ اسے کہتے ہیں اعتماد۔ یعنی وعدہ لئے بغیر ہی نمبر بتا دینا

اور صفدر ایسے اعتماد کرنے والے آدمی تو بار بار پیدا نہیں ہوتے

اس لئے دیواروں جیب میں ڈالو اور مثلی فون اٹھا لالو۔ ذرا یہ ریڈیو

ٹائپ وارننگ سے بھی دو باتیں کر لوں۔“

عمران نے دوبارہ پر مینتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اور ڈیگور کی آنکھوں میں چمک ابھر۔

کے۔ تہ ساتو حیرت کی جھینک بھی نمایاں ہو گئیں جیسے اُسے یقین نڈار باہو کہ واقعی

عمران نے اُسے قتل کرنے کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔

صفدر نے مسکراتے ہوئے دیواروں جیب میں ڈالا اور ایک کونے میں

پڑے ہوئے مثلی فون کی طرف بڑھ گیا۔

”مسٹر ڈیگور۔ چھوڑو پرانی باتوں کو۔ جو ہو گیا سو ہو گیا۔ یہ بتاؤ اس منہ پر جینر

کو تم نے کبھی دیکھا ہے۔“

عمران نے بڑے دوستانہ انداز میں بات کرتے

ہوئے کہا۔

”چین پاس کو۔“

نہیں۔ اُسے سمجھنے کبھی نہیں دیکھا وہ جینر کو اور

میں رہتا ہے اور جینر کو اور نہیں کوئی نہیں جاسکتا۔ وہاں جانے کا کوئی راستہ

نہیں ہے۔“

ڈیگور نے ٹوٹ بھٹنے سے ہوتے کہا۔

اور عمران نے سر ہلادیا کیونکہ جس شخص نے اس کے لئے اس نے سوال کیا تھا۔

وہ جس جوگ تھا۔

اُسی لمحے صفدر نے مثلی فون سویٹ لاک عمران کے سامنے رکھ دیا۔

”تمہاری جیب میں دو مال تو جوگا۔“

عمران نے صفدر سے پوچھا۔

”دو مال۔“

”ٹال جوگا کیوں۔“

صفدر نے حیرت بھری نظر سے پوچھا۔

”جواب دیا کیونکہ دو مال پوچھنے کی کوئی تنگ اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی۔“

اس ڈیگور کے منہ میں ڈال دو۔ میں تمہیں نیا سے دوں گا مجھے تمہاری

عادت کا پتہ ہے۔ جب سے تمہاری اہلی جان نے تمہیں پہلی بار سکوی بھیجے

وقت تنگ صاف کرنے کے لئے دو مال دیا جوگا۔ تم تب سے ہی اُسے

سنجھنے پھر رہے ہو گے۔ اتنے پرانے دو مال کا صحیح مصحف بھی ہے

لہذا اس سے ڈیگور کا منہ بند کیا جاسکے۔“

عمران نے مثلی فون کا ریسیور

اٹھتے ہوئے بڑے سخیوہ پہنچے ہیں کہا اور صفحہ نہیں پڑا۔

”تم میرا سنا کہوں سنا کہ کن چپتے جو۔ میں نہیں بولوں گا۔“ ڈیگورا نے گھبراتے ہوئے ایچے میں کہا۔

”سورہی مشرفی پڑا۔“ میرے پاس اس وقت بڑی نہیں ہے کہ اس سے تمہارا منہ بند کر لیا جاسکے۔ اور باقی رہی تو ہمارے بولنے والی بات تو ابھی تم نے ہم سے ہی کہا تھا کہ تم کسی قیمت پر نہیں بولو گے۔ حالانکہ تم پھر بول پڑے۔ اب ایسی صورت میں تم پر اعتبار کیسے کیا جاسکتا ہے۔“ عمرا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ڈیگورا کا چہرہ ایک بار پھر غصے سے پھوڑکنے لگا۔ ظاہر ہے اب وہ بچ نہ تھا۔ کہ پستی دلی بات اس کی سمجھ میں نہ آتی۔ لیکن اس نے جیسے ہی کوئی کرنے کے لئے منہ کھولا صفحہ نے جو اس دوران دو مال نکال کر گئے اس کی صورت میں پناچکے تھا دو مال اس کے منہ میں ٹھونس دیا اور ڈیگورا اسے چہرہ پٹا ماسی رہ گیا۔

عمران نے بڑے العین دل سے ڈیگورا کے بتائے ہوئے نمبر ڈرا کئے۔

”ییس۔“ دو سورہی حرفت سے کسی نے کزنت آوازیں کہا۔

”دیہ دار جنگ کا رٹو بول رہو جوں۔“ عمران نے کارٹر کے ایچے بات کرتے ہوئے کہا۔

اور ڈیگورا کی آنکھیں عمران کا لہجہ سن کر حیرت سے پھینک گئیں۔

”ییس باس۔“ بروس اسٹیننگ اور۔۔۔ دو سورہی طرف اس بار بولنے والے کے اچھو نو بانہ اور نرم تھا۔

”سنو۔“ چیف باس نے ریڈ ہار جنگ کا سابقہ پلان تیار کر دیا ہے۔ وہ ایک نیا اور اہم مشن ہمارے ذمہ لنگے ہے۔ اس لئے سابقہ پلان پر کی بنیے ولی تمام کام کو۔۔۔ دو ای فوری طور پر منسوخ کر دو۔“ عمران نے کارٹر کے ایچے میں بات کرتے انتہائی سخت انداز میں کہا۔

”وہ باس۔“ ہم تو سنٹرل سیکرٹریٹ کو انڈیٹ کے لئے تمام کام کو۔۔۔ دو ای فوری طور پر منسوخ کر دیئے ہیں۔“ بروس نے انتہائی پریشان ایچے میں کہا۔

”کتنے افراد ڈیڈ ہو چکے ہیں۔“ عمران نے جو ہٹ کاٹتے ہوئے پرجی۔ سنٹرل سیکرٹریٹ کو انڈیٹ کے سن کر اس کی آنکھوں میں ٹھٹھے سے پانی ٹپک رہے تھے۔ ظاہر ہے سنٹرل سیکرٹریٹ ماب کے انتہائی اہم ترین دفتر تھا۔ اس کی تباہی کو محاسب میک کے لئے ناقابل تلافی نقصان تھا۔

”پناچکے افراد کس۔۔۔“ بروس نے جواب دیا۔

”انہیں فوراً اسپس بلا لو۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ لڈ۔۔۔ یہ چیف باس کا آڈر ہے۔“ عمران نے کزنت ایچے میں کہا۔

”ٹھیک ہے باس۔“ میں ابھی اٹھتا دے دیتا ہوں۔“ بروس نے جواب دیا۔

”سنو۔“ نیا مشن انتہائی اہم اور پیچیدہ ہے۔ اس کے لئے ہمیں خاص تیار رہی کرنی پڑے گی۔ اور آج ہی بھی غصے چاہیں۔ اس وقت مینڈ کوٹ میں کتنے افراد موجود ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”باس۔“ وہی پناچکے بہرہا باقی تو یہاں ہیں۔ وہ بھی تھوڑی دیر میں آجائے ہیں۔“ بروس نے جواب دیا۔

اور کے۔ مسٹر بیڑک ڈائریکٹر پاور لینڈ ٹرانسپورٹ ہو گئے۔ ہنری جیمز نے سہ ملاتے ہوئے کہا۔

”میں صحت دیتا ہوں کہ میں ہمیشہ پاور لینڈ اور اس کے جیمز جی ہنری جیمز کا کھس ونا ڈائرہوں گا۔“ اور ہنری بیڑک نے اٹھ کر کہا، ”اور وہ بارہ کوسٹ پر بیٹھ گیا۔“

”میں مس جیک کی لبطر ڈائریکٹر ٹرانسپورٹ ہوں۔ یہ انتہائی ذہین اور پُرچوش ہیں۔“ دوسرے اور عمر نے کہا۔

”ہم تیار کرتے ہیں۔“ اس لڑکی اور ہنری جیمز کے علاوہ باقی افراد نے ہنری جیمز سے کہا۔

”گڈ۔“ مس جیک کی انتخاب پاور لینڈ کے لئے بے حد سو مند ہے۔

”گاہ۔“ ہنری جیمز نے مسکراتے ہوئے کہا، ”اس نے بیڑک اور جیک کا تعلق پاپے ہی کر لیا تھا۔ اور ان کے متعلق سب کو بتا بھی دیا گیا تھا۔ باقی کا وہ دنی کو صرف وہم و گمان کے لئے کی جا رہی تھی۔ پھر مس جیک نے اللہ کو بیڑک کی طرح حلف اٹھایا اور بیٹھ گئی۔“

”اد۔“ کے۔ یہ کارروائی مکمل ہو گئی۔ اب آپ وہ پس منظر بھی سن لیجئے۔

”اس کے بعد فیصلے کے جا سکیں۔“ ہنری جیمز نے کہا۔ اور اس کے بعد اس نے تقاضے سے ایک شٹا سے سائنس دانوں کے اٹھوسے لے کر ترمی کی طاقت تک کے تمام واقعات انہیں سنا دیئے۔

”اد۔“ اس کا مطلب ہے۔ یہ سب کچھ یا کھٹ جا کے چند افراد کو لیا جوسے۔ پھر بیڑک نے کہا۔

”اں۔“ میں نے لیڈی ایٹل کو منع کیا تھا کہ وہ پابک شید کو نہ چورے

جو کہ کہا۔

”میں بس۔“ ہمیں امدادات بندہ گوارہ سے ملی ہیں۔ لیکن باس ہمیں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کس طرح بلاک ہوئے۔ کئی لوگوں نے انہیں بلاک کیا ہے۔ ایک اور عمر نے ہنری جیمز سے کہا، ”یہ جاب دیتے ہوئے کہا۔“

”یہ بھگتی باتیں ہیں۔ پہلا مسئلہ ہے اب پاور لینڈ کی چیرمین شپ کا پاور لینڈ کے ٹرانسپورٹ کے مطابق اس کے ہمیشہ تین ڈائریکٹر ہوں گے۔ اور ان میںوں میں سے ایک چیرمین ہوگا۔ اب جب کہ ایک ڈائریکٹر اور ایک چیرمین ہوتے ہو گئے تو فوراً جو پاور ڈائریکٹر ٹرانسپورٹ ہونے چاہتے وہ ان میں سے ایک چیرمین۔“ ہنری جیمز نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں جناب ہنری جیمز کو بطور چیرمین پاور لینڈ تجویز کرتا ہوں۔ ایک نوجوان نے فوراً ہی ہنری جیمز سے کہا۔

”ہم تیار کرتے ہیں۔“ باقی جن نے بھی فوراً ہی ہنری جیمز سے کہا۔

”اد۔“ کے۔ چیرمین کا مسئلہ حل ہو گیا۔ اب وہ گئے دو ڈائریکٹر ٹرانسپورٹ۔

بطور چیرمین بھگتی جاب کے میں تم جابوں میں سے دو ڈائریکٹر ٹرانسپورٹ کروں۔

لیکن میں یہ بات تم سب پر چھوڑ دیتا ہوں۔ کیا تم آپس میں کسی دو ناموں پر متفق ہو سکتے ہو۔“ ہنری جیمز نے ان چاروں کو بخیر دیکھتے ہوئے کہا۔

”مسٹر بیڑک کا نام بطور ڈائریکٹر تجویز کرتا ہوں۔ یہ ہم سب میں سے سب سے ہیں۔“ اسی نوجوان نے کہا۔

”ہم تیار کرتے ہیں۔“ اس اور عمر جس نے پہلے ہنری جیمز کو جواب دیا تھا کے علاوہ باقی دو نے ہنری جیمز سے کہا۔

لیکن لیڈی ریشے پاکیشیا داول کو جنتی نہ تھی اس لئے وہ نہ مانی اور تمہید کہ آج پاور لیڈنگ مکمل طور پر شہید ترین خطرے کی زد میں ہے۔
ہنری جیمز نے کہتے ہیں جواب دیا۔
”مسٹر ٹرنڈی کی ہلاکت کے بعد آپ نے کیا اقدام کئے ہیں جناب۔“
مس جیکبی نے پوچھا۔

”نی الحال کوئی خاص اقدام نہیں کیا۔ میں نے زک ان سے ڈوگرو۔ آگرو پ کو پاکیشیا بھیج دیا ہے تاکہ وہ وہاں دہشت گرد قسم کی کارروائیوں کا سلسلہ شروع کرے۔ پاکیشیا سیکرٹ مرسوس کو وہاں بھجلائے۔ تاکہ اگلے بھی یہ مواقع مل سکیں کہ میں ٹرانسمٹ فریڈ سسٹم ختم کر سکوں۔ لیکن زمین میں اس وقت کر سکتا تھا جب کہ میں باقاعدہ چیئر جرن نامزد ہو جاتا۔ اس لئے آپ سب کو فوری یہاں کال کیا گیا ہے۔۔۔ ہنری جیمز نے کہا۔
”کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ پاور لیڈنگ پاکیشیا چمک کر دے۔ اس کی اینٹ سے اینٹ بجادے۔ ایک نوجوان نے پرجوشش پلے میں کہا۔

”نہیں۔ اس طرح پوری دنیا کی فورسز حرکت میں آجائیں گی۔ اور پاور لیڈنگ ابھی اس قافلہ میں نہیں ہو کہ پوری دنیا کو بیک وقت کٹر ڈال کر سکے۔۔۔ ہنری جیمز نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
”لیکن سنر۔ ٹرانسمٹ فریڈ سسٹم ختم کرنے کے بعد تو میڈیکو وارڈ ہر ایک کے لئے اپنی ہو جائے گا۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ٹرانسمٹ فریڈ کا سسٹم ہی بدل دیا جائے۔۔۔ پیٹرک نے کہا۔
”نہیں۔۔۔ سسٹم بدلنا نہیں جا سکتا۔ اُسے صرف ختم کیا جا سکتا۔“

اور اس میں سے مارگٹ بدلنے کی بھی صرف ایک ہی بار گنجائش تھی۔ وہ بھی سنر پوری ہو چکی ہے۔ اور سسٹم ہل چل رہا ہے۔ تب بھی عمران کے لئے یہ منسکی نہیں ہے کہ وہ نیا سسٹم کس سے اڑائے۔
ہنری جیمز نے جواب دیا۔

”سنر۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو میڈیکو وارڈ کے محل وقوع کو تو علم نہیں ہے۔ اس لئے اگر اسے اوپر کر دیا جائے تو اس طرح ان کے یہاں پہنچنے میں خود بخود رکاوٹ پڑ جائے گی۔ ظاہر ہے میڈیکو وارڈ تلاش کرنے کے لئے انہیں وقت چاہیے۔ اور اس دفعے کے دوران کوئی پرائیونٹ سیکورٹیاں کا فائدہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس مشن کو یہ کر دوں۔۔۔ مس جیکبی نے کہا۔

”مشن صحیحے کا کوئی نامہ نہیں۔ ان کے لئے ہمیں کوئی خاص طریقہ تلاش کرنا پڑے گا۔ میرے ذہن میں ایک طریقہ ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم ان کے لئے ایک جال تیار کریں۔ ایک نقلی میڈیکو وارڈ تیار کیا جائے۔ بائیں صی صی۔ اس جیسا پہلے سے ہی ڈائنامٹ وغیرہ ڈنٹ ہوں۔ اس میں وہی ٹرانسمٹ سسٹم نام نہاد ہو۔ پھر جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھی ان فریڈ کی مدد سے وہاں پہنچیں اس نقلی میڈیکو وارڈ کو بیک ٹھونک اڑا دیا جائے۔

ہنری جیمز نے کہا۔
”لیکن سنر۔ نقلی میڈیکو وارڈ بنانے کے لئے خاصا وقت چاہیے۔ ایک نوجوان نے کہا۔
”ہاں۔ وقت تو چاہیے۔ کم از کم ایک ہفتہ تو لگ جائے گا۔“
ہنری نے سر ہرتے ہوئے کہا۔

ہیٹھ کو اڈو کے زیموڈنگ کے انچارج ہوں گے اور جکی ہیٹھ کو اڈو ٹر
ہیٹھ کو اڈو کے انچارج ہوگی۔ جب تک کہ میں پیشین لیبارٹری کے ساتھ ساتھ
ہم کو کنٹرول کروں گا اڈو ہرک اڈو جکی میری ہدایات کے تابع ہوں
۔۔۔ منزری نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

یس باس۔۔۔ پیٹرک اڈو جکی نے سمر ملاتے ہوئے جواب دیا۔
اب باقی۔۔۔ گئے سار جنٹ اور سیٹھن۔ تو یہ دونوں بیرونی ممالک میں
بندہ کے مفادات کو کنٹرول کریں گے۔ سار جنٹ ایکٹو میا اڈو پارپا
ڈول کریں گے۔ اڈو سیٹھن ایشیا اور دوسرے علاقوں کو یہ دونوں
ہری ہدایات کے تابع ہوں گے۔۔۔ منزری خمیز نے کہا۔

یس باس۔۔۔ اڈو ہر سار جنٹ اڈو ہوجوان سیٹھن نے سمر ملاتے
تے کہا۔

اڈو کے۔۔۔ اب سار جنٹ اڈو سیٹھن دونوں کو اپنے اپنے ہیٹھ کو اڈو ٹر
ہونے کی اجازت دہی جاتی ہے۔۔۔ منزری خمیز نے کہا۔

اڈوہ دونوں ایک جھگڑے کھڑے ہوئے۔ ان دونوں نے جھگڑ
نا پٹہ ہوں کے مخصوص حصے کو ہاتھ کے انگوٹھے سے دیا تو ایک لخت
یا غائب ہو گئے۔

پیٹرک اڈو جکی۔۔۔ میں نے ہیٹھ کو اڈو ٹر کو زیادہ محفوظ بنانے کے لئے
طریقہ سسٹم ایجاد کیا ہے اس کو مختصر طور پر ایس۔ آر۔ سسٹم کہا
تسا ہے۔ اس سسٹم کے تحت تم دونوں مستقل طور پر ایس۔ آر۔
میں استعمال کرو گے۔ ان سسٹم کی موجودگی میں کسی قسم کا اسلحہ
بکھر نہ ہو سکے گا۔ مزید تفصیلات آپ دونوں کو میرے اسسٹنٹ

"لیکن سر۔۔۔ ایک بار وہ عمران ٹرانسمٹ نیوز سے دو کواکھاکو
سفر پہنچ چکا ہے۔ کیا اب وہ ٹرانسمٹ نیوز پر اعتماد کرے گا؟
میں جکی نے کہا۔

"اڈو ڈال۔۔۔ گو۔۔۔ تم واقعی ذہین ہو۔ میرے ذہن میں یہ بات
آئی تھی۔ بکنڈیرے خیال میں اگر اس آئیڈیے پر سوچا جائے تو پھر
ٹرانسمٹ نیوز سسٹم سب سے بہترین ایجاد ہو سکتا ہے۔ دہا اب
سوچے گا کہ ٹرانسمٹ نیوز اسے کہیں اڈو نہ پہنچا دے۔۔۔ منزری
خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"لیکن سر۔۔۔ اگر اس نے یہ نہ سوچا اڈوہ اس کی حد سے ہیٹھ کو
میں داخل ہو گیا تب۔۔۔ پیٹرک نے کہا۔

"تو یہ نہیں چکی اڈو تم میرے ساتھ مل کر اس کا خاتمہ کر دو گے۔ پاؤ
کا ہیٹھ کو اڈو ٹر کسی سے لئے تر نور لٹا بت نہیں ہو سکتا۔۔۔ منزری
نے کہا۔

"تو سر۔۔۔ پھر یہی ہے جو کہ ان کا یہاں ہیٹھ کو اڈو ٹر پہنچنے کا انتظار
ہے۔ اڈو جب وہ یہاں پہنچیں تو ان کا خاتمہ کر دیا جائے
دوسرے اڈو ہر ٹر ہے کہا۔

"ہاں۔۔۔ میرے خیال میں یہی بہتر ہے۔۔۔ پہلے میرا خیال یہی
آئے تھیں کیا جسے لیکن اب میں نے یہ امداد ترک کر دیا ہے۔ اب
اس کا مقصد براہ راست کرنا چاہتا ہوں۔ اڈو ہا۔ اپنا ہیٹھ کو اڈو ٹر ہا۔
لئے بہترین میدان جنگ ثابت ہو سکتا ہے۔ اڈو کے۔۔۔ یہ فی
ہو گیا۔ اب مزید ہدایات میں لو۔ پیٹرک اڈو جکی ہیٹھ کو اڈو ٹر میں ہیں۔

دائف سے مل جائیں گی۔ تم دونوں وہ بیٹیں اور مزید بہایات اس سے لے لیں۔ اور پھر یہ ایک زبردست گنبد بنے جائیں گے جب کہ یہاں دنگ کا پتھر لگا کر میرے دفتر میں آئے گی۔ تاکہ میں اسے مزید دے سکوں۔۔۔ ہنری جیمز نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور چیچک اور چکی دونوں اللہ کرکھڑے ہوئے اور پھر سہ ماہی واپس دروازے کی طرف مڑ گئے۔ ان دونوں کے گھر سے اٹھ چلے جانے کے بعد ہنری اٹھا اور ایک آمد دروازے کی طرف ہٹا اس دروازے سے باہر نکل کر وہ ایک دابہ اسی میں پہنچا۔ اور اسی طرح کی مختلف دابہ ریلوں سے گزرنا ہوا وہ ایک بڑے سے گاڑی میں پہنچ گیا۔ اس گھر کے تمام دیواروں اور چھت کے نیلے رنگ کسی مخصوص میٹریل سے بنی ہوئی تھیں۔ یہ کمرہ انتہائی خوب صورت اور آرام دہ دفتر کی طرح مزین تھا۔

ہنری ہنری سی میز کے پیچھے موجود ایک اونچی نشست کی کرسی گیا۔ اور اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بیٹن دبا دیا۔

”ییس باس۔۔۔ میز کے کونے میں نصب ایک ریسوور“

مڑو بانہ آواز ابھری۔

”ڈیکور اسے ملاحظہ قائم کرو اور مجھے لنک کرادو۔“ ہنری نے حکمانہ لہجے میں کہا۔

”ییس باس۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور ہنری خدا ہو گیا۔“

چند لمحوں بعد سامنے والی دیوار میں ایک بڑا سا چوکھٹا کسی

طرح روشن ہو گیا۔ پھر ایک جھلمکے کے ساتھ اس پر ایک گھر کے کا منظر ابھر گیا۔ یہ ایک دفتر بنا کمرہ تھا جو اس وقت خالی بڑا ہوا تھا۔

”ڈیکور ما کا دفتر خالی ہے باس۔ کوئی کال ریسوور نہیں کرے گا۔“

کے کونے سے وہی آواز دوبارہ ابھری۔

”سٹرکنگ ریز سے دوسرے کمرے چیک کر دو۔۔۔ ہنری نے بے تشریح بھرے انداز میں آگے کی طرف نہکتے ہوئے کہا۔“

”ییس باس۔۔۔ آواز سنائی دی۔ اور پھر چیچک کی آواز کے ساتھ سکریں نظر میں آئیں۔ اب اس پر وہ سرے کمرے کا منظر تھا۔ لیکن یہ کمرہ بھی خالی تھا۔

زسٹن ہلے تھے۔ لیکن کسی کمرے میں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔

”یہ کیا کچھ اسلیم ہے۔ یہ لوگ کہاں غائب ہو گئے ہیں۔۔۔ ہنری نے غصہ میں کہا۔“

”بھرتا نہیں آ رہا باس۔ جب کہ یہاں انفراتری کے بھی کوئی آثار نہیں دیکھ سکے۔۔۔ سے جواب دیا گیا۔“

اور پھر چیچک کی آواز کے ساتھ ہی سکریں پر بھیجی ایک اور منظر ابھرا۔

یہ لوگ کھڑا کر کسی سے اللہ کھڑا ہوا یہ تہہ خلسے کی طرف جاتی ہوئی میٹریوں کا منظر۔ اور وہاں چھ افراد کی لاشیں مختلف میٹریوں پر پڑی ہوئی صاف نظر آئیں۔

”اوہ۔۔۔ اس کا مطلب ہے ان سب کو ختم کر دیا گیا ہے۔۔۔ ہنری اداخت چہیتے ہوئے کہا۔“

اور وہ سرے لے سکریں پر تہہ خلسے کا منظر ابھرا۔ وہاں بھی تین لاشیں پڑی تھیں۔

ادہ۔ ان میں سے ایک تو کارکن کی لاشیں ہے۔ یہ دو رنگ کی ہنری نے ٹھٹھے سے چیتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔ میز کے کونے سے جواب دو گیا۔

”ریٹو وارننگ مینڈ کواری میں بھی ایون کس زیر و خزانہ میر ہے اگنٹ کرو۔ ہنری نے تیز چے جن کہا۔

”یس باس۔ میز کے کونے سے جواب ملا اور اس کے سامنے سکرین دوبارہ تاریک ہو گئی۔ ہنری نے بے اختیار اپنا سر کرسی کا سے لگا لیا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

اُسی لمحے دو دروازے کھلا اور جبکی اندر داخل ہوئی۔ ہنری نے چونک کر دیکھا اور پھر کھین بند کر لیں۔

”کیا ہوا ہنری۔ خیریت ہے۔“ جبکی نے پریشانی سے کہا۔

”وہیے میں تنگ بان کی نسبت اب اس کے پچھ میں اپنا تیرت انداز ایسا تھا ہے جبکی اور ہنری صرف، تحت ادا مفسرہ میں جگہ اور میدان گھر سے دوستانہ تعلقات ہوں۔

”وہی پاکیشیا والا مسئلہ۔“ میٹھو جبکی۔ ہنری نے اٹکیا

زبردستی اپنے چہرے پر مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا۔ اور جبکی سا کرسی پر بیٹھ گئی۔

اُسی لمحے سامنے دیوار پر موجود سکرین دوبارہ روشن ہوئی۔ اور پو سے ایک منظر اس پر ابھرا۔ یہ ایک خاصا بڑا ڈائل گھر تھا جس میں دیوے

داؤں کی لاشیں ادھر ادھر بکھری پڑی تھیں۔ اور دو ڈال پو میں کے کے ساتھ ساتھ سول ڈیس میں لوگ بھی موجود تھے۔ وہ اپنے انداز۔

کے وہی نظر آئے تھے۔

”ٹھیک سے بند کرو۔“ ہنری نے دانت پیٹتے ہوئے کہا۔ اور سکرین دوبارہ تاریک ہو گئی۔

”یہ کیسی شین تھیں۔“ جبکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور ہنری نے اُسے بتایا کہ یہ ڈیگورا کا گروپ ہے جسے اُسے دہشت پسندانہ

کہا۔ ۱۰۰ یوں کے لئے پاکیشیا، بیٹے تھاکہ وہ عمران اور سیکرٹ سروس کو ابھنے۔ لیکن اب ان کا یہ مشر سامنے آئے ہے۔

”اس کا مطلب ہے ہنری۔ وہ لوگ حد سے زیادہ تیز رفتار ہیں مجھے تو

میں تنگ میں مہربانی باتوں پر یقین نہ آیا تھا کہ ایک یس ماندہ ملک کے لوگ بھی اس قدر تیز رفتار ہو سکتے ہیں۔ لیکن اب لاشیں دیکھ کر یقین آ گیا ہے۔“

جبکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ڈیر جبکی۔ تمہارا اتفاق اب تک صرف یارپ کے لوگوں سے ہوتا رہا ہے۔ اور ادھر سے تمام تر کارنامے صرف دین تک محدود ہیں اس لئے تم

بھی عام لوگوں کی طرح پاکیشیا کو ایک یس ماندہ ملک سمجھتی ہو۔ حالانکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کی ذماتہ کے مقابلے میں بھی یہ ترقی یافتہ ملک

کے لوگ اہل حق تھے ہیں۔“ ہنری نے کہا۔

”ہاں نے بیٹ پہن لی ہے۔ یہ تو انتہائی شاندار سسٹم ہے اور ہنری تمہارے بچے بڑا اہم لوگ دیکھے جب کہ پیرک مجھ سے سیز تھا۔“ جبکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں نے جان بوجھ کر ایک کیس ہے۔ دیکھو تم میری قانونی جوسی تو نہیں ہو جس طرح لیٹی ایٹے ترمذی کی جوسی تھی۔ لیکن بہر حال تم میری ساتھی

اُسی طرح جو پادار لینڈ میں لیڈی ایٹھ اور ترمذی کا بہت بڑا گروپ ہے وہ پادار لینڈ پر چھایا ہوا ہے۔ اگر میں اس کے گروپ کے دونوں ڈائریکٹ لے لیت تو میری سرپرستی اس طرح زبرد ہو جاتی جس طرح لیڈی ایٹھ ترمذی کے منظر میں تھی۔ کیونکہ وہ دونوں میاں پوری آپس میں ملا لیتے تھے۔ اور میں تمنا کر ہی رہ جاتا اور کچھ نہ کر سکتا۔ اس لئے میں نے وہی پلاننگ کی اور آپس میں یاد دہانی سے اپنے پاس بولایا۔ چیرک پوچھ ترمذی کا نمبر پوچھے۔ اس لئے اس گروپ کی تسلی کے لئے اسے بھی ڈائریکٹر لیکن اب میری اور تہاڑی موجودگی میں وہ صرف بس نہ رہا ہی ڈائریکٹر بن جائے گا۔ جی ڈی ڈنگر والی بات تو میں یہ کہنے کو سکتا تھا کہ اہم ترمذی وہ ڈنگر اس کے مخالف کو دیتا۔ اس لئے اس کے ذمہ زبردگاری ہے جس کا تعلق صرف سچائی سے ہے۔ ہنری نے مسکرا کر جوئے جواب دیا۔

”سبھی تو عمران سے بھی زیادہ ذہین گنتے جو۔ کیا وہ وہ میں پلاننگ سے تمہارے کہیں تم نے تو لیڈی ایٹھ اور ترمذی کو عمران سے من کو نہ نہیں کر اویا۔“ ہنری نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ادسے نہیں۔ ایسی بات نہیں۔ وہ دونوں اپنی حق توں سے مارے ہیں۔ میں تو انہیں منع کرتا رہا۔ لیکن انہیں طاقت کا زعم تھا۔ اور عمران ان کی طاقت کا کشیدار نہ بکھر دیا۔ سب میرا مقابلہ ہے عمران سے۔ کیا جو تیسے۔“ ہنری نے صبر جاتے ہوئے جواب دیا۔

”ڈیوڈ کا نام تو میں نے جی ش تھا کہ بڑا تیز اور آدمی ہے۔ لیکن یہاں وہ چند روز نہ بھی نہیں نکال سکے۔“ ہنری نے کہا۔

”ڈیوڈ۔ ادسے ہاں۔ ڈیوڈ کی لاش تو مجھے کہیں نظر نہیں آئی۔ اور مجھے اس کا تو خیال ہی نہیں آیا۔“ ہنری نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر میز کے کنارے کا ہین دیا دیا۔

”یس ہاں۔“ میز کے کنارے سے وہی آواز سنائی دی۔

”ہیری۔ ڈیوڈ کی لاش دونوں جگہوں پر نظر نہیں آئی۔ وہ یقیناً زندہ ہوگا۔ اس کے جسم میں ایکسٹروڈا تو ہوگا ہی۔ وہ پادار لینڈ کا اہم اکٹھا تھا۔“ ہنری نے کہا۔

”میں چیک کر لیتا ہوں ہاں۔“ ہیری نے جواب دیا۔

”ہاں چیک کر کے مجھے بتاؤ۔ اور سنو۔ اگر ایکسٹروڈا تو اس سے کنکٹ کرو۔ میں اس کی پوزیشن چیک کرنا چاہتا ہوں۔“ ہنری نے تیز بولے ہیں کہا۔

”یس ہاں۔“ ہیری نے جواب دیا۔ اور ہنری نے ہاتھ بڑھا کر ہنری آؤٹ کر دیا۔

چند محول بعد میز کے کنارے سے کنکٹ کی آواز سنائی دی اور ہنری نے ہاتھ بڑھا کر ہنری دیا دیا۔

”یس۔“ ہنری نے کہا۔

”ہاں۔“ میں نے چیک کر لیا ہے۔ اس کے جسم میں ایکسٹروڈا ڈنٹ ہے۔“ ہیری نے کہا۔

”ادہ۔“ دیری گڈ۔ کنکٹ کرو۔“ ہنری نے خوش چوتے ہوئے جواب دیا۔

چند محول بعد ہی سکرین دوبارہ روشن ہوئی اور پھر اس پر مسلسل جھمکے

سے ہونے لگے اور پھر ایک ایک ایک منظر ابھرا۔

یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کی دیواریں اور چھت سیاہ تھی۔ نیچے سرخ رنگ کا قالین بچھا ہوا تھا۔ اور ڈیوڑھا اس قالین پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کا سر خاصا لمبی لنگ رہا تھا۔ ایک آنکھ بھی غائب تھی آنکھ کی جگہ بھیانگ سا گڑھا نظر آ رہا تھا۔ جب کہ ایک کان بھی سر سے غائب تھا۔

”اوہ یہ کہاں پہنچ گیا۔ اس پر تو خاصا تشدد کیا گیا ہے۔ لیکن یہ آدمی تو تشدد بردہن تھا۔ ہنری نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں سرکریں پر جمی ہوئی تھیں۔ اسی اس کا غمراہ کھل ہی ہوا تھا کہ سرکریں نظر آنے والے گھر سے کا دروازہ کھلا۔ اور اس کے ساتھ ہنری برسی طر، چونک پڑا کیونکہ دروازے میں سے عمران اندر داخل ہو رہا تھا۔

”اوہ۔ تو یہ عمران کی قید میں ہے۔ ہنری نے تیسرا میں کہا۔

”عمران تو کیا ہی عمران ہے۔ لیکن یہ تو کوئی اچھی سا معصوم نوجوان لگ رہا ہے۔ پاس میں مٹی ہوئی تکی کے کوسے سے اچھلتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے اور چہرے پر بے پناہ حیرت تھی۔

”ہاں ہی عمران ہے۔ لہذا سزا اچھی اور تیز کی طرح معصوم۔ لیکن تمہارا انتہائی خوف ناک اور خطرناک۔ ہنری نے ہونٹ پھینچتے ہوئے جوا دیا۔

”یہ تو خاصا دلچسپ اور خوب صورت آدمی ہے۔ ایسے آدمی تو عورتوں سے بچے عقل و ہوش کھو بیٹھتے ہیں۔ جسکی نے عمران کو بغور دیکھتے ہو

کہا۔ جو اب ڈیوڑھا پر جھکا ہوا تھا۔

لیکن یہ تمہارے نظریے سے الٹ آدمی ہے۔ دنیا کی خوب صورت ترین عورت بھی اس پر اترا نماز نہیں جو سکتی۔ کاشن یہ ایک مہارڈ بانی کاشن جوتا تو یہ عمران کو مارنے کا بہترین موقع تھا۔ ہنری نے سر کو جھکتے ہوئے کہا۔

”اس کا ایک ڈورا ڈاڈا بانی کاشن ہے باس۔ لیکن یہ بچ بہت کم ہے۔ صرف دس فٹ۔ میز کے کنارے سے میری کی آواز سنائی دی۔ دس فٹ کافی ہے۔ ڈورا کے چار چ کر رہا اور مجھے بتاؤ جلدی ہنری نے برسی طرح پھینچتے ہوئے کہا۔

”بس باس۔ میری نے گھبراتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ ڈیوڑھا اس دروازے پر ہوش میں آچکا تھا۔ اور عمران اب اس کے قریب کھڑا بڑے اطمینان سے باتیں کر رہا تھا۔

”کیا ہم ان کی باتیں نہیں سن سکتے۔ جسکی نے پوچھا۔ جب ایک ڈورا ڈیوڑھا چھو جائے گا تو باتیں نہ صرف سن لیں گے بلکہ عمران سے بات چیت بھی ہو سکتی ہے۔ ہنری نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”باس۔ ایک ڈورا ڈیوڑھا چھو چکا ہے۔ میری کی آواز سنائی دی۔

”ٹھیک سے۔ میں اسے کنٹرول کرتا ہوں۔ ہنری نے کہا اور جلدی سے میز کی ایک دروازہ کھولی اور اس میں سے ایک ٹھوٹی سی مٹین نکال کر اس کے ہاتھوں میں لے لی۔ مٹین بڑا سٹریٹھن تھا۔ جس پر مٹین

سے انداز میں اسٹے گردو مر سے لٹھے اس کے ہاتھ خود بخود ٹھک گئے لیکن
 آجورا جس نے عمران پر بڑے خوب صورت انداز میں چھٹا ٹھک لگائی تھی۔
 یک نکتہ بڑی طرح چینی ہوا اس طرح اچھل کر پیچھے فرش پر جا کر اسیے کوئی
 گیند کسی دیوار سے ٹکرا کر واپس لوٹتی ہے۔ عمران نے بڑے
 مہرمانہ انداز میں صرف ایک ہاتھ اٹھا کر اس کے جسم کو چھلی دینی تھی۔
 چھلی سے چونٹا بیچھین لے۔ دردناک شہیر اس کی زبان سے خود بخود واہ واہ
 کے الفاظ نکلی جاتے۔

”اٹھو اٹھو۔ پاور لینڈ کے نمائندے کو اتنا کمزور اور بودا نہیں جونا
 چاہیے۔“ عمران نے اس کا منھ کھکھکا اڑاتے ہوئے کہا۔

”میں تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گا۔“ ڈیگورا نے اچھل کر کھڑے
 ہوتے ہوئے کہا۔ اور اس بار وہ کسی سانہ کی طرح دوڑتا ہوا عمران کی
 طرف بڑھا۔ عمران اسی طرح اظہینان سے کھڑا تھا۔ ڈیگورا نے البتہ انتہائی
 خوب صورت داؤ استعمال کیا تھا۔ وہ عمران کے قریب پہنچتے ہی
 یک نکتہ سائیڈ پر مڑا اور اس کی لات گھومی لیکن اسی لمحے عمران
 یک نکتہ اپنی جگہ سے اٹھا اور پھر جسکی اور جنرلی نے ڈیگورا کو زمین پر
 گرتے اور عمران کو اس کی گھومتی ہوئی لات پکڑتے ہوئے ہی دیکھا دوسرے
 لمحے مشین میں سے ڈیگورا کی خوف ناک چیخ بلند ہوئی۔ اور جسکی نے
 بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا لیا۔ کیونکہ اس نے ڈیگورا کا
 انتہائی عبرت ناک حشر جوتا دیکھا تھا۔ عمران نے اس کی لات پکڑی اور
 ڈیگورا جیسے تہہ نیچے گرا عمران کے دونوں ہاتھوں کی ایک لات پر نفل گئے۔
 اور اس کے ساتھ ہی عمران ڈیگورا کے جسم پر گرنا دکھائی دیا۔ ڈیگورا کی ایک

مختلف رنگوں کے بلب موجود تھے۔ جنرلی نے جلدی سے ایک بلب دیا
 تو زور دنگ کا بلب جل اٹھا۔ یہ بلب ظاہر کرتا تھا کہ ایک کڑوا ڈاک کے ساتھ
 جیہ کو اڑا کر مارا لپٹا تم کو چوکھے۔

”اب باتیں بھی سن لو لیکن تم نے بالکل نہیں بولنا۔ اور ہماری تم بھی سن
 رہے ہو۔ تمہاری آواز نہیں آئی چاہیے۔“ جنرلی نے تیسرا آواز
 میں کہا۔

”کیس باس۔“ جیہری نے مودبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے
 کہا۔ اور جنرلی نے ایک اور بلب دیا تو نینے رنگ کا بلب جل اٹھا۔ اور
 اس کے ساتھ ہی مشین میں سے باتوں کی آوازیں ابھریں۔

”تمہاری ریپڈ وارننگ گریں چونکی ہے ڈیگورا۔ اب تمہارا کیلبر دگرا
 ہے۔ اگر تمہاری پینٹی میں ٹرانسمٹ فیوز ہوتا تو میں تمہیں پادسل کر کے
 بطور تحفہ جنرلی کو بھیج دیتا۔“ عمران کبھرا ہوا تھا۔

”میں اس حالت میں باس کے پاس ہانے کی سچلے مرھا نا زیادہ
 پسند کرتا ہوں۔ اور مرنے سے پہلے میں تمہارا دو جو ذہنی اس دنیا سے
 ختم کر کے ہی جاؤں گا۔“ ڈیگورا نے یک نکتہ اٹھ کر کھڑے ہوئے
 جوئے کہا۔

”اچھا۔ ابھی دم تمم باقی ہے۔“ ٹھیک ہے۔ میں بھی سوچ رہا تھا کہ تمہیں
 کیسے ماروں سنبھتے اور قیہ آدمی برہاتھ اٹھتے ہو سکتے تھے شہم آہری
 تھی۔“ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

اسی لمحے ڈیگورا جسکی کی سی جنرلی سے اپنی جگہ سے اچھا ڈیگورا کا انداز
 اس قدر مہرمانہ اور شاندار تھا کہ جسکی کے ہاتھ بے اختیار تھالی سچلے گئے۔

لات اس کے ہاتھوں میں تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس کی ٹانگ عمران کے ساتھ
 ہی ڈیگورا کے منہ تک خم ہوتی گئی اور اس کا پچھلے جسم جبرسا گیا۔

اب اسے مرغان چاہیے۔ ہنری نے ہونٹ بھینچے ہوئے گ
 اور تیزی سے تیسرا جن دبا دیا۔ لیکن تیسرا بلب نہ جلا جب کہ مسمر
 ایک تخت بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور دور جا گیا۔

ہنری۔ یہ تو ہنری کی آواز تھی۔ عمران کے لموں سے آوا
 سنائی دی۔ ڈیگورا اب فرسش پر پڑا ڈیگورا کے ہونٹوں کی طرح پھینکا
 رہا تھا۔

ہاں۔ میں ہنری بولی رہا ہوں۔ تم نے ڈیگورا اور اس کے ساتھ
 کا خاتمہ تو کر دیا ہے۔ لیکن یاد رکھو عمران تم میرے ہاتھوں سے بچ نہ
 گے۔ ہنری نے پھٹ پھٹے ہوئے دالے پر بچے میں کہا۔

اسے ہاں۔ ابھی تم نے ہنری کی بات کی تھی۔ کیا مجھے جہایا ت
 دے رہے تھے کہ اسے یعنی ڈیگورا کو مرانا چاہیے۔ عمران
 مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

میں تمہارے متعلق کہہ رہا تھا لیکن ایک ٹورہ ڈیگورا کی کاسٹھنے
 نہیں کیا۔ ورنہ اب تک وہ ڈیگورا کے ساتھ تمہارے جسم کے بھی جیتا
 اڑ چکے ہوتے۔ ہنری نے انتہائی غصے سے بچے میں کہا۔

اچھا اچھا۔ ایک ٹورہ ڈیگورا کی کاسٹھ۔ تو تم اس کے ذریعے
 مارنا چاہتے تھے۔ تم یقیناً لہو مارا ایشے اور توند لہی کے مرنے کے
 پادریلینڈ کے چیرین بن چکے ہو گے۔ لیکن میں نے تو تمہاری ذہن
 بڑی آکریفین سنی تھیں۔ میرے خیال میں چیرین بننے کے بعد تم

عقل والا خاندان خالی ہو چکا ہے۔ تمہیں شاید معلوم نہیں کہ ایک ٹورہ ڈیگورا کی
 کاسٹھ کا بلاسٹ فکشن اس وقت تک آن نہیں ہوتا جب تک اس
 کارڈیائی یعنی باتیں کرنے اور سننے والا فکشن آن نہ ہو اور اب نہ کرنا۔ میں
 اس کا بندوبست کر دیتا ہوں۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ

ہی اس نے دروازے کے قریب گئے ہوئے سویرج پور ڈیر نصیب
 ایک جن کا ہاتھ بڑھا کر دبا دیا۔ جن کے دہنے کی ڈیگورا کے قریب فرسش
 سے ایک شیشے کی سی دیوار سر کی تیز آواز سے اٹھی اور پھٹ نکلا

پھلی گئی۔ اب اس کمرے کے دو حصے ہو چکے تھے۔ ایک میں ڈیگورا
 پڑا تھا جب کہ دوسرے حصے میں عمران کھڑا مسکرا رہا تھا۔ ڈیگورا کا جسم
 اب بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ وہ شاید دوبارہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ اور

ہنری کا جی چاہا کہ حقیقت میں اپنا سر پیٹ لے۔ واقعی اس نے حماقت
 سرزد ہو چکی تھی۔ اگر وہ نیلا بلب بند کرنے بلاسنگ میں دباتا تو عمران
 مر چکا ہوتا۔ لیکن عہدی یا عہد بات میں ایشے اس بات کا خیال نہ رہا تھا۔

ہاں تو مسٹر ہنری چیرین پادریلینڈ۔ اب بولو تو سہی آواز بھٹک پینچ
 جلے گی۔ یہ دیوار آواز نہیں دے گی صرف تباہی روک دے گی۔
 عمران نے مسکراتے ہوئے طنز یہ بچے میں کہا۔

دیکھو عمران۔ لیڈی ایشے اور ترندی نے تمہیں ہلاک کرنے
 کی کوشش کی تھی۔ حالانکہ میں انہیں روک رہا ہوں وہ دونوں مر چکے
 ہیں۔ اور میں پادریلینڈ کا چیرین ہوں۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم پادریلینڈ
 سے صلح کر لو۔ ہنری نے اپنا ایک ایک نیٹھال ذہن میں ابترتے
 ہی کہا۔

”صلح۔۔۔ کمال ہے۔۔۔ پادری لینڈ نے پائیکشیا کے دارالحکومت کو جلا کر راکھ کر دینے کی کوشش کی۔ مجھے اندسہ سیکرٹ عمروں کو ہتھیاروں میں مارنے کی کوشش کی۔ ہمیں ساجان سنٹر میں گھسیٹ کر پھینکا گیا۔ پھر پائیکشیا میں دہشت پسندانہ کارروائیاں کر کے اس ملک کو تباہ کرنے کی سازش کی۔ اور ابھی چند لمحے پہلے الیکٹرو وائیڈ کاسٹ کی سہ سے مجھے مارنا چاہا۔ اور پھر بھی صلح کی بات۔ اب کیا ہو گیا کیا اور پادری لینڈ بن گیا ہے۔ یا تم بزدل ہو گئے جو۔۔۔ عمران نے ہتھوڑا اڑانے والے انداز میں کہا۔

”میں پرانی باتیں بھول سکتا ہوں۔ میں تمہارے ساتھ ساندھان بھی جا کر سکتا ہوں۔ اور یہ وعدہ بھی کر سکتا ہوں کہ پادری لینڈ جب پوری دنیا میں بوسہ اترے گا تو پائیکشیا کو اپنے تخت نہیں کرے گا۔ یہ تمہیں یہ آخری چانس دے رہا ہوں۔“ ہنری نے کہا۔

”سنو ہنری۔۔۔ اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ پادری لینڈ تباہ ہونا ہے۔ کیونکہ یہ بحر ہول کی جماعت ہے اور میں کبھی بحر ہول کے ساتھ سودا بازی نہیں کیا کرتا۔ اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہو۔ ساتھ انہوں کی برین ڈاسٹنگ ہو چکی ہوگی۔ اس لئے اب وہ ہمارے کام کے نہیں رہے۔۔۔ عمران نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

”تم زندگی بھر کوششیں کرتے رہو تب بھی پادری لینڈ کے جینڈا نہیں پہنچ سکتے۔ تم جب بھی کوشش کرو گے۔ ساجان سنٹر کی کسی نہ کسی سنٹر میں پہنچ جاؤ گے۔ پادری لینڈ بے پناہ وک

نہی ہے۔ ایک ڈیگورا کے مرنے سے وہ بے بس نہیں ہوگی۔ اس کے گرد پتھر پر چلے کرتے رہیں گے۔ بلو کو بھگ پنج سکو ہے۔ ہنری نے کہا۔

”بیجان بیجان خدا کے ہاتھ میں ہے۔ میرے اور تمہارے ہاتھوں میں اس کا کنٹرول نہیں ہے۔ اس لئے اس بات کی فکر تم صحت کرو۔“ عمران نے کہا۔

”ٹیکس ہے۔ تمہاری مرضی۔۔۔ کرونا قابل۔ میں دیکھوں گا۔ کہ تمہاری زندگی کب تک وفا کرتی ہے۔۔۔ ہنری نے دانت پیستے ہوئے جواب دیا۔

”زندگی کو چھوڑ دو۔ یہ بتاؤ کہ اب تمہارے ٹرانسمٹ فیوز کا نیا مارگٹ کون سا ہے۔ کوئی آئی جیسا نام رکھنا۔ یہ ساجان سنٹر جیسا نام نہ رکھنا۔ اور ہاں۔ اب اس نئے مارگٹ میں کون سی حسد میرے استقبال کے لئے موجود ہوگی۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بے شمار سنٹر ہیں کسی نہ کسی میں تو پہنچ ہی جاؤ گے۔۔۔ ہنری نے جواب دیا۔

”اُسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک ہاتھ اندھا آیا۔ اس نے ایک کاغذ سامران کے ہاتھوں میں بٹھایا اور غائب ہو گیا۔

”اچھا۔ واہ۔ بہت خوب سنری۔ واقعی اس بار میری خوش قسمتی آئے آگئی تھی ورنہ دس فٹ رینج کا بلاسٹنگ واقعی مجھے زندگی سے محروم کر دیتا۔ اور یہ بھی سن لو کہ تمہارا الیکٹرو وائیڈ بلاسٹنگ سیکرٹس اب یہاں کام نہ کر سکے گا۔ میرے آدمیوں نے اس کا

”بتہاری مرضی۔ تو پھر گنگوٹا۔۔۔ ہنری نے ایک لخت چٹنے دے کہا۔ اور ساتھ ہی دوسری مشین کا بٹن دبا دیا۔ مشین میں سے ایک زوردار گونج پیدا ہوئی اور اس نے سکرن پر عمران کو کسی گیند کی طرح اچھل کر دیوار سے ٹکراتے اور اس کے ساتھ ہی چھت کو ڈوٹ کر نیچے گرتے دیکھا۔ اور ساتھ ہی سکرن تا دیکھ جو گنجی، ہنری کے حق سے بے اختیار اٹھتے بچھنے لگے۔

”کیا عمران ختم ہو گیا واقعی؟“ جبکی نے بے اختیار ہنر کر کہا۔
 ”ہاں۔ اب اس کے برج بچھنے کا کوئی پانس باقی نہیں رہا۔ اور واقعی اس بار وہ قسمت کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔ ہنری نے بچھے بروقت یاد دلایا کہ ایسی صورت میں جب کہ ایک شور اور جارج ہوا سٹی ایکٹرک ریڑھ پھیل جانے سے زبردستی برج اتنی بڑھ جاتی ہے کہ جہاں انہی بڑھ کر تباہی کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اور تم نے دیکھا کہ واقعی ایسا ہی ہوا۔ وہ پوری عمارت اس طرح اڑ گئی ہوگی جیسے تنکوں کی بنی ہوئی ہو۔“ ہنری نے مسکراتے ہوئے وضاحت کی۔ اس کا بچہ زور سے کھلا پڑ رہا تھا۔

”زور ہی گڑ۔ چلو یہ مسئلہ تو ختم ہوا۔“ جبکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ہاں۔ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ مجھے سب سے زیادہ خطرہ اس عمران سے تھا۔ باقی سیکرٹ مردوں کو تو میں بچھریوں میں مسل دل گوتے۔ ہنری نے جواب دیا۔

”باس مبارک ہو۔ عمران کا خاتمہ واقعی بروقت ہوا ہے۔“

بندوبست کر دیا ہے۔ انہی ایکٹر و ریڈیز یہاں پھیلے دی گئی ہیں۔ عمران نے کاغذ کو تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔
 ”باس باس۔ ایکٹر و ریڈیز بلا سبک تو ختم ہو گیا ہے۔ سیکرٹ ہنری برج بڑھ گئی ہے۔ انہی ایکٹر و ریڈیز کی وجہ سے۔“ اچانک اچانک میز کے کنارے سے ہنری کی دنی دنی آواز سنی دی۔
 ”یہ اور کس کی آواز ہے۔ کیا کسی سے مشورہ کر رہے ہو۔“ عمران نے کہا۔

”میں چیڑھیں ہوں۔ مجھے مشورے کی کیا ضرورت ہے؟“ ہنری نے کہا۔ اور جلد ہی سے میز کی دوا زنگھول کر ایک اور مشین نکالی۔ اور اس کے ساتھ شکستہ، ریشین کی سائینڈیں بٹھرتے ہوئے سما میں چپک کر دی۔

”اچھا۔ پھر کس نے ہدایت کی ہوگی۔ کہیں ترندی کی روح۔ تو رابطہ نہیں قائم کیا۔“ عمران نے طنزیتہ بچھے میں کہا۔
 ”تو پھر نہیں صلح منظور نہیں ہے۔ عمران سوچ لو یہ آخری موقع ہو سکتا ہے اس کے بعد کوئی موقع نہ ہے۔“ ہنری نے اس کے ہاتھ دوسری مشین کے بٹن دمانے میں مصروف تھے۔ اچھے چہرے پر اب جوشن کے آثار پھیلنے جا رہے تھے۔ جبکی خاموش ہوئی یہ سب کچھ ہوتا حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

”ہاں واقعی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ نہیں صلح کی پیش کش کا وہ با موقع نمل کے۔ ویسے یقین کرو تمہارے سے میرا کوئی بڑا بچہ کوں تھا اس فیاضانہ پیش کش پر ضرور غور کروں گا۔“ عمران نے کہا۔

اچانک میری کی آواز میرے کتے کے کناڑے سے سنائی دی۔

میرے نے عقیم کا نام پھر انجام دیا ہے اور تمہیں اس
انعام نے گا تھا ہرے کے تصور سے بھی بڑا انعام۔ تم آج سے پورے
بیٹھ کر اڑنے کے بیٹھو پاس ہو۔۔۔ جنری نے کہا۔

ادہ۔۔۔ تھینک بوباس۔ میں خرد دل سے شکر گزار ہوں،
میرے نے خوشی سے لڑتے ہوئے بچے میں کہا۔ کیونکہ یہ انتخاب
تھا جس کا واقعی میری تصویر بھی نہ کر سکتا تھا۔

کوئی بات نہیں۔ زمین آدمی کی تصورات ہی ہونی چاہیے۔۔۔
نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر میرے کناڑے کا پٹن آٹ کر دیا۔

اب کیا پروگرام ہے۔۔۔ جبکی نے مسکراتی ہوئی نقر دل سے
کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

پروگرام۔۔۔ اس عظیم الشان فتح پر ہم دونوں دل کھول کر جینے
گئے۔ آؤ۔۔۔ جنری نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اللہ کریم کی ط
ہاتھ بڑھایا۔ جبکی نے بھی مسکرتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ اور وہ
دونوں دفتر سے ٹیٹے کمرے میں کھلنے والے دروازے کی طرف بڑھ

سردار سلطان نے بڑی بے چینی کے عالم میں راہداری میں نہیں رہے
تھے ان کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ
بسا محنت بہت زیادہ جوڑے ہو گئے ہوں۔۔۔ ایک نیرود ایک طرف دیوار
کے ساتھ پشت لگائے خاموش کھڑا تھا۔

یہ آخر ہوا کیسے۔۔۔ دانش منزل میں تو تم لوگوں نے انتہائی جدید انتظامات
کئے ہوئے ہیں۔۔۔ سردار سلطان نے پریشانی سے کہا۔

س۔۔۔ جیسا کہ میں نے پہلے آپ کو بتایا ہے کہ گیسٹ روم چہاں اس مجرم
نور کھا گیا تھا۔ ناہل تھا۔ لیکن جیسے ہی اس مجرم کے جسم میں ایک ٹوکروا کی
موجودگی کا علم ہوا عمران صاحب سے فوری ذمہ داری لینے کی دیوار آپریٹ کر
لی۔ اس دیوار کے آپریٹ ہونے کا سگنل بجھے آپریشن روم میں مل گیا
اس۔۔۔ ٹھیکے شدہ امر کے تحت حفاظتی اقدامات پورے کئے گئے۔ اور
رٹا ہوا اس کمرے میں پھینکا جان گئیں تاکہ ہر قسم کا خطرہ دور ہو سکے۔ میں نے

اس کی اطلاع بھی مسلمان صاحب کو دے دی۔ لیکن پھر چنانچہ موت اُٹھ کر وہ اور پھر گمراہ بڑی طرح تباہ ہو گیا۔ اور عمران صحت اس گمراہ کے میں دیکھ گئے۔ میں نے فوراً ہی طور پر اس سے انہیں نکالا تو وہ تپتی ہو چکے تھے اس لئے انہیں یہاں ہسپتال پہنچا کر میں نے آپ کو دے دی ہے۔ کیونکہ ڈاکٹر تھانی نے یایوسی کا اظہار کیا تھا۔ بنہائے یہ دھماکہ ہوا۔ کیسے ہوا۔۔۔۔۔ بلیک نیرو نے جواب دیا۔

یہ سائنسی ایجادات بھی عجیب غریب ہیں۔۔۔۔۔ سلسلہ ہلکا ابھرتے ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر پختے تھے۔ وہ دونوں اس آپریشن روم کے سامنے موجود تھے۔ آپریشن روم میں عمران کو لے جا اور تمام ڈاکٹر وہاں اکٹھے تھے۔ ڈاکٹر تھانی نے سر سلطان کو کوئی امید نہ دلائی تھی۔ کیونکہ ان کے خیال کے مطابق عمران کی جان بظاہر یایوس میں تھی۔ اور سر سلطان کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے ان دل کو کوئی سٹی میں پکڑ کر زور سے دبا لے چلا جا رہا ہو۔ عمران کی مور تصور ہی ان کے لئے ناقابل یقین تھا۔ لیکن بہر حال عمران انسان تھا۔ وہ دل میں خفا سے دھماکہ رہے تھے کہ کسی طرح عمران کو ان کی زندگی ملے۔

مگر فیصلہ تو بہر حال خدا کے ہاتھوں میں ہی تھا۔ آپریشن روم کا دروازہ بند ہوئے ایک گھنٹہ گزر چکا تھا۔ اور جیسے وقت گزر رہا تھا۔ سر سلطان کی حالت خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی تھی آپریشن روم کا دروازہ کھلا اور سر سلطان نے چونکا کر ا کی طرف دیکھا۔ ان کا چہرہ ایک لمحت زرد پڑ گیا تھا۔ ڈاکٹر دعایا گئے۔

”..... ڈاکٹر..... سر سلطان سے فخرہ مکمل نہ ہو سکا۔“
”سندہ فی الحال کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ ہم سب سر کو تو کوشش کر رہے ہیں۔ دعا کیجئے۔“ ڈاکٹر تھانی نے جونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور تیز تر قدم اٹھاتے اپنے دفتر کی طرف بڑھ گئے۔

”وہ زندہ تو ہے۔ یہ تو بتا دو۔ خدا کے لئے اُسے بچا لو۔ اس کی زندگی ہم سب کی زندگی ہے۔ یہاں کر ڈوں اور ان افراد کی زندگی ہے۔ کچھ کو ڈاکٹر۔ پھر کچھ کو۔“ سر سلطان نے اس بار واقعی روتے ہوئے کہا۔
”سندہ جو حوصلہ رکھیں۔ موت زندگی تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارا کام تو کوشش کرنا ہے۔ میں آپ کے جذبات جانتا ہوں۔ یقین کریں مجھے خود عمران سے ایسی ہی محبت ہے کہ جب عمران میرا اپنا اکوٹا بیٹا ہو۔ لیکن ابھی کچھ واضح طور پر نہیں کہا جاسکتا۔ آپریشن تو ہو گیا ہے۔ لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ اس کا تم اگر تم ایک گھنٹے بعد پتہ چلے گا۔ اگر عمران ایک گھنٹہ اور نکال گیا تو پھر اس کے بچ جانے کے امکانات زیادہ واضح ہو جائیں گے۔“ ڈاکٹر تھانی نے مڑ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا اپنا بچہ گھوم کر تھا بلکہ نیرو کسی بت کی طرح دیوارہ کے ساتھ لپٹت لگتے کھڑا تھا۔ اس کا ذہن اب سب دنوں ہی ماؤت ہو چکے تھے۔

آخر ہوا کیا ہے۔ کچھ مجھے ہی تو بتاؤ۔ ایسی کیا چوٹ لگی ہے جس کی وجہ سے تم اسے دیوس ہو۔“ سر سلطان نے کہا۔

”یہ تو میں تو میری نہیں ہیں۔ اب اب عمران صاحب کے سر پر شدید ترین چوٹ لگی ہے۔ اور ایسی جگہ کہ جس سے ان کا اعصابی نظام مستقل طور پر متعلق ہو سکتا ہے۔ میں نے ان کے حرام مفرک آپریشن کیلئے۔ یہ

اور بھی نل گیا ہے۔ وہ دس پندرہ منٹ بعد جوش میں آجائے گا۔
ترجمانی نے مسرت سے بھرپور ہنسی میں کہا۔

”اوہ میسے خدا تیرا شکرت ہے۔ تو نے عمران کو نہیں ہم سب کو۔ بلکہ
بشپہ کے کروڑوں عوام کو نئی زندگی دے دی ہے۔“

سلطان نے بے اختیار جو کہہا۔

”دیئے سر۔ عمران صاحب کا اپنا اعصابی نظام مہلے پناہ قوت
لے رہا ہے۔ اور یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ ایسا چانس لاکھوں میں تو کیا کروڑوں
میں ایک ہو سکتا ہے۔ کداسی صورت حال کے بعد نظام بالکل درست کام
رنا شروع کر دے۔“ ڈاکٹر رحمانی نے کہا۔

”بالکل ایسا ہی ہوگا۔ میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ عمران جیسا آدمی تو صدیوں
میں بھی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پاکیزہ یادوں کے
لئے ایک خصوصی تحفہ ہے۔ خصوصی تحفہ۔“ سر سلطان نے جواب
دیا اور ڈاکٹر رحمانی اور بیک زبرد دو دونوں ہی بے اختیار ہنس دیتے۔

”آئیے اب دفتر میں تشریف رکھئے۔ جیسے ہی عمران صاحب جوش
میں آئیں گے۔ میں آپ کو ان کے پاس لے جاؤں گا۔“ ڈاکٹر رحمانی
نے کہا۔

آڈیٹر بے تم بھی آجاؤ۔ سر سلطان نے ظاہر سے مخاطب
ہو کر کہا۔ اور ظاہر بھی مسکراتا ہوا ان کے پیچھے چل پڑا اور دفتر میں بیٹھے
انہیں پندرہ منٹ ہی گئے ہوں گے کہ آپریشن روم سے ڈاکٹر صدیقی
کو فون آ گیا کہ عمران جوش میں آ گیا ہے اور بالکل ٹام ٹام ہے۔

”اوہ ٹھیک گڈ۔ تم اسے پیش روم میں شفٹ کر کے مجھے اطلاع

”سہ۔ خدایا آپ کی زبان مبارک کرے۔“ بیک زبرد نے
بے اختیار دوتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اللہ تعالیٰ ضرور مہربانی کرے گا۔ انشاء اللہ۔“ سر سلطان
نے اس کی پشت پر ہنسی دیتے ہوئے کہا۔ اور بیک زبرد سیدھا ہو گیا۔

”کیا فون آیا تھا دفتر میں۔“ بیک زبرد نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”نہلنے کیا بات تھی کہ اس کا ڈو جتا ہوا دل یک لمخت اور خود بخود جوش سے بھر
گیا تھا۔ ایسے جیسے کسی نے اسے طاقت کا بجلی گنگا دیا ہو۔“

”ہاں۔ ڈاکٹر صدیقی نے ڈاکٹر رحمانی کو بلا دیا تھا۔ خون کی روانی صحیح
جا رہی ہے۔ عمران کے اعصابی نظام نے کام شروع کر دیا ہے اور لوڈ شیٹ
نے اور۔ کے سگنل کو دیا ہے۔ اب عمران مایوسی کے زیر دچا منٹ سے نکل

کر امید کے دائرے میں داخل ہو گیا ہے۔“ سر سلطان نے
گرتے ہوئے ہنسی میں جواب دیا۔ سر سلطان کے چہرے کے عضلات
مسرت اور خوشی سے کانپ رہے تھے۔ حالانکہ اجماعی معمول صحت یابی کی
نوید نہ تھی۔ لیکن جمالی سی امید نے بھی انہیں مایوسی کی انتہا

گہرائیوں سے نکال کر امید کی منزلوں کی طرف گامزن کر دیا تھا۔
کافی دیر بعد آپریشن روم کا دوازہ ایک بار پھر کھلا اور ڈاکٹر رحمانی
شکل نظر آئی۔ لیکن اس بار ڈاکٹر رحمانی کے چہرے پر مایوسی کی بجائے مسرت
کے آثار صاف نمایاں تھے۔

”مبارک ہو۔“ عمران بچ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سب
کی دعا میں سن لی ہیں۔ یہ واقعی معجزہ ہوا ہے۔ عمران کا اعصابی نظام کم
طور پر درست کام کر رہا ہے۔ اب اس کے مفلوج اور معذور ہونے کو

اوروں کے ساتھ موجود تھا۔ لہذا کوئی ہمتیں سینہ پر لٹکی ہوئی تھیں۔ اور
 عیسیٰ سویل عمران کے دونوں بازوؤں میں انجکٹ تھیں۔ عمران کا سر
 پیشہ شیوں سے لپٹا ہوا تھا اور باقی جسم پر سرخ رنگ کا مہل تھا۔ لیکن
 عمران کے چہرے پر زندگی کی سیلے تھی، ہلکی ہلکی سرخ تھی۔ وہ آہستہ
 بند کئے لیٹا ہوا تھا۔
 "عمران بیٹے" سلطان نے قریب جا کر بڑے محبت بھرے
 انداز میں کہا۔

"لا حول ولا قوۃ" بغیر شادی کے عمران کا بیٹا کیسے ہو گیا۔ یہ فرشتے
 بھی عجیب مخلوق ہیں۔ غیر شرعی گفتگو کرتے ہیں۔ عمران نے آنکھیں
 کھولے بغیر اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
 "سلطان۔ یہ بکا شیطان ہے۔ جان بوجھ کر ایسی باتیں کر رہا ہے،
 ڈاکٹر جونی نے جلدی سے کہا۔ کیونکہ اُسے فکر تھی کہ کہیں سلطان
 یہ نہ سمجھیں کہ عمران کا ذہن ٹیٹ گیا ہے۔
 "شیطان۔ اوسے میں نے لا حول بھی پڑھ دی لیکن شیطان پر اثر
 بھی نہیں ہوا۔ ویسے ایسی بات شیطان کی کہہ سکتا ہے۔" عمران
 نے اسی طرح بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں بستور بند تھیں۔
 "میں۔ اب اس بڑھاپے میں تم شیطان ہی کہو گے۔"
 "سلطان نے کہا۔ اور عمران نے عجیب سے آنکھیں کھول دیں۔
 "اوسے۔ آپ تو میرے سلطان ہیں واقعی۔ ڈاکٹر فدا میری
 آنکھیں منٹا۔" عمران نے کہا۔
 "خدا کا شکر ہے تم بچ گئے۔ یہ ظاہر تو تمہاری حالت کے بارے

دو سلطان اور مسٹر طاہر میرے پاس تشریح فرما ہیں وہ اس
 عاقبت کریں گے۔ ڈاکٹر رحمانی نے کہا۔
 "میں۔" دوسری طرف سے ڈاکٹر صدیقی نے جواب دیا
 ڈاکٹر رحمانی نے "میں" بھرے انداز میں سر ملاتے ہوئے "سیارہ کا
 دیا۔"
 "عمران صاحب کا کہیں فرکچر تو نہیں ہوا۔" بیک زید نے کہا
 وہ اب پوری طرح سنبھل چکا تھا۔ وہ جذباتی کیفیت اب قطعاً دور ہو چکی تھی
 "ایسی ڈھیٹ بڑھی میں نے کم ہی دیکھی ہے۔ اس قدر بجا رہی سنا
 کے باوجود اس کی ایک بھی ڈبھی نہیں ٹوٹی۔" زخم الیبت ضرور آئے ہیں
 انہیں بیشک کچک کر دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر رحمانی نے مہنتے ہوئے کہا۔
 سلطان اور بیک زید ڈھیٹ بڑھی کے الفاظ پر بے اختیار
 پڑے۔

ڈاکٹر رحمانی نے جلتے لنگوالی تھی۔ اس لئے وہ اطمینان سے
 بیٹے میں ضرور ہونے۔ اور پھر چلنے کی پالیسیاں ابھی شہری ہونے
 کہ ڈاکٹر صدیقی کا فون آ گیا کہ عمران کو پیشہ دم میں شغف کر دیا گیا۔
 آتے جناب۔ ڈاکٹر رحمانی نے مسکرا کر کسی سے اگتے
 کہا۔ اور سلطان اور بیک زید دونوں اٹھ کر اس کے پیچھے چل دیے
 مختلف ماہیاریوں سے گزار کر وہ پیشہ دم کے وہ دانے پر پہنچ گئے۔
 رحمانی نے وہ دانے کھولا اور ایک طرف ہٹ کر سلطان کو اندر
 کا راستہ دیا۔ سلطان اور بیک زید ڈاکٹر کے میں داخل ہوئے
 آخر میں ڈاکٹر رحمانی داخل ہوا۔ کمرے میں ڈاکٹر صدیقی اپنے

”وہ جو تو کسی پر ہوجوگا ڈاکٹر صدیقی۔ آپ فکر نہ کریں خاصی مضبوطی کر رہی ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

اور ڈاکٹر صدیقی مسکراتا ہوا اپنے اسٹیشنوں کے ساتھ کمرے سے باہر چلا گیا۔

”عمران صاحب۔ نئی زندگی مبارک ہو۔ یقین کریں آپ موت سے منہ سے واپس آئے ہیں۔“ بیک زیدو نے بڑے خاص طور پر بچے میں کہا۔

”موت وہ اصل بڑھ چکی ہے۔ اس کے دانت بھر گئے ہیں اس لئے پوچھے منہ سے باہر آجاتا کون سی بڑھادی ہے ہاں تم بتاؤ کہ وہ گیسٹ روم کے ساتھ ہوا کیا تھا۔“ بھئی تو بس اتنا خاص ہوا تھا جیسے کسی نے مجھے اٹھا کر دیوار کے ساتھ مار دیا ہوا اور بھت تیزی سے نیچے آبی ہو۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں پورا گیسٹ روم تباہ ہو گیا، چھت ٹوٹ کر نیچے آگئی۔ ویسے اس شیشے کی دیوار سے داخل آپ کو بچا لیا، اس کے رومبل کی وجہ سے چھت ٹوٹ کر دوسری سائڈ پر پھنکی اور پورہ شیشے کی دیوار بھی ٹوٹ گئی۔ لیکن چھت آپ کی طرف حالی اصل دیوار کے ساتھ کھک کر رک گئی۔“ البتہ اس بزرگوار کے جسم کے تو پھینچے اڑ گئے تھے۔ چھت کا سالم ہلاک اسی پر گر آ تھا۔ آپ کو شاید چوٹ دیوار سے ٹکرانے کی وجہ سے آئی ہے۔“ بیک زیدو نے کہا۔

”خدا کی پتہ۔“ اگر وہ شیشے کی دیوار نہ ہوتی تو شاید تیرا بھی حشر و جورا جیسا ہوتا۔“ عمران نے آنکھیں بند کر کے ہنسے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ یہ دیکھا ہوا کیسے۔“ جب کہ ایک مرد اور ڈاکٹر زیدو نے جو

میں سن کر باہر آمادہ میں ہی سجدے میں گر گیا تھا۔“

”طلب ہر کو سجدہ ہی کرنا چاہیے۔ ظاہر ہو ہوا۔“ ناپاک ہونا تو کسی کو بچا پر بیٹھا گا ناس نہ رہ جوتا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”بس میری تستی ہو گئی ہے۔ اب میں جتنا ہوں۔ میں تو کسی کو ستانہ بغیر یہاں آ گیا تھا۔ سب لوگ پریشان ہوں گے۔“ ہاں عمران کہتا ہے

”سچہ اطلاع کرنی ہے۔“ سر سلطان نے کسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ارے خدا کے لئے۔“ ورنہ اماں بی شوق بچائی آجائیں گی۔ اور پھر میرا تو خیر ہے۔ البتہ ڈاکٹروں کی کم سنجی آجائے گی۔ میں ٹھیک ہوں ابھی کوئی بات نہیں۔ ویسے سر سلطان آپ کا بے حد شکر ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس میں شکر یہ کی کیا بات ہے۔ تمہیں کا شکر بھی چھپے تو پھر پر قیام ٹوٹ پڑتی ہے۔ تم صرف رحمان کے ہی شیشے نہیں تو میرے بھی شیشے ہو۔“

”سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گئے۔“

”ایک ڈیٹی سنبھالا نہیں جا سکتا یہ دو مہرے۔“ عمران نے شہزاد بھرتے اتنا زین کہا۔ اور پھر خاموش ہو گیا۔

”ڈاکٹر جانی بھی سر سلطان کے پیچھے چلے گئے۔“ جب کہ بیک زیدو کسی پر جھپٹ گیا۔

”جناب۔“ آپ ان سے زیادہ دیر گفتگو نہ کریں ورنہ اعصاب پر بو پڑنے کا خطرہ ہے۔“ ڈاکٹر صدیقی نے ظاہر سے مخاطب ہوا کہا۔

چکا تھا انٹی ریز کی وجہ سے۔۔۔ بیک زبرد نے کہا۔

”ہاں مجھ سے حافضت ہوئی ہے کہ میں نے انٹی ریز کے متعلق منبری کو بتا دیا۔ اور اُسے شاید اس کے کسی اسسٹنٹ سائنسدان نے اطلاع دی کہ انٹی ریز ایکٹو ریز کی وجہ سے زبرد تھری ریج بڑھ چکی ہے۔ میں نے بلی سٹی بڑھ رہا ہوتی تھی اور مجھے اس کا شہور اس وقت ہوا جب وقت گزر چکا تھا۔ اُنہاں مجھے دو حکام کو ہو گئے۔ اور اصل ایکٹو ریز کا ایک ٹیک ہی ایسی ہے کہ اگر وہ چارج ہو اور انٹی ریز پمپل جائیں تو اس کی پلاسٹک قوت جیسے زبرد تھری کہا جا سکتے ہیں وہ بڑھ جاتی ہے۔ اور ایسی صورت میں جب اُسے بلاسٹ کیا جائے تو انٹی ریز پلاسٹک خود پھٹ جاتی ہیں۔ یہ تو شکر ہے کہ انٹی ریز صرف گیسٹ۔ وہم تک ہی محدود ہوتی ہیں۔ اگر وہ پوری دانش منزل میں چلی جاتی تو پوری دانش منزل تباہ ہو جاتی۔ اور پھر ان کے پھیلنے کا مرکز چونکہ گیسٹ۔ وہم کی چیت تھی اس لئے سب سے زیادہ زبرد چھٹ پڑا۔۔۔“

”منبری تو وہاں لیتینا جس منارہ ہو گا۔۔۔ بیک زبرد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اُسے منارہ بھی چاہیے۔ یہ تو بس قسمت کی بات ہے کہ میں بچ گیا۔ ورنہ ایسا حالات میں کچھ کی کوئی صورت بھی نہیں ہوتی۔ دیکھو اس کا کیا نہ تھا۔ اُسے سب سے صفو ماہ مند ہے۔ اب وہ میری طرف سے مطمئن ہو جائے گا۔ پھر تم ایسا کرو کہ صرف سلطان کے ذریعے میرے گھر اطلاع کرو اور تاکہ عمران جھک نہ دیکھے تم میری موت کی خبر پریس میں دے دو۔ بلکہ باقاعدہ جنازہ اور قتل خوانی وغیرہ کروانا۔۔۔“

”کیا مطلب۔۔۔ کیوں۔۔۔ بیک زبرد نے بڑی طرح جھکتے ہوئے کہا۔

”اس نے کہ منبری خاصا ذہین آدمی ہے۔ وقتی خوشی کے بعد اُسے ضرور اس کے کوئل آئے گا کہ وہ میری موت کو کنفرم کرے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اُسے پتہ چلے جائے۔“

”یہ سن کر اس کے لئے جنازہ اور قتل خوانی کی کیا ضرورت ہے۔ بس پریس کی خبر کافی ہے۔۔۔ بیک زبرد نے صراحتاً ہوتے کہا۔

”کمال سے۔۔۔ اگر کوئی دغا میرے کھائے تو یہ پڑ جائے گی تو تمہیں کیا نقصان ہو گا۔ جنازہ اور قتل خوانی دغا ہی تو ہے۔۔۔“

”یہ سن کر عمران صاحب۔۔۔ یہ جنازے اور قتل خوانی کا پھر مجھ سے نہیں ہوا۔ بس خبر دے دوں گا۔۔۔ بیک زبرد نے کہا۔

”ارے میں نے کہا کہ وہ خاصا ذہین آدمی ہے اور ذہین آدمی کو مطمئن کرنا خاصا مشکل کام ہوتا ہے۔ چلو قتل خوانی نہ کروانا۔ تمہارا خرچ زیادہ ہو جائے گا جنازہ میں کیا توجہ سے۔۔۔“

”یہ سن کر عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب آپ کو چہرہ بھی دیکھیں گے۔ میں کس کس کو مطمئن کروں گا۔ نہ جناب مجھ سے یہ کام نہیں ہوتا۔ صرف آپ کے گھر والے تو نہیں ہیں۔ وہ سلیمان۔ جازف۔ جوانا۔ شامیگر۔ چلو فیاض تو باہر گیا چلے۔ اور اس کے کٹ سردی کو

تو میں بتا دوں گا۔۔۔ بیک زبرد نے خند کرتے ہوئے کہا۔

”انہوں ہی بتا دینا۔۔۔“

”انہوں سب کو بتا دیا۔ اعلیٰ حکام کو بھی بتا دیا۔ تو پھر جنازہ پر افسوس پھرا پھر کس کا ہو گا۔ ایسے جنازے کے کیا فائدہ جہاں سب ہشاش بشاش چہرے

نے موجود ہوں۔۔۔ ایک زبردست کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔
 ”اچھا جو خبر تو دے رہا۔۔۔ میں نے سوچا تھا جو اپنی زندگی میں ہی پڑ
 کروں کہ جاز سے میں کون کون شریک ہوتا ہے۔ لیکن تم نہیں چاہتے تو نہ پ
 عمران نے ٹھکے ٹھکے ہلے میں کہا۔

”اوہ کے۔۔۔ اب اب امام کریں میں چیتا ہوں۔ سب ٹھیک ہو جائے
 گا۔۔۔ ایک زبردست عمران کے ہلے میں ہکا دکاٹ محسوس کرتے ہی کہ
 سے اٹھتے ہوئے کہا۔

ویسے یہ بھی مسرمان ہی تھا کہ اس قدر خوف ناک صورت حال کے ف
 اتنی دیر اطمینان سے گنگو کرنا ہا تھا۔ ورنہ کوئی ادب ہوتا تو شاید ایک ہفتے
 اس کی آنکھیں بھی نہ کھلتیں۔

اسی لمحے ڈاکٹر رحمانی دوبارہ اندر داخل ہوا۔

”میں یہی کہنے آیا تھا کہ اب عمران صحت کو تمام کرنے دیجیے
 ڈاکٹر رحمانی نے بیک زبرد کو کسی سے اٹھنے دیکھ کر کہا۔

”ہاں۔۔۔ میں نے بھی محسوس کیا ہے کہ عمران صاحب اب ٹھک
 ہیں۔ یہی آپ نے انہیں خون نہیں لگایا۔ حالانکہ آپریشن کے بعد خونا
 ضروری ہوتا ہے۔۔۔ ایک زبردست اچانک ایک خیال کے تحت
 کہا۔

”عمران جیسا خون کہاں سے لیتا۔۔۔ ڈاکٹر رحمانی نے ہنستے پ
 کہا۔ اور بیک زبرد اور عمران دونوں مسکرا دیئے۔

”انہیں خون لگانے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ گمزو وی اس قدر
 تھی کہ خون لگا ضروری ہوتا۔۔۔ ڈاکٹر رحمانی نے خود ہی وضاحت کر

نے کہا۔

”گمزو وی تو ان کے قریب سے بھی نہیں گزری۔“ بیک زبرد
 ہنستے ہوئے کہا۔

”سچ کہتے ہو۔ اس نے تو کہتے ہیں عورت تیرا نام گمزو وی ہے۔ اور
 دلت تو ایک طرف مرغی میرے قریب سے نہیں گزرتی۔“ عمران نے
 لٹھا سا سنس لیتے ہوئے کہا۔ اور اس بار ڈاکٹر رحمانی جیسے سنجیدہ آدمی
 کے مطن سے ہی بے اختیار ہنسنے لگے۔ بیک زبرد بھی ہنستا ہوا کمرے
 سے باہر آ گیا۔

”عمران کی ذہانت کی اور بات تھی۔ وہ یقیناً بیٹہ کو اور مرگ کو ویسے ہی سمجھ کر لیتا۔ البتہ سیکرٹ مردوں والے کسی صورت بھی بیٹہ کو اور مرگ کو تماشو نہ کر سکیں گے۔ ان کے پاس مرتبہ ہی ٹرانسمٹ فیوز والا ماسٹری ہے اس لئے تم ایسا کر دو کہ ٹرانسمٹ فیوز سسٹم کم از کم ایک دو ماہ کے ختم کر دو۔ اور بیٹہ کو اور مرگ کو اپن کر دو۔ البتہ اس کی حفاظت کے لئے کم از کم انتظامات کر لینا۔ ناراک سے ارگن گروپ کو کال کرو۔ وہ ایسے کام میں ماہرین، انہیں حفاظتی انتظامات پر تعینات کر دینا۔ ویسے بھی اس کے تمام ماتے کمپیوٹر کنٹرولڈ ہیں۔ عام آدمی تو ویسے ہی اس میں داخل ہو سکتا پھر بھی احتیاط ضروری ہے۔ ہنری نے احکامات دینے ہوئے کہا۔

”تو اس ارگن گروپ کو کہاں رکھا جائے گا۔۔۔ میری نے پوچھا۔“
 ”میرا ذہنی بانکوں میں۔۔۔ اندرونی ماتے کنٹرولڈ کر لینا۔ باہر کے کو دینا۔۔۔ ہنری نے کہا۔“

”مجھ تک ہے باس۔۔۔ میں ابھی انتظامات کرتے ہوں۔“ میرا نے جواب دیا۔

اور ہنری نے انٹرکام کا چین آف کر کے سلسلہ ختم کر دیا اور ساتے رکھی فائل کھول کر اسے پڑھنے لگا۔ اور تھوڑی دیر بعد شیلی فون کی گھنٹی بجی، بار پھر ننگ اٹھی، ہنری نے چونک کر سوجو اٹھایا۔

”بس۔۔۔ ہنری نے تین پوچھے ہیں کہا۔“
 ”پیتھک بول رہا ہوں جناب۔۔۔ ابھی ہنری تو میری نے اطلاع دی کہ آپ نے بیٹہ کو اور مرگ کو اپن کرنے کے احکامات دیئے ہیں۔ پاکٹ

بیٹھ مردوں کے پاس ٹرانسمٹ فیوز کے استعمال سے بچنے کے لئے۔ اس کی ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم کوئی طاقتور گروپ وہاں بھیج دیں جو یہ ٹرانسمٹ فیوز یا تو بے کار کر دے یا انہیں واپس حاصل کرے کیونکہ میرے خیال میں اوپن میٹھ کو اور مرگ کے لئے خطرات بڑھ جائیں گے۔“

پوچھنے نے کہا۔
 ”جہلی بات کا جواب تو یہ ہے کہ مجھے جو اطلاعات ملی ہیں عمران نے کیش ہائے کسی سائنسدان سے مل کر کسی خفیہ لیبارٹری میں یہ ٹرانسمٹ فیوز تیار کئے ہیں۔ ظاہر ہے اس سائنسدان کے پاس اس کا فارمولہ ہوگا۔ اس لئے اگر سیکرٹ مردوں کے پاس موجود ٹرانسمٹ فیوز بیکار کر دئے جائیں یا واپس لے لئے جائیں تب بھی یہ امکان ہے گا کہ وہ کسی بھی وقت دوسرے ٹرانسمٹ فیوز تیار کر لیں گے۔ اس لئے ایسا سوچنا ہی بے کار ہے۔ باقی رہی گروپ بھیجنے والی بات۔ تو گروپ چاہے جتنا بھی طاقتور ہو۔ اسے سیکرٹ مردوں کو ٹرین کرنے۔ اس سے مقابلہ کرنے۔ اور اس کا خاتمہ کرنے میں وقت لگ جائے گا۔ اور وہ اس وقت کے اور ان کسی بھی وقت ان ٹرانسمٹ فیوز کو استعمال کر کے یہاں آدھکیں گے۔ ایسی صورت میں وہ گروپ بھی وہاں سرخچتا رہے گا۔ اور یہاں ہائے سے بھی نئے سرے سے مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ باقی رہا بیٹہ کو اور مرگ کو اپن کرنے کی صورت میں خطرات کا پتہ ابھونا۔ تو پاکٹ یا سیکرٹ مردوں کو اب ایسے لوگ بہر حال موجود نہیں ہیں جو اتنی آسانی سے بیٹہ کو اور مرگ کو ٹرین کر لیں۔ اور اور مرگ ٹرین کر لیں تو وہ لازماً اپنے ارگن گروپ سے ٹکرائیں گے۔ اور ہم الرٹ ہو جائیں گے۔ ٹرانسمٹ فیوز کو کئی صورت میں تو وہ

دیتا ہوں۔ ہنری نے ہنستے ہوئے کہا۔
 - اگر ایسا کر دو تو کم از کم میں ملتا تو کچھ ثابت کر سکوں گی۔
 نے کہا۔
 - ادا کے تھیک سبے میں ابھی آرڈر کو دیتا ہوں، ایگل گروپ
 ہی پیچھے تم اسے سنبھال لینا۔ بولوا اب تو خوش ہو۔ ہنری نے مسکایا
 ہوئے جواب دیا۔
 - تھیک ٹھیک چوڑی بنا۔ جیکی نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور ہنری نے ادا
 کہہ کر روک روک کر دیا۔

عمران نے سانسے موجود بڑی سی مشین کے پن آن کئے۔ اور
 پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

اس کا مطلب ہے کہ ٹرانسمٹ فیڈر سسٹم ختم ہو چکا ہے۔
 عمران نے سر کو ہچکے کھڑے دیک کر پرو سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے
 سر پر پشیمال ابھی تک موجود تھیں۔
 - ہاں۔ اور یہ مشین اس کی کارکردگی کی رپورٹ تو ضرور دیتی۔
 بیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

بچھے پہلے سے یہی خطرہ تھا۔ اسی لئے میں نے ٹرانسمٹ فیڈر کو چیک
 کر لیا تھا۔ عمران نے کہا۔ اور وہ دونوں ایک دوسرے کے ہچکے
 پلٹتے ہوئے لیبارٹری سے آپریشن روم میں آ گئے۔

عمران کو آج ہسپتال سے فارغ کیا گیا تھا۔ اور ہسپتال سے فارغ
 ہوئے ہی وہ سید عاوش منزل پہنچا تھا۔ تاکہ آئندہ کا پروگرام ایڈجسٹ

تو پھر آؤ۔ ابھی میرا کارڈ کا عمل وقوع معلوم کر لیتے ہیں۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن ریکارڈ ٹریپ سے عمل وقوع کیسے معلوم ہو گا۔۔۔ بیک زبرد نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”سامری جاو دو گئی شاگردی کبھی کبھی کام آجاتی ہے۔ تم آؤ تو سہی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا لیبار ٹریپ کی طرف بڑھ گیا۔ بیک زبرد بھی کندھے اچکاتے اچکاتے اور اس کے پیچھے چل پڑا۔ ویسے بات ابھی تک اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی کہ ٹریپ سے مینڈ ٹو آرڈر کا کیا کیسے ٹریپس ہو گا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ عمران کی ذہانت بعض اوقات ایسے کارنامے بھی دکھائی دیتی ہے جن پر واقعی جاو و گری کا ہی شائبہ ہوتا ہے۔

”کہاں ہے وہ ٹریپ لاؤ۔“ عمران نے لیبار ٹریپ میں بچتے ہی کہا۔ اور بیک زبرد قدم بڑھاتا ایک الماری کی طرف بڑھ گیا چند لمحوں بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے پاس ایک نئی ٹریپ موجود تھی۔ عمران نے ٹریپ اس سے لی اور پھر ایک سائینڈ پر بڑھ گیا جہاں ایک ٹریپ سے سائریٹین انتہائی جدیدہ انداز کا ریکارڈ موجود تھا۔ عمران نے کیسٹ اس میں ڈالی اور اس کے پین دبائے شروع کر دیئے۔ ریکارڈ کے اوپر آواز کی لہروں کی طاقت جٹانے والا ایک ڈائل موجود تھا۔ عمران نے ریکارڈ کے پین آن کئے اور نگاہیں اس ڈائل پر چاویں۔ گفتگو شروع ہو گئی۔ عمران کی نگاہیں بہستور ڈائل پر جمی ہوئی تھیں جس پر سوتی حرکت کرنے لگی تھی۔ جب ٹریپ ختم ہو گیا تو عمران نے ریکارڈ بند کیا اور ٹریپ نکال کر واپس بیک زبرد کی طرف بڑھا دیا۔

کر کے۔ اور اسی آئندہ کے پروگرام کی ریکارڈنگ کے لئے اس نے سب سے پہلے دانش منزل کی لیبار ٹریپ میں ٹرانسمٹ فیوز کو چیک کیا تھا۔

”اس کا مطلب ہے پاور لینڈ کا مینڈ ٹو آرڈر اب اپن ہو چکا ہے۔“ بیک زبرد نے آپریشن روم میں پہنچ کر کسی پر مینٹے ہوئے کہا۔

”تمہارا آئیڈیہ درست ہے۔۔۔ عمران نے کسی کی پشت سے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔

”لیکن انہوں نے ایسا کیوں کیا۔ یہ سوچنے والی بات ہے۔“ بیک زبرد نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

”بڑی واضح سی بات ہے۔ مہزبی کو میری موت کا یقین ہو چکا ہے۔ اور اسے معلوم ہے کہ ٹرانسمٹ فیوز یا کیشیا سیکرٹ سروس کے پاس

موجود ہیں۔ اس لئے اس نے یہ سسٹم ختم کر دیا کہ اب پکیشیا سیکرٹ سروس مینڈ ٹو آرڈر کو ڈھونڈ سکتی پھرے۔ درنہ تو سیکرٹ سروس اور کچی نہیں

تو کم از کم میرا انتقام لینے کے لئے ڈالیں پہنچ جاتی۔۔۔ عمران نے اسی طرح آنکھیں بند رکھتے ہوئے جواب دیا۔

”بالکل ہی بات ہوگی۔ لیکن اب واقعی مینڈ ٹو آرڈر ڈھونڈنا ہی پر ہے گا۔۔۔ بیک زبرد نے کہا۔

”کیسٹ روم کی تباہی سے پہلے میری اور مہزبی کی ایک ٹھکانہ کے ذریعے ہو گئی تھی وہ تو ریکارڈ کر لی ہوگی۔۔۔ پھر تک عمران نے آنکھیں کھول کر پوچھا۔

”ہاں بالکل۔۔۔ وہ تو ریکارڈ ہے۔۔۔ بیک زبرد نے چوکاک کر جواب دیا۔

کیا ہوا۔۔۔ بیک نیر دسے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا
 ابھی تو صحن مینڈ دیکھتے۔ کہ کون سا لنگا ہوا ہے۔ دیتے ڈیوڑھی
 قریب ہے۔ ابھی پتہ چل جائے گا کہ کیا ہوا۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور
 بیک نیر دھینپ کر خاموش ہو گیا۔

عمران دیکھا ڈرے اٹھ کر ایک اور مشین کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس
 نے اس کے مختلف بیٹن دبانے۔ یہ وائس ایڈیکٹر تھا۔ آواز کی لہروں
 کی طاقت کے مطابق فاصلہ بتا سکتا تھا۔ عمران نے اس کی مختلف
 ناپیں لگھا کر ایک ڈائل پر موجود سوئی کو حرکت دی اور جب سوئی بارہ کے
 جنبہ سے پر پہنچ گئی تو عمران نے ناپیں لگھانے بند کر کے اس کے مختلف
 بیٹن دبانے تو ایک بڑا سا قائل روشن ہو گیا۔ جس میں چار خانے بنے
 ہو سکے تھے۔ جن دیتے ہی چاروں خانوں میں تیزی سے نمبر بدلنے لگے
 اور پھر باہمی یا رہی ہر ایک پر نمبر ایک مخصوص حد تک پہنچ کر رک گئے۔
 دنیا کا فاصلہ بتانے والا نقشہ اور خالی کاغذ لے آؤ۔ ابھی پتہ چل جاتا
 ہے کہ کیا ہوا۔ لڑکا یا لڑکی۔۔۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔

اور بیک نیر دوسرے جگہ ہوا وائس ایک الماری کی طرف مڑ گیا۔
 اب بات کچھ سمجھ اس کی سمجھ میں بھی آنے لگی تھی۔ عمران نے واقعی ایسا نادر
 سوچا تھا جو شاید زندگی بھر اس کے ذہن میں نہ آسکتا تھا۔ آواز کی
 انتہائی طاقت کو ماب کہ اس کے ذریعے فاصلہ معلوم کر لیا تھا کہ اس
 قدر طاقت ور ریڈیائی وائس لہر زیادہ سے زیادہ کتنے فاصلے تک
 قائم رہ سکتی ہے۔ اب مشین پر اس نے چاروں سمتوں میں اس
 فاصلے کو چیک کر لیا تھا۔ ڈائل پر موجود چار غلنے چار مختلف سمتوں کی

نہ نہ ہی کر رہے تھے۔ اب مسئلہ رہ گیا تھا سمت کے تعین کا۔ اور
 بیک نیر یہ بھی دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ اس کا تعین کیسے کرے۔
 بیک نیر نے الماری سے نقشہ اور ایک خالی پیڈ لگھ کر عمران کو
 دے دیا۔ عمران نے خالی کاغذ پر مختلف سمتوں کا فاصلہ لگھا اور پھر اٹھ کر
 ایک بڑی میز پر آگیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے نقشہ کھول کر میز پر بچھا دیا۔
 اور اس کے بعد وہ اس پر جھک گیا۔
 "مشرق تو نہیں ہو سکتا۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
 "کیوں۔۔۔ بیک نیر دوسرے جگہ کھڑا ہو گیا۔

اس طرف اس فاصلے پر برخانی علاقہ قبیلہ ہوا ہے اور اگر یہ کالی برخانی
 علاقے کے ہی جاتی تو آواز کی ریڈیائی لہروں میں ملکی سی ناپوں کی آواز
 صاف سنائی دیتی۔ حالانکہ ٹیپ میں موجود گنگھو میں ایسی آواز موجود نہیں
 ہے۔ اب وہ گیا شمال تو یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس فاصلے پر شمال میں
 سمندر ہے۔ اور برخانی علاقے کی طرح سمندر سے ہونے والی ریڈیائی لہروں
 میں ملکی سوئی کی آواز ضرور شامل ہوتی ہے جو اس گنگھو میں نہیں۔ اب یہ
 گئیں دو سمتیں۔ جنوب اور مغرب۔ جنوب کی طرف اس فاصلے پر وسیع
 صحرا ہے۔ وہاں سے بھی کال میں مخصوص آواز شامل ہونی چاہیے تھی۔ اس
 لئے ہماری مطلوبہ سمت مغرب ہی ہو سکتی ہے۔ سا جان سنٹر جس کا
 لاگٹ ان لگیا تھا وہ بھی اسی طرف ہے۔ اور ٹرانسٹ فیوڈ کی ساخت کے
 مطابق اس کو بائیں زیادہ سے زیادہ پانچ سو میل تک بدلنا جاسکتا ہے۔
 اس لئے سا جان سنٹر سے پانچ سو میل کے فاصلے پر ہی پاور لینڈ کا
 بیڈ گاڑا ہو سکتا ہے۔ اور مغرب کی سمت اب سا جان سنٹر کے

علاقتے سے پانچ سو میل کے فاصلے اور آواز کی طاقت کے فاصلے اگر یک وقت سامنے رکھا جائے تو یہ علاقت بنتا ہے۔ بالکل ہی غلط ہوگا۔ یہاں وسیع و عریض رہنے میں پہاڑی علاقہ پھیلا ہوا ہے۔ یہاں کہیں کہیں چھوٹے چھوٹے شہر ہیں۔ عمران نے نقشے ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

یہ تو شمالی ایکریما کا آخری حصہ ہے۔ بیک زبرد نے کہا۔

”بالکل اس علاقے کو دہان اہم لینڈ یعنی منرل لینڈ کہا جاتا ہے۔ اس کا معنی جلتے ہو یا پھٹے سے مطلب پوچھو گئے۔ عمران نے کہا۔“ اب اتنا بھی ان بڑھ نہ سنا دیجئے۔ منرل دھات کو کہتے ہیں۔“

بیک زبرد نے ہنستے ہوئے کہا۔

”چلو بڑھ غائب کر کے صرف ان کہہ دیتا ہوں۔ اب تو خوش ہو جاؤ۔ چونکہ دھاتوں کے وسیع ذخائر ملنے کے امکانات ہیں اس لئے“

علاقے کو منرل لینڈ یعنی اہم لینڈ کہا جاتا ہے۔ اور یہاں منصوبہ کے تحت آبادی کو پھیلنے نہیں دیا گیا تاکہ یہاں سے دھاتیں نکال کر کام آسانی سے ہوسکے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ میرٹھ کو آرٹھ اہم لینڈ کس حصے میں ہے۔“ عمران نے سہلے ہونے کہا وہ نقشے پر جھکا ہوا تھا۔

”اہم لینڈ کا سب سے بڑا شہر ڈک سٹی ہے۔ خاصا بڑا شہر ہے اور جیہ گوار میں ظاہر ہے بہت بڑی بڑی میٹنرئی نصب کی گئی گی۔ اور دہان رہنے والوں کے لئے عورتاں اور اسلحہ اور دوا

چیزیں بنانے کے لئے جو خام مال کی بھی مسلسل ضرورت پڑتی رہتی ہوگی۔ اور پھر یہاں سے ناراک سٹی سب سے زیادہ قریب ہے۔ اس لئے میرے خیال میں سید کرارٹ ڈک سٹی کے قریب ہی موجود ہوگا۔“ عمران نے کہا۔

”علاہت سے بتایا تو انڈر گراؤڈ ہی کیا ہوگا۔ ورنہ اتنا بڑا میڈ کو آرٹھ تو حکومت ایکریما کی نظروں سے نہیں چھپ سکتا۔“ بیک زبرد نے کہا۔

”ہاں لازمی بات ہے۔ لیکن میرا خیال ہے۔ یہ مکمل طور پر انڈر گراؤڈ نہیں ہو سکتا۔ ورنہ ایکریما کے مصنوعی سیاروں کی تصویریں دل کا جائزہ لینے والے آسانی سے ملنے میں ہونے والی معمولی سی نقل و حرکت پر بھی ضرور چوم پڑتے۔

اور ان کا اب تک نہ چونکے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ میرٹھ کو آرٹھ کو ضرور انڈر گراؤڈ ہوگا لیکن اسے چھپانے کے لئے اس کے اوپر گرد کوئی چیز بنانی چھی

ہوگی کوئی آبادی ہی ہو سکتی ہے۔ عمران نے کہا۔

”تو پھر یہ آبادی ہو سکتی ہے۔ کرام سٹی۔“ بیک زبرد نے ڈک سٹی سے شمال مغرب میں واقع ایک آبادی پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔“ تنہا خیال درست ہی ہو سکتا ہے۔ اب اسے چیک کریں تاکہ

مہم خواہ خواہ اتنی دور دور کے نہ نکلتے پھریں۔“ عمران نے کہا۔

”کیسے چیک کریں گے۔“ بیک زبرد نے ایک بار پھر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”جیسے یہ جگہ ڈھونڈنی ہے۔ کہا تو ہے کبھی کبھی ساحری جاوگر کی شاگردی بڑے کم ہونے لگتی ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے خانی کاغذ پر قلم سے مختلف ہندسے کھینچ شروع کر دیئے۔ وہ نقشے میں سے مختلف خانے چیک کرتا اور پھر انہیں کاغذ پر کھینچا شروع کر دیتا۔ کچھ دیر

دور بعد اس نے مخصوص جہد سے عہدہ سنبھالنے شروع کر دیئے۔

راتے جوئے باقہ برحاکہ ٹرانسمیرٹ کے کونے میں لگا ہوا ایک سفید بین

یہ کرام سنی کی لاکھ بڑی فریکوئنسی ہو سکتی ہے۔ آواز اب گانگ میں بڑھ کر
کو آنا میں۔ عمران نے اکتھے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ لہیا رٹھی میں موجود
ایک بڑے سے ٹرانسمیرٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کوزہ پر کھٹی ہوئی فریکوئنسی
اس پر سیکٹ کی اور ٹرانسمیرٹ آن کر دیا۔ ٹرانسمیرٹ سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آواز
سنائی دینے لگیں۔

بیس۔ ہنری ائینڈ گگ اور۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف
ہنری کی آواز سنائی دی۔ اور بیک لہیا کی آنکھیں حیرت سے پھلتی
تھیں۔ داخلی عمران کی ذہانت اور جگہ جگہ پر پہنچی ہوئی تھی۔ اس نے ہاتھوں کو
ان کو دکھایا تھا۔

ہیلو ہیلو۔۔۔ بی۔ ایون کالنگ اور۔۔۔ عمران نے نامافوس سے
میں بات کرتے ہوئے کہا۔

بی۔ ایون بول رہا ہوں۔ فرام ناماک سٹی۔ ہاس تو مڈی نے مجھے حکم دیا
کہ ان ایمرٹنی آپ سے براہ راست رابطہ قائم کیا جائے۔ انٹرنیشنل ٹیم
ہینڈ کے خلاف ترتیب دینے جانے کی سکیم بنانی جا رہی ہے ابھی
سیکٹ ملے نہیں ہوئیں۔ لیکن کسی بھی وقت جو سکتی ہیں۔ اگر آپ حکم دیں
ہی گروپ اس ٹیم کے تشکیل ہوتے ہی اسے ختم کر دے۔ اتنا ان آڈیو ہینڈ
اور۔۔۔ عمران نے تیز تیز ٹیم ٹوڈ بانڈ بھیجے ہیں کہا۔

چند لمحوں بعد اچانک ٹرانسمیرٹ پر رابطہ ٹکا کر کرنے والا جب عمل آگیا۔
بیس۔ ہنری ائینڈ گگ نمبر تو باس سکون بول رہا ہے اور۔۔۔

تھم کون جو۔ اور۔۔۔ بی گروپ کیا ہے۔ میں تو اس گروپ کو نہیں جانتا اور۔۔۔
ہنری کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

دوسری طرف سے ایک حیرت بھری آواز سنائی دی۔
پنی۔ ایون بول رہا ہوں۔ ہاس ہنری سے بات کراؤ۔ اتنا اب سیکٹ
اور۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر کھٹی ہوئی مسکراہٹ دور
رہی تھی۔

جناب۔ ہاس تو مڈی نے یہ سیکٹ گروپ ترتیب دیا جو اب ہے۔
اب یہ سیکٹ۔ ہم ان کے تحت کام کرتے ہیں۔ انہوں نے پکڑ لیا جانے سے
بلی ہیں بیانات وہی تھیں کہ ہم ایمرٹنی کی صورت میں آپ سے بات کر لیں
اور۔۔۔ عمران نے بڑے مہم سنی بھیجے ہیں کہا۔

کون بی۔ ایون۔ یہ کیا کوڈ ہے اور۔۔۔ دوسری طرف سے ہونے
ولسے کے بھیجے ہیں اب حیرت کے ساتھ ساتھ کڑھکی کا عنصر بھی نمایاں ہو گیا
تھا۔

اور۔۔۔ اچھا مہتا راہید کو اور ٹر کہاں ہے۔ تم ایسا کرو اپنے متعلق ہم
تفصیلات پہلے جید کو اور ٹر کو فوڈ کر۔ اس کے بعد میں تمہیں بیانات وہں
گو۔ اور سنو۔ ہاس تو مڈی ایک مشن میں بلاگ بھیجے ہیں اب پاور ہینڈ کا

یوشٹ ایساٹ اتنا پ سیکٹ۔ ہاس ہنری سے بات کا
دہ جانتے ہوں گے اور۔۔۔ عمران نے انتہائی سخت لہجہ اختیار کرتے ہوئے
کہا۔

اور۔۔۔ کے اور۔۔۔ دوسری طرف سے ہنری نے کہا۔ اور عمران نے

چیت باس میں ہوں۔ سمجھے اور۔۔۔ منبری نے تیز لہجے میں کہا۔
 "اوہ۔۔۔ لیکن میں تو باس ترنہ می کی بلاکت کی اطلاع نہیں۔
 لیکن سہ۔۔۔ پنی گروپ تو باس ترنہ می نے منجی طور پر ترتیب دیا ہوا ہے۔
 نے باس ترنہ می کی بلاکت کے بعد صورت حال بدل گئی ہے۔ ہم گرو
 ایمر جنسی میں لنگ کال کر کے اس صورت حال پر بحث کرنے کے بو
 فیصلہ کریں گے کہ کیا ہم پاور لینڈ کے ساتھ باقاعدہ ایجنٹوں یا
 ہمارا فیصلہ پاور لینڈ کے ساتھ ایجنٹوں کے ساتھ ہوا تو میں تفصیلات
 دل گا۔ ورنہ ہم آزاد ہوں گے اور اینڈ آل۔" عمران نے کہا
 ہاتھ بڑھا کر ٹرانسپیرنٹ آؤٹ کر دیا۔

"آپ نے بڑی لمبی بات کی ہے۔ وہ لازماً کال کا مرکز چیک کرے
 اور جو سکتا ہے انہوں نے کو بھی لیا جو۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔
 "منبری ذہین آدمی ہے اور ذہین آدمیوں کو بگڑ دینا خاصا مشکل
 ہے۔ اگر میں بات اور صورتی چھوڑ دیتا تو وہ لانا نہ کہ کوک ہوجاتا۔ البتہ
 اتنا مشکوک نہ ہوگا۔ اور باقی رہی کال چیک کرنے والی بات تو
 بندوبست میں نے پہلے ہی کر لیا تھا۔ اس سٹیڈیشن کے دہنے کے
 کال فرمی ہوگئی۔ اب اسے چیک نہیں کیا جاسکتا۔" عمران
 مسکرتے ہوئے جواب دیا۔

"تو اب یہ بات طے ہوگئی کہ پاور لینڈ کا ہیڈ کوارٹر ایم لینڈ کی کر
 میں واقع ہے۔ ویسے آپ نے کیا کال ہے اس قدر صحیح فریکوئنسی
 کر لیا تو آپ ہی کا کام ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔
 "کسی ذمے میں جبراً فیہ بڑے شوق سے پڑھا کرتا تھا اور سوچتا تھا

میں کی طرح کوئی برا اعظم دریافت کر لوں گا۔ برا اعظم دریافت نہیں ہو سکا تو
 کی بات نہیں ہے۔ کوارٹر ہی دریافت کر لیا۔ یہ بھی کسی برا اعظم کی دریافت
 یہ کم نہیں ہے۔ عمران نے مسکرا کر سر ہلاتے ہوئے جواب
 یاد دیکھ کر زبردستی اختیار نہیں پڑا۔

"اب کیا پروگرام ہے۔" ہیڈ کوارٹر کو آپ نے تلاش کر ہی لیا
 شیو روم میں دو بارہ پینچے ہی بلیک زیرو نے پوچھا۔
 "پروگرام کیا۔ اب اس غلاب سے جان بھڑانی ہے۔ یہ تو کبکل بن
 پٹ گیا ہے۔" عمران نے کہا اور کمری پر بیٹھ گیا۔

نئی اب سادھی شیم کے گرجا میں تھے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ پہلے میں
 بادشاہ ہواؤں بنا کہ وہاں کے حالات وغیرہ ابھی طرح چیک کر کے
 یہ کٹھنیل رپورٹ دوں۔ اور اس رپورٹ کی روشنی میں آئندہ پروگرام
 لے کر جائے۔" بلیک زیرو نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

صرف تمہاری رپورٹ سے کیا ہوگا۔ رپورٹ آنے کے بعد اس پر
 فہمہ کمیٹی مینٹے گا۔ جو اس رپورٹ کے بارے میں جتنی سفارشات
 سے لگے۔ پھر کمیشن کی سفارشات پر ایک کمیٹی تشکیل دی جائے گی۔

اس پر فوراً کرے گی کمیٹی کی سفارشات قابل عمل ہیں یا نہیں۔ اور
 قابل عمل ہیں تو کس حد تک۔ اور اگر ناقابل عمل ہیں تو انہیں قابل عمل کیسے بنایا
 سکتا ہے۔ اس کمیٹی کی رپورٹ پھر وزارت خزانہ کو بھیجی جائے گی۔
 کہ وزارت خزانہ کے اعلیٰ آفیسر ان اس پر رائے دیں کہ کیا ملکی بجٹ میں
 سے اتنی رقم مہیا کی جاسکتی ہے جس سے اس کمیٹی کی رپورٹ پر عملدرآمد ہو
 سکے۔ اور وہاں سے رپورٹ آنے کی کن فی الحال اتنی رقم موجود نہیں ہے۔

اس لئے ذرا کم رقم کی رپورٹ تیار کی جائے۔ چنانچہ تمہیں دو بارہ بار تیار کرنے کے لئے بھیجا جائے گا۔ اور پھر کمیشن اور پور کمیٹی اور پھر راز خانا۔ میرے خیال میں تمہیں اب سیکرٹ سروس میں چھوڑ کر میرے کی جگہ بھرتی نہ کروا دوں۔ تاکہ اطمینان سے بیچ کر رپورٹوں میں ہی زندگی رہو۔ اور ملک چلا تے رہو۔ عمران نے منہ بنا تے ہوئے کہا: ”وہی آپ نے مجھ سے سیکرٹریٹ کی کارروائی کی بڑھتی ہے۔“ کیسے۔ لیکن میرا یہ مطلب نہ تھا جو آپ نے سمجھا ہے۔“

”تمہارا مطلب میں ابھی طرح سمجھتا ہوں۔ لیکن اس بار تم اس منہ شامل نہیں ہو گے۔ بس تمہارے لئے ایک ہی مشن کافی ہے۔ تم یہاں زیادہ ضرورت ہے۔ اس بار جولیا ساتھ چلے گی۔ تم یہ کہہ سواتے صدیقی اور چوہان کے باقی سب کو تیار رہنے کے احکام دو۔ میں کچھ ضروری انتظامات کر لینے کے بعد تمہیں تفصیلات بتاؤں گی۔ اس کے بعد ہم روانہ ہو جائیں گے۔“ عمران نے انتہائی سنجیدگی میں کہا۔

”شیک ہے سر۔“ ایک نرہ رونے آئے سنجیدہ لہجہ میں جواب دیا اور عمران اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔

ایک بڑے سے گھر کے درمیان رکھی ہوئی دفتر سی میز کے چپے بیٹھی بڑے ناخوشانہ انداز میں بیٹھی ہوئی تھی۔ جب سے اینگل گروپ اس کی دھتھی میں آیا تھا وہ زیادہ تر رسمی دفتر میں ہی دقت گزارا تھی کیونکہ ہیڈ کوارٹر کے اندر یہ دنگ میں اس کا کام صرف مشینری کو دیکھتے رہنا اور ماتحتوں کی سائنس ہانسپ رپورٹوں کو بری سٹے رہنا تھا۔ جس سے وہ کافی پرہوشی تھی۔ جب کہ اینگل گروپ کا کام اس کے مزاج کے عین مطابق تھا۔ ہیڈ کوارٹر میں بھورہ انڈیکس ٹیبلٹ سے پہلے وہ باچان میں یاد لکھنے کی سربراہ تھی۔ جہاں مختلف مقامی گروپوں سے لازمی بھڑائی اور دیگر رسمی قسم کی سرگرمیاں چلتی رہتی تھیں۔ اس نے خود بھی باچان کے مشہور استادوں سے مارشل آرٹ کی تربیت حاصل کی تھی اور باچان میں جہاں مارشل آرٹ کا ایک سے ایک ماہر تیار ہوا تھا۔ جنکی کو مارشل کوئین کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ آج تک کوئی بڑے سے بڑا لڑاکا بھی اس کے مقابلے میں چند

لہوں سے زیادہ نہ ٹھہر سکا تھا۔ جنہری سے اس کی دوستی اور تعلقات خاصے
 دیرینہ تھے۔ اور جب بھی جنہری کو موقع ملتا تھا وہ ہمیشہ گوارا سے باہر
 جاتا۔ اور پھر وہ دونوں کوئی کئی دن اکٹھے رہتے تھے۔ اور اگر گھر سے کوئی
 زیادتی کی وجہ سے موقع نہ ملتا تو وہ چکی کو ہمیشہ گوارا میں لیتا۔ اور پھر وہاں
 اکٹھے رہتے۔ ترندی اور ایڈیٹی ایٹھے کو بھی چکی اور جنہری کے ان تعلقات
 کا بہت اچھی عرصہ علم تھا۔ لیکن انہوں نے کبھی اس پر اعتراض نہ کیا۔
 بلکہ ایڈیٹی ایٹھے تو چکی کی بڑی سہیلی تھی۔ اور پھر ایڈیٹی ایٹھے اور ترندی
 کی ملاکت کے بعد جنہری نے اسے مسلسل اپنے ساتھ رکھنے کے لیے
 یہاں بلوا کر ڈرائنگ روم بنا دیا تھا۔ پہلے تو وہ اتنا بڑا عہدہ بننے پر اور جنہری
 کے ساتھ مسلسل رکھنے رہنے پر بے حد خوش ہوئی تھی۔ لیکن پھر جلد ہی وہ
 بور ہو گئی۔ کیونکہ ہمیشہ گوارا کی لائق میں مسلسل کیسانیت تھی اور وہ اس
 کیسانیت میں زندگی گزارنے کی عادی نہ تھی۔ اس لیے اب وہ اپنا زیادہ
 وقت ہمیشہ گوارا سے باہر ایگل گروپ میں گزارتی تھی۔

اس وقت بھی وہ ایگل گروپ کے دفتر میں موجود تھی۔ کہ وہ دادو کو
 اور ایک لمبا ترنگا اور خاصے وجیہ جسم کا مالک ایک نوجوان اندھا
 جو اب یہ براؤن تھا۔ ایگل گروپ کا ایجنار اور ناراک سٹی کا مشہور ریڈیو
 جس کا نام سن کر ہی ناراک سٹی کے بڑے بڑے میجرز کو کھینچا آجاتا تھا
 براؤن ڈاؤن ریڈیو ایجن اور مارشل آرٹ میں خاصا ماہر تھا۔ اس نے چکی
 سے پسند کرتی تھی۔ پہلے پہل چکی نے اسے چیلنج کیا۔ کہ وہ مارشل آرٹ
 میں اس کا مقابلہ کرے۔ لیکن براؤن نے ہنسے کھلے دل کے ساتھ چکی
 متاثر میں بغیر لڑے اپنی شکست تسلیم کر لی تھی۔ کیونکہ وہ چکی کو جانتا

اور اس نے باہان میں کئی بار چکی کو لڑتے ہوئے دیکھا تھا۔ چکی براؤن کے
 اس اعتراض شکست پر بے حد خوشی ہوئی تھی اور اس کی انا کو جو کچھ بے حد
 لکین پہنچتی تھی اس لیے وہ اب براؤن کو زیادہ پسند کرنے لگی تھی۔
 "ہاں میں یہ کہنے کے لیے حاضر ہوا تھا کہ اگر آپ اجازت دیں
 تو میں ناراک سٹی کا ٹیکر لگا آؤں۔ بقول ہی سی تفریح ہو جائے گی۔ براؤن
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہاں کوئی کام ہے۔۔۔ چکی نے چونکے ہوئے پوچھا۔
 کام تو نہیں ہے۔ لیکن کام سبھی بات یہ ہے کہ یہاں ناگہیر چھپنے
 کا موقع ہی نہیں مل رہا۔ جب کہ سنا ہے کہ ناراک سٹی میں آج کل ایک نیا
 گروپ آیا ہے۔ اور اس نے وہاں کے اچھے اچھے بھڑوں میں اپنی
 دھاک بٹھا دی ہے۔ میں نے سوچا کہ چلو جا کر اس گروپ سے سی ملاقات
 کر لی جائے۔ براؤن نے بڑے بے تکلفانہ انداز میں میرے سامنے
 کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

یہ کون لوگ ہیں۔۔۔ چکی نے آنکھیں کھینچتے ہوئے پوچھا۔
 "معلوم نہیں۔ سنا ہے بڑے زبردست لڑاکے ہیں۔ براؤن
 نے جواب دیا۔

تو تم وہاں ان سے لڑو گے۔ اکیلے۔۔۔ چکی نے چونکے ہوئے پوچھا۔
 "میرا تو خیال ہے لڑنے کی کوہنت ہی نہ آئے گی۔ بہر حال ایگل گروپ
 تو یہاں مہنگا می طور پر رہتا ہے۔ اس نے واپس ناراک سٹی تو جانا ہی ہے
 اس لیے میں نے سوچا کہ ایسا نہ ہو کہ لوگ ایگل گروپ کا نام ہی بھول جائیں
 براؤن نے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے۔ لیکن اس طرح بے مقصد جانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ پھر سناؤ وہ کتنا بڑا گرد پ ہو۔ اس کے خاتمے میں کتنا درد لگ جائے۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہیں کہ ہم باقاعدہ مشق کے تحت وہاں جاتیں۔“ چکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم سے آپ کی کیا مراد ہے۔ اور وہ سہزی ہے یہ کہ وہاں کیا مشق لگے کر جائیں۔“ ہماؤن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہم سے مراد میں اور تم اور تمہارے چند ساتھی بھی ہو سکتے ہیں۔ وہ مشق کوئی بھی تیار کیا جا سکتا ہے۔ ٹھہرو میں چیزیں سے بات کروں۔“ چکی نے کہا۔ اور اس نے میز پر رکھے ہوئے شیلی فون کا رسیور اٹھایا۔ اور اس پر موجود نمبر دبا دیئے۔

”ہیس۔“ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ہمزئی کی آواز سنانی

دی۔
”چکی بول رہی ہوں بائیس۔ ایگل گرد پ آفس سے۔“ چکی نے مڑوانہ لہجے میں کہا۔ کیونکہ وہ ہماؤن کے سامنے بے مکھی کا اظہار کیا جا رہی تھی۔

”ہیس۔ کیا بات ہے۔“ ہمزئی نے چونکے ہوئے لہجے میں چند دنوں کے لئے ناراک جانا چاہتی ہوں۔ سیر و تفریح کے اور وہاں تفریح کے لئے اگر میں ایگل گرد پ کے چند افراد ساتھ لے جا تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہ ہوگا۔“ چکی نے کہا۔

”بھلے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ یہاں بھی تو کوئی کام نہیں ہو آؤ۔“

میں خود سنبھال لوں گا۔۔۔ ہمزئی نے جواب دیا۔
”او۔۔۔ کے۔۔۔ اتھیک بھو۔۔۔ میں سوچ رہی تھی کہ کوئی مشق سناہٹوں۔ تو تفریح میں زیادہ لطف آئے گا۔ لیکن کوئی مشق سمجھ میں نہیں آ رہی۔“ چکی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”ارے ہاں۔۔۔ مشق کی بات پر مجھے خیال آ گیا۔ تمہارے پاس کون موجود ہے۔“ ہمزئی نے چونک کر کہا۔

”ایگل گرد پ کا پانچا راج براؤن میٹھا ہوا ہے۔ کیوں۔“ چکی نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

”اُسے باہر بیج دو۔ میں ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔“ ہمزئی نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”ہماؤن۔۔۔ تم باہر جاؤ۔“ چکی نے ہماؤن سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور براؤن سسر ہلا ہوا اٹھا اور دفتر سے باہر چلا گیا۔

”وہ چلا گیا ہے۔ اب بتاؤ کیا بات ہے۔“ چکی نے کہا۔
”سنو چکی۔ مجھے تمہیں بتانے کا خیال نہیں رہا۔ چند روز قبل ایک

پراسرار سی ٹرانسمیٹر کال آئی تھی۔ کسی بی۔گروپ کی طرف سے۔ اس کا سربراہ بی۔ایون تھا۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ بی۔گروپ ترنڈی نے

غضب ظہور پڑھایا ہوا تھا۔ غصہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ بھلے اور باقاعدہ طور پر پاور لیٹنگ کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ لیڈ می ایٹلے کو معلوم ہو تو معلوم نہیں۔

بہرحال اس نے ایک اطلاع دی۔ میں چونکہ بی۔گروپ کے متعلق کچھ نہ جانتا تھا، اس لئے میں نے اُسے کہا کہ وہ پہلے اپنے گرد پ کی تفصیلات جمع کروا کر مرگھیا کرے۔ کیونکہ ترنڈی تو ہلاک ہو چکا ہے۔“

”ہاں۔۔۔ ساتھ باس تو نہ ہی نے کوئی خفیہ گردپ بنایا ہوا تھا۔ اس کے پاس ہیڈ کو ادر سے متعلقہ کاغذات ہیں اور اب وہ گردپ غلامی کر رہا ہے۔“

”جیک نے کہا۔۔۔“

”ادھر سے۔۔۔ پھر تیار ہی کر دو۔ چند ساتھی اپنے ساتھ لے لو۔۔۔ جیک نے کمری سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور بارڈن سر ہلانا ہوا اور پس چر گیا۔“

”کیا تم نے کیا چکر چلا رکھا ہے۔ خواہ مخواہ کی بارہ بھاڑ۔ یہ معاشی اور لڑائی بھڑائی۔ آخر اس کا مقصد کیا ہے۔ کیا اس طرح باور لینڈ کا ہیڈ کو ادر تباہ ہو جائے گا۔۔۔ عمران کے گھرے ہیں داخل ہوتے ہی جو ایسا اس پر چوہہ دوڑی۔“

”دیویرجہ و میرجہ۔۔۔ شانتی، شانتی۔۔۔ شادی سے پہلے لو کیا اس طرح فعد نہیں رکھتیں۔ یہ شفیق شادی کے بعد کھائے جلتے ہیں۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔“

”ہیں کوئی ہول یہ فضول حرکتیں بے سود ہیں۔ ہمیں چیونٹے کہا ہے۔ کہ باور لینڈ کے ہیڈ کو ادر کی تباہی کے لئے ٹیم بھیجا جا رہی ہے۔ اور تم نے یہاں آکر نہ کیا پکر چڑ دیا ہے۔۔۔ جو ایسا لے پہلے سے تیارہ غصیلے بلبے ہیں کہا۔“

”مس جو ایسا۔۔۔ جب آپ جانتی ہیں کہ عمران کوئی کام بغیر قصہ کے نہیں

کرنا۔ تو پھر آپ آزماتے غصے کیوں جو رہی ہیں۔۔۔ حضرت نے جو لیا اور
بھیلتے ہوئے کہا۔

تو پھر یہ تمہارے یہ مٹی بات کیوں نہیں کرتا۔ اب دیکھو ہمیں تاہم کہ
آئے تین روز ہو گئے ہیں۔ ان تین روز میں کیا ہوا ہے کہ ہم بد معاشر
طرح مختلف کموں میں لڑتے پھر رہے ہیں۔ اپنی دھونسیں جلتے پھر رہے
ہیں کسی پی۔ گروپ کا نام اچھلتے پھر رہے ہیں۔ اور بس۔ آخر اس
مقصد۔ جو لیا نے تیز لہجے میں جواب دیا۔

”مس جو لیا کی بات درست ہے۔ عمران ہمیں اس طرح استمال
ہیے ہم بے جان مشینیں ہیں۔۔۔ تو میرے جو لیا کی حمایت کرتے ہو
کہا۔

”بھئی میں تو تمہیں جاننا زمینیں ملنے کو تیار ہوں۔ میں نے تو دراصل
سو نمبر چارے کی کوشش کی تھی تاکہ پوری ٹیم میں سے سب سے دلیر
کے گئے ہیں مس جو لیا پھولوں کے بار پناو سے اور پھر وہ ہنسی ہو
چلا جلتے۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”دیکھو عمران۔۔۔ یہ ٹھیک ہے کہ تم ہمارے ٹیم کے لیڈر ہو۔ یہ
اب جب تک کہ ہمیں تمہاری ان تمام فضولی حرکات کا مقصد نہیں بتاؤ۔
ہم میں سے کوئی کام نہیں کرے گا۔ یہ میرا فیصلہ ہے۔ چلے آئیے
گوئی کیوں نہ مار دے۔ جو لیا نے اور زیادہ غصیلے ہوجے میں کہا
”عمران صحت۔۔۔ آخر آپ ہمیں کچھ بتاتے کیوں نہیں“

کیپٹن مسکیں نے بھی جو لیا کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔
”کیا بتاؤں۔ مجھے بھی تو کچھ خبر جو۔ اصل میں یہ سارا کچھ اس پروردہ

چاہا ہوگا۔ اور اب مجھے بات سمجھ میں آ رہی ہے کہ وہ دراصل جو لیا اور
مجھے لڑانا چاہتا ہے۔ تاکہ اس کا راستہ صاف ہو جائے۔۔۔ عمران نے
منہ نہاتے ہوئے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں خود باس سے بات کرتی ہوں۔۔۔ جو لیا نے ہنسی
طرح پیر پختے ہوئے کہا۔ اور اٹھ کر ایک کونے میں پڑے مٹی زون کی طرف
بڑھ گئی۔ عمران خاموش چلا رہا۔ جو لیا نے کسیرا اٹھایا اور پھر کوبشیا ڈاکریٹ
کاٹ کر پی شروٹ کر دی۔

”ایک ٹرم۔ چند ٹھوں بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔
”جو لیا بولی یہی ہوں باس۔ تاکہ اسے۔ جو لیا نے مؤدبانہ
ہیے میں کہا۔

”نہیں۔ کیا بات ہے۔ کیوں کالی کی ہے۔ ایک ٹرم کا اچھو ہے۔
مرد جو لیا۔

”بب۔ بب۔ باس۔ وہ عمران کچھ بتا نہیں۔ یہاں ہم صرف لڑ
رہے ہیں۔ بی۔ بی۔ گروپ بن کر میں نے اس سے پوچھا بھی۔ لیکن وہ نہیں بتاتا۔
جو لیا نے ہنسی طرح گھبراتے ہوئے ہیے میں کہا۔ اس نے غصے میں کالی تو
کر لی تھی لیکن اب ایک ٹرم کا مرد لہجہ سنتے ہی اس کا دماغ ٹیک سے اڑ گیا
مقا۔

”سنو جو لیا۔ تمہارا انتہائی غیر ذمہ دار ہوتی جا رہی ہو۔ جب عمران
تمہارا لیڈر ہے تو پھر وہ چلے تمہیں چہنم میں ہی کیوں نہ دیکھیں دے تمہیں
کو مار دے گا۔ تمہیں۔ تمہارا ایک اہم ترین مشن پر جو۔ تقریر کرنے دیاں نہیں
گیں گے پہلے تم سے پوچھ کر تقریر کا پورہ ڈرامہ بنایا جائے۔ اور یہ لاسٹ

دارنگے سے ہے۔ اب اگر تم نے ایسی کوئی حرکت کی تو ناراگ سنی کی لگیوں پر چر دیگی۔" ایک سونے بچاؤ دکھانے والے بچے میں کہا۔ اداس سا سفر ہی مابطلہ ختم ہو گیا۔

جولیا کے ہاتھ سے رسیبہ رنود بخود بیچے کر گیا۔ جیسے اس کے ہاں میں ایک لمخت جان ہی نہ رہی ہو۔ وہ خاموشی سے اٹھی اور تیز قدم ادا ہاتھ دمدم کی طرف بڑھ گئی۔ اس کی آنکھیں اشراقی یقین اداب وہ کے سامنے روانہ نا چاہتی تھی۔

"ہاں تو مشر تویہ عرف بے جان شین۔ تمہارے بات کرنی ہے چیٹ سے۔" عمران نے جولیا کے ہاتھ دمدم میں داخل ہوتے ہی تویہ مٹا تلب ہو کر کہا۔ اس بار اس کا لہجہ خاصا سرد تھا۔

"جن تم سے بات نہیں کرنا چاہتا۔" تویہ نے ہونٹ بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔ کمرے میں موجود باکی نمبر خاموش بیٹھے تھے۔

"اب کیا حکم ہے باس۔ مجھے کیا کرنا ہے۔" چند لمحو بعد جولیا نے ہاتھ دمدم سے نکل کر انتہائی خشک لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں صبر تھا۔

"تمہارے کال کرنے سے پہلے یہ سوچا تھا کہ یہ کال کیسے ہی ہو سکتی ہے عمران نے اس سے بھی زیادہ خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیسے کیا مطلب۔ یہ تو ڈائریکٹ کال تھی۔" جولیا علم کی بات سنتے ہی بڑی طرح پریشان ہو گئی۔

"ٹرانسمیٹر کال کیسے تو ڈائریکٹ کال کیوں نہیں ہو سکتی ہوتا، اس کال سے پادریٹھ والوں کو یہ علم ہو سکتا ہے۔ کیسے پکھیا سیکرٹ سرور

مکھنچ کی ہے۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

اداس سوئی۔۔۔ ویری سوئی۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے دراصل اس کا خیال نہ آیا تھا۔۔۔ جولیا نے بڑی طرح گھبراتے ہوئے بچے میں جواب دیا کہ اب اسے احساس ہو گیا تھا کہ باقی اس سے حماقت ہو گئی ہے۔

سوز جولیا۔۔۔ میں اس قسم کی سچے بڑھکوتوں کو پسند نہیں کرتا جس میں تو ایک طرف پوری ٹیم کی جانیں خطرے میں پڑ جائیں۔ اس لئے اب ان پاپس جا رہی ہوں۔ رقم جانو۔ ہتھیاری ٹیم اور ٹیم کا مشن۔ تم ایکس کی ٹیم میں نہیں۔ عمران کا لہجہ اور زیادہ خشک ہو گیا۔

اور جولیا کا چہرہ یک لمخت ایسے زرد پڑ گیا جیسے اس کے جسم میں ناک کا ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا ہو۔

"عمران صاحب۔۔۔ اٹنا غصہ نہ دکھائیے۔ غلطی واقعی میں جولیا سے ہوئی ہے۔ لیکن آپ نے بھی تو اسے کال کرنے سے منع نہیں کیا۔"

غصہ سننے پر سچا دکھاتے ہوئے کہا۔

"جو غلطی اسے کرنی چاہیے وہ تو یہ کرنی نہیں۔ اس غلطی کا ہتھافا کرتے کرتے اگر میں بوڑھا ہو گیا تو پھر لوگ کیا کہیں گے کہ بڑھے کا داغ خواب ہو گیا ہے۔ اس عمر میں اسے شادی کی سوچ ہی ہے۔ عمران کا لہجہ یکجہاں ہل گیا۔

اور لہجہ سنتے ہی سید کے چہروں پر چھائی ہوئی پریشانی دور ہو گئی۔ جبکہ جولیا نے سر جھک لیا وہ مسلسل ہونٹ کاٹ رہی تھی۔

کمرے باب سے اس دور میں اتنی غمگینی دلہن۔ اسے اسے انہی مشر نہیں جتنی کہ مجازی خدا کا نام سنتے ہی سر جھکا لیا جاتے۔"

"میں اٹھ کر دیوار سے سہا پھوڑوں گی تم پاگلی جو پاگلی نہ ہو۔
 بھی بے اختیار مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران کے اس ہنسر سے
 موڈ بھی بدل گیا تھا۔

شک کی بے یا اللہ تیرا شک ہے۔ ابھی اتنی جہان نے میں بنا
 ہے کہ ہونے والے کا سر پھوڑنے کی بجائے اپنا سر پھوڑنے کا
 ہی ہے۔ عمران نے دعا کے انداز میں دونوں ہاتھ اٹھائے
 کہا:

عمران صاحب۔ اگر کال کچھ ہوگئی ہو تو۔۔۔ کیسی ہیں
 موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

ایسے کچھ ہو جائے۔ میں نے پہلے ہی انتظام کر رکھا ہے۔ وہ
 کونوں کرنے دیتا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور جو لیا کویا چہرہ داغی گل اٹھا۔ کیونکہ عمران کی کال کچھ ہونے
 سن کر وہ واقعی بے حد پریشان ہوگئی تھی۔

"تو تم مجھے ڈرانے کے لئے ایسی باتیں کر رہے تھے۔"
 مصنوعی غصے سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"ڈرانے کے لئے تو تو میرا چہرہ ہی کافی ہے۔ کیوں تو میرے
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شت اپ۔۔۔ میرے متعلق کچھ اس نہ کرنا ورنہ۔۔۔
 تو میرے پھوٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

عمران صاحب۔ پلزز۔ اس بچہ کو چھوڑیں۔ ہمیں بتائیں کہ

بزرگ رام ہے۔۔۔ صفحہ نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

ابھی۔۔۔ جو بچہ چھوڑ دیتا ہوں۔ اب میری بات سن لو۔ ہم یہاں
 لینڈ کا بیڈنگ کو آرٹ تیار کرنے آئے ہیں۔ چیف باس نے پاور لینڈ کے
 نوآزم کو ٹریس کر لیا ہے۔ وہ ایم لینڈ میں ایک شہر کریم سٹی کے
 یکم میں انڈیا گراؤنڈ موجود ہے۔ اور دیکھا رہے۔ پاور لینڈ کا بیڈنگ کارڈ
 دن کا کھیل تو نہیں ہوگا کہ ہم دن میں برابہ راست پہنچ جائیں اور گدھوں
 ایک کر دیس آجائیں۔ وہاں لازماً ایسے انتظامات ہوں گے کہ جیسے ہی
 کریم سٹی میں داخل ہوں گے ہمیں ٹریس کر لیا جائے گا۔ اس لئے
 بتا باس نے ایک نیا پتھر چلا یا ہے۔ اس نے کسی بی۔گروپ سے پاور لینڈ
 چیف باس مینز کو کالی کیا۔ اور اسے بتایا کہ تم خدی نے ایک خفیہ
 روپ تیار ہوا ہے جو بی۔گروپ کو کھانا ہے۔ اور بی۔ایون اسس کا
 علاج ہے۔ اور تمہاری کاجکت کے بعد بی۔گروپ آزاد ہو گیا ہے۔
 ساتھ ہرے مینز اس گروپ کا کھوج لگانے کی کوشش کرے گا۔
 اس سے اس صورت حال معلوم کر سکتے۔ بی۔گروپ کا کھوج لگانے
 کی صورت میں پاور لینڈ کے آدمی سلٹنے آئیں گے۔ انہیں پکڑ کر ہم ان
 سے پاور لینڈ کے متعلق معلومات بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ اور ان کے ٹیک
 پ میں وہاں پہنچ سکتے ہیں۔ اور ہر نامک سٹی انسانوں کا جنگل ہے۔
 کا ہرے لب بی۔گروپ اخبار میں اشتہار تو نہیں دے سکتا۔ کہ ہم
 بن کر ہیں۔ اور نکلان جگہ موجود ہیں۔ پاور لینڈ والے ہم سے اس پتے
 پر۔۔۔ بلوٹاؤ تم کرس۔۔۔ چنانچہ چیف باس نے ہدایت کی کہ ہم نامک سٹی
 پر گارڈی گروپ کی طرف سے ایسے اقدامات کریں جس سے زیر زمین دنیا میں

پنی گروپ کی شہرت ہو جلتے۔ اور پادری لینڈ واسے ہماری طرف نظر
جائیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے گزشتہ تین روز سے پنی گروپ کے
کھمبوں میں اپنی حیثیت منوانا پھر رہا ہے۔ عمران نے پونے
بتاتے ہوئے کہا۔

”ادہ۔ واقعی بڑی گھری چال ہے۔ گلا آئیٹیا۔“

”میرا ہاتھ ہوئے کہنا۔“

”تم اگر بڑی باتیں نہیں پہلے ہی بتا دیتے تو کم از کم اتنی پریشانی تو
جو لینے منہ بتاتے ہوئے جواب دیا۔“

”پہلے اگر بتا دیتا تو تم اپنے پاس سے جانا کیسے کھاتیں گھاٹا
جھالسی سہی۔ جھاڑ بھی تو بڑی بڑی گھاس کو ہی کہتے ہیں۔“

”عمران صاحب۔ یہ پلاننگ کچھ عجیبی نہیں۔ ایمر لینڈ تو ناراک
دور ہے۔ اب یہ کیا ضروری ہے کہ یہاں اگر چند کھول میں دھچک
دی جلتے تو پادری لینڈ کے ہینڈ کو ادر کو اس کی اطلاع بھی ہو جاتی
اس بار فلاور نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔“

”بالکل ضروری نہیں۔ تمہاری بات درست ہے۔ ویسے اگر
ہے۔ یہ تمہارا اتنا طاقتور سائینسٹر آج تک کیسے جو گیا۔“

”عمران نے جواب دیا۔“

”سائینسٹر کیا مطلب۔“ فلاور نے چونک کر حیرت
لے میں پوچھا۔ ادہ باقی ساتھی بھی حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے
ان کی سمجھ میں بھی نہ آئی تھی۔

”بھئی تمہی موش میٹھے رہتے ہو۔ چنانچہ میں تو ابھی مجتہد رہا ہوں کہ تم نے
اپنی زبان پر کوئی دلالتی اور طاقتور قسم کو سائینسٹر خرچہ حور کھا ہے۔ حالانکہ
ان کی بیچہ تباہی سے کہ تمہاری کھوپڑی کے اندر اقد میاں نے داغ
ہائی کوئی میز بھی بنا کر رکھی ہوئی ہے۔“ عمران نے کہا۔ اور سب
خود ہیبت سے اختیار نہیں پڑے۔“

”اصل میں آپ سے بات کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے کہ کوئی غصہ
منہ سے نکلے گی تو بچانے آپ کتنا مذاق اڑائیں۔“

”خود نے منہ بتاتے ہوئے کہا۔“

”گول ہے۔ مذاق اڑانے کے لئے لٹھا کی شرط کیوں لگا رہے ہو۔
عمران نے منہ بتاتے ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر کمرہ بے اختیار قسم کے
تقریبوں سے گونج اٹھا۔“

”تم بات گول کر گئے ہو۔ فلاور نے جو پوچھا تھا اس کا جواب تو دو
جو لیا ہے کہا۔“

”خاوس کی بات بالکل درست ہے۔ ناراک واقعی ایمر لینڈ سے بہت
دور ہے۔ اور پھر ناراک ایسی جگہ ہے جہاں جموں لی دھما جو کوئی تو ایک
طرف قیامت بھی گزر جائے تو کوئی انوکھی بات نہیں ہوتی۔“

”یہاں ایک اور پہلو بھی ہے۔ جو میں نے ابھی تمہیں بتایا نہیں۔
عمران نے جواب دیا۔“

”وہ کون سا پہلو ہے۔“ جو لیا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”تمہارا ہاؤس میری طرح ہی عقلمند ہے۔ اس نے یہ پلاننگ سمجھ
مجھ کو کی تھی۔ یہاں ناراک میں پاکٹ سائیکرٹ ممدوس کے خاندان کی

جواب دیا۔

”اندر۔ وافر میں باس۔ میں اطلاع کرتا ہوں۔“ کاؤنٹر میں
چیری نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ ادا اللہ کہ تیر کی طرح کاؤنٹر
کے ساتھ موجود ایک ماہاری میں دوڑنا چلا گیا۔

”نادام۔ یہ ہمارا خاص اڈہ ہے۔ اس کا مالک برٹ ایگل گروپ
کا خاص معتقد ہے۔“ براؤن نے مسکرا کر بیگی سے مخاطب ہو کر کہا۔
بیگی نے اُسے چونکہ منع کر دیا تھا کہ وہ نادامک میں اس کا صرف اپنے
ادست کی حیثیت سے ہی تعارف کرائے۔ اس لئے براؤن کے لہجے میں
مؤدبانہ پن کی بجائے بے تکلفی کا عنصر نمایاں تھا۔

”میں نے محسوس کر لیا ہے۔“ بیگی نے سہجائے ہوئے
جواب دیا۔

”اُسی لمحے ماہاری میں دوڑتے ہوئے تھیلوں کی آوازیں سنائی
دیں۔ ادا دوسرے لمحے ایک پشم پشم گینڈے جیسے جسم کا مالک
آدی بے ستارشا بھاگتا ہوا نمودار ہوا۔ وہ تیر کی طرح براؤن کی طرف بڑھا۔
”اڈہ باس۔ آپ۔ آپ آگئے۔“ دیر ہی گڈ۔ اب اس بی۔ گروپ
کو پتہ چلے گا کہ جوان کسے کہتے ہیں۔“ اس گینڈے نما آدمی نے
بے ستارشا ہاتھ دتے ہوئے کہا۔

”بی۔ گروپ۔ کیا کچھ رہے ہو۔“ براؤن نے بڑی طرح چونکتے
ہوئے کہا۔

ادہ بی۔ گروپ کا نام سننے ہی بیگی بھی بے اختیار اچھل پڑی۔ کیونکہ
مہنری نے اُسے بی۔ گروپ کو ہی تلاش کرنے کی ہدایت دی تھی اور

بلیور جو بڑے بار کا مین گینٹ کھول کر جیسے ہی براؤن بیگی کے ساتھ
اندھا داخل ہوا۔ بار میں موجود ہر شخص اس بڑی طرح چونک اٹھا جیسے اس
کسی بھوت کو دیکھ لیا ہو۔ بار میں گونجنے والے تھیلے اور سرگوشیاں
یک لحظہ ستم گئیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے بار بل بل پر کسی جادو گرنے جا
کی چھتری گھما کر سب کو بے جان بتوں میں تبدیل کر دیا ہو۔ بیگی بھی براؤن
کی یہ دہشت دیکھ کر مسکرا دی۔

”اُسی لمحے کاؤنٹر کے پیچھے گھڑا ہوا ایک گنجا سا خنڈہ کبلی کی سی تیز
سے اچھلا ادا کاؤنٹر کی سائڈ سے نکل کر بھاگتا ہوا براؤن کی طرف آ
ادہ اس کے سامنے تقریباً دو گونج کے بل جھٹک گیا۔

”بب۔ بب۔ باس۔ آپ۔ آپ۔ آپ کہاں چلے گئے
باس۔“ کاؤنٹر میں نے انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا۔
”برٹ۔ کہاں ہے چیری۔“ براؤن نے مسکراتے ہوئے

یہاں آتے ہی پی۔ گر وہ پ کا نام سامنے آ گیا تھا۔

”یس باسن۔ یہاں نادرک میں اس لئے گر وہ نے ایک اودھم مچا رکھا ہے۔ اب تک چار کلب تباہ ہو چکے ہیں جن میں سے ایک میرا کلب جو زینت کلب بھی ہے۔ وہ ہر روز ایک نئے کلب میں جا دھکتے ہیں۔ اور پھر وہاں ایک قیامت ٹوٹ پڑتی ہے۔“ برٹ نے کہا۔

”اوه اچھا اب میں آ گیا ہوں۔ دیکھتا ہوں کہ یہ کون لوگ ہیں۔“

برماؤن نے منہ ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”آئیے باسن۔ دفتر میں تشریف لائیے۔“ برٹ نے خوشامدانہ ہلچل میں کہا۔

”نہیں۔ ہم یہاں ٹال میں ہی بیٹھیں گے۔ رمیز علیہہ گواؤ۔“

برماؤن نے سخت ہلچل میں کہا۔

اور برٹ نے سہ جلاتے ہوئے دیڑوں کو احکامات دینے شروع کر دیئے۔ اور پھر چند لمحوں میں ہی ٹال کے ایک کونے کو خالی کر لیا گیا۔ اور برماؤن اور جیکی اس طرف بڑھ گئے۔ برماؤن نے باہر موجود کلبوں کو بھی بلانے کی ویٹر کو ہدایات کیں۔ اور چند لمحوں بعد اس کے آٹھ ساتھی بھی اندر داخل ہوئے اور انہیں برماؤن کی ہدایت پر علیحدہ بٹھا دیا گیا۔

”یہ تو بڑا اچھا ہوا کہ پی۔ گر وہ کو زیادہ عکاسش کرنا نہیں پڑا۔“ جیکی نے کرسی پر بیٹھتے ہی مسکرا کر کہا۔

”یس مادام۔ وہ خود ہی سامنے آ گئے ہیں۔ یہ اچھا ہوا۔ لیکن

آپ نے تو کہا ہے کہ ان سے معلومات حاصل کرنی ہیں اس کا مطلب ہے انہیں زندہ پکڑنا ہوگا۔“ برماؤن نے کہا۔

”سامنے گر وہ کو پکڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ ان کے سربراہ کو پکڑنا ہی کافی ہے۔“ جیکی نے ویٹر کے لئے ہونے جا م کو اٹھا کر منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔

اور برماؤن نے اطمینان بھری انداز میں سہ جلاتے اور سامنے رکھی ہوئی بوتل کو اٹھا کر براہ راست منہ سے لگا لیا۔ چونکہ کلب کے ویٹر جانتے تھے کہ برماؤن کس قدر بلا نوش ہے۔ اس لئے وہ ہمیشہ اس کے سامنے سالم بوتل ہی لاکر رکھتے تھے۔ جب کہ جیکی کے لئے علیحدہ جام لگایا گیا تھا۔

ٹال میں دو بارہ بات چیت کا سلسلہ چل نکلا تھا۔ لیکن اس بار تاخیر دہی سی تھیں۔ کیونکہ وہاں موجود تقریباً سب لوگ ہی ایگل گر وہ اور خاص طور پر برماؤن کے متعلق اچھی طرح جانتے تھے کہ وہ کس قدر مستقل مزاج اور تھپتھپ آدمی واقع ہوا ہے۔ ذرا سی بات پر وہ آدمی کو یوں مار ڈالنے کا عادی ہے جیسے انسان کی بجائے کسی کتھی کو کھل دیا جائے۔ تقوڑی دیر بعد ٹال کا دروازہ کھلا اور ایک عورت ادرا اس کے ساتھ چھ مرد ٹال میں داخل ہوئے۔ ان سب کا انداز ایسا تھا کہ واضح طور پر معلوم ہوتا تھا کہ ان کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے۔ ایک نوجوان مرد اور عورت آگے آگے تھے جب کہ باقی پانچ افراد ان کے پیچھے تھے۔ عورت کے ساتھ آنے والا مرد یوں آکھین جھپکا جھپکا کر ٹال کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ زندگی میں پہلی بار کسی کلب میں آیا ہو۔ جیکی کی نظر میں

جیسے ہی اس پر بڑیں وہ ایک لخت چوہک بڑھی۔ اس کی آنکھوں میں ایسے انزات ابھر آئے تھے جیسے وہ کسی مذنب کا شکار ہو۔

”کیا بات ہے مادام۔ کیا آپ اسے جانتی ہیں؟“ برادرنے مادام کو اس حالت میں دیکھ کر نہ صرف چوہک کر پوچھا بلکہ وہ بھی غور سے آنے والے گروپ کو دیکھنے لگا۔

”جانتی تو نہیں ہوں۔ بس اسے دیکھتے ہی اچانک میرے ذہن میں ایک ادو آدمی کی جھلک ابھری تھی۔ قدر و قیمت ذہنی ہے۔ آنکھیں بھی وہی ہیں۔ پھرے پر موجود احمقوں جیسی کیفیات بھی وہی ہیں۔ لیکن پہرہ ادو ہے۔ ادو دوسری بات یہ کہ وہ شخص تو ہر چکا ہے۔“ جیکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

وہ گروپ اب ان کے قریب ہی موجود خالی میزوں کی طرف بڑھا۔

”یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں۔ اپنے انداز سے تو زیر زمین دنیا کے لگ رہے ہیں۔ میں بھی مقدماتی لوگ۔ لیکن میں نے انہیں پہلے کبھی دیکھا نہیں۔“ برادرنے منہ جاتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے اس عورت کے سامنے مرد نے میز پر زور زدوں سے کے مانے شروع کر دیئے۔ اس کا انداز بالکل گنواروں جیسا تھا۔

”اوہ سے کہاں ہر گیا ہے ویٹر۔ یہ بار بے باک بھنگڑ خانہ“

اسن آدمی کی تیز آواز گونجتی ہوئی آواز ستانی دی اور بال میں موجود ویٹروں کے ساتھ ساتھ باقی افراد بھی بڑھی طرح چوہک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ جب کہ اس آدمی کے باقی ساتھیوں کے پہروں پر بھی جی مسکراہٹ تھی۔

میں سدا۔ ایک ویٹر نے تیزی سے اس کے قریب پہنچے ہوئے

کہا۔ یہاں سرگرمی کچھ ہے۔ لیکن یہ تو باب ہے۔ ادو میں نے سنا ہے کہ برادرنے کھانے کی بجائے صرف پینے کی چیزیں لٹی ہیں۔ کیوں میگی؟

اسن آدمی نے قریب بیٹھی اس عورت سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جو اب لادو سب کے لئے۔ اس عورت نے اس آدمی کی بات کا جواب دینے کی بجائے ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔“

ادو ویٹر کو کھانے کا لفظ سنتے ہی یوں پیچھے ہٹا جیسے آگ سے بچنے کا طریقہ کرنا گنا گیا ہو۔ وہ اب قدم سے دہشت بھری نظروں سے انہیں دیکھنے لگا۔

”سنا نہیں رہے تھے۔ یا ہتھاری گروہ کنہ عموں سے آگے فکر نہیں سمجھانے اس آدمی نے ایک باہر پھر میز پر زور دیا کہ مانتے ہوئے کہا۔“

”یہ۔۔۔ اس کی یہ حرکت کہ میری موجودگی میں اس طرح رعب ڈالنے“

برادرنے اگھڑے ہوئے بیچ میں کہا۔ اور کسی سے اچھل کر کھڑا ہوا۔

”بیڑہ جاؤ برادرن۔ اس طرح خواہ مخواہ ہنگامے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں حسب سے پہلے اس پی۔ گروپ کو تلاش کرنا ہے۔“ جیکی نے تیز پہلے

میں کہا۔

”مادام۔ یہ میری تو جن سے کہ میری موجودگی میں کوئی ایسا رویہ اختیار کرے۔ آپ دیکھ رہی ہیں کہ سب لوگ میری طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔“

برادرن نے ہونٹ بیٹھنے سے کہا۔

اسی لمحے راجہ راجی سے برٹ نروار ہوا۔ ادو پھر وہ تیزی سے قدم اٹھاتا

برادرن کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے انداز میں عجیب سی دہشت تھی۔ برادرن

اُسے اپنی طرف آتا دیکھ کر دوبارہ کہہ کر پیش کیا۔ ادھر میٹر نے کوکو کو لاکھی نہیں لاکر لئے آئے داؤں کے سامنے رکھ دی تھیں۔

”بب۔۔۔ باس۔۔۔ بی۔۔۔ گرد پ جو سکتا ہے۔ یہ لوگ جہاں بھی جلتے ہیں کوک ہی مانگتے ہیں۔ اور ہمیشہ ان کے ساتھ ایک عورت بھی ہوتی ہے۔ اور ہر بار ان کی مشکیں مشقت ہوتی ہیں۔“ برٹ نے قریب آ کر دیکھے بلے میں نئے آنے والوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہماؤن سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور برٹ کی بات سن کر یہی اور ہماؤن دونوں ہی چونک پڑے۔

”اوہ اچھا۔۔۔ میں دیکھتا ہوں۔۔۔ ہماؤن نے تیز چلے میں کہا۔ اور پھر تیز شروع کر دیا تھا تو وہ اس آدمی کی طرف بڑھ گیا جس نے میٹر پر کے مارے تھے، کھڑے ہو جاؤ یہی کے پیچھے۔ تمہیں معلوم نہیں کہ کیا ایگل گروپ کا کلب ہے۔ اور تمہیں یہ جرات کیسے ہوتی کہ تم ہماؤن کی موجودگی میں اپنی آواز نکالو۔ ہماؤن نے قریب پہنچ کر دھڑکتے ہوئے کہا۔

اور کلب میں موجود ہر شخص کے چہرے پر اب ایسے تاثرات نظر آنے لگے جیسے انہیں ان نئے آنے والوں پر رحم آ رہا ہو۔

”ایگل۔۔۔ اے باپ رے۔ ایگل تو بڑا نمونہ ٹاک پرنڈ ہے۔ ال لیکن وہ تو پہاڑوں میں رہتا ہے کلب میں تو کسے وغیرہ رہتے ہوں گے۔ اس آدمی نے ہرے تو فروہ انداز میں ہنکاتے ہوئے کہا۔

لیکن دوسرے نے وہ کبھی کسی تیزی سے ایگل کو ایک طرف ہٹا۔ اور ہماؤن جس نے اس پر ہاتھ پھوڑ دیا تھا اپنے ہی زور میں گھوم گیا۔

”واہ واہ۔۔۔ انما تو واقعی مقلوب جیسا ہے۔“ اس آدمی نے کہا۔ اور پھر ہماؤن گھومتا ہوا جیسے ہی سیدھا ہوا بل زوردار تپش کی آواز سے

ترجیح اٹھا۔ اور ہماؤن بڑی طرح حیرت ہوا اچھل کر کھینچلی میڑوں پر چھگرا۔

”باکس باکس آ رہا ابھی عکاب جیسی ہی ہے۔ وہی چیز ہے۔ باکس وہی اس آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ہماؤن کے ساتھیوں نے کبھی کی سی تیزی سے دیوانو بھگائی لئے۔ تب جاؤ۔ ابھی ہماؤن کے بازوؤں میں اتنا دم ہے کہ اس پر سی کا لڑکر کے۔ میں بے شبہی میں مارا گیا ہوں۔۔۔ ہماؤن نے کس سخت لڑکر چیتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ بڑی طرح گڑھا ہوا تھا۔ ایک گالی پراھیوں کے نشانات ابھر آئے تھے۔

”ہماؤن ایگل۔۔۔ واہ۔۔۔ یہ تو بڑی نایاب نسل ہے۔“ اس آدمی نے اسی طرح بڑے مطمئن انداز میں ہماؤن کا منھکا اڑاتے ہوئے کہا۔

بل میں موجود افراد اس دستانہ کو تیزی سے دیکھاؤں کے ساتھ چھٹ گئے تھے اور وہ میٹر نے یوں کبھی کی سی تیزی سے میڑوں کو سیاں چھٹا شروع کر دی تھیں جیسے اسی بار میں آگ لگنے والی ہو۔ اور وہ اس سے پہلے اپنا فخر بچا لینا چاہتے ہوں۔ ہماؤن کے ساتھیوں کی طرح اس آدمی کے ساتھیوں نے بھی دیوانو نکال لئے تھے۔ لیکن وہ خاموش تھے۔

”سنو۔ کیا تمہارا تعلق بیگروپ سے ہے۔“ ہماؤن نے ہونٹ کھٹے ہوئے کہا۔

”واہ۔۔۔ ہماؤن ایگل تو بڑا خیر دار پرنڈ ہے۔ واقعی میرا تعلق بیگروپ سے ہے اور میں بی۔ ایس ہوں۔“ اس آدمی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”نکھرو۔۔۔ لوٹنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے بات کرنے دو“

جیکی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
"دوسری۔ اورے نہیں من گئی۔ وہ قسم۔ پی۔ ای۔ یون نے مزہ
ہوئے میگی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سورہی من جیکی۔ تم نے واقعی قسم کھائی ہوئی ہے کہ جب تک
زیچھے سے رقم نہیں آئے گی صرف کوک پیس لگے۔" میگی نے کہا۔
جلتے ہوئے کہا۔

"اور کے جیسے آپ کی مرضی۔" جیکی نے سہ جلتے ہوئے
کہا۔
"آپ نے اپنا نام نہیں بتایا۔" جیکی نے غور سے میگی کے ساتھ
دیکھتے ہوئے کہا۔

"نام۔ دو اصل میرے والدین فلسفی قسم کے لوگ تھے۔ اس لئے
کے کافی ہی نہیں ہیں۔ میں ان کا اکٹو تاج پچھوں۔ اس لئے وہ مجھے بن مشر
کے نام سے پکارتے ہیں۔ آپ کا نمبر کوئی سلسلہ میں۔" اس آواز
منہ پتاتے ہوئے کہا۔

"میرا نمبر نہیں نا ہے۔ مشر فون۔" جیکی نے مسکراتے ہوئے
"اچھا۔ من جیکی۔ ہمیں اجازت دیجئے۔ یہاں بھگڑے کی وجہ سے
موت آؤں جو گیس ہے۔" میگی نے ایک تخت اٹھتے ہوئے کہا۔
"کہاؤ کہ اپنی رہائش گاہ کو بتا دیجئے تاکہ پھر کسی وقت ملاقات کی
جیکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہاں میں وہ رہے ہیں لیکن اب رقم ہو گئی ہے تو فلاں
اور سستے ہوئی میں شٹ ہو جائیں گے۔ گڈ بائی۔" میگی نے جلیبی

لہذا اٹھ کر دفنانے کی طرف بڑھ گئی۔ اور وہ مشر فون بھی سہ جلتا ہوا
پس بیچے جل پڑا۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو بھی اشارہ کیا اور وہ بھی
لوکان کے پیچھے جل پڑے۔ ان میں سے ایک نے جیب سے ایک

نکال کر میز پر پھینکی اور اس ٹرے کے نیچے ڈبا دیا تھا۔
نی۔ گر وہ پتے من جیکی۔ میں ان کا تعاقب کرنا چاہتی ہے۔
ان کے دو جلتے ہی ہونٹ پھینچ کر کہا۔

"پھر پتہ ہر کوئی آدمی موجود ہو تو اسے پیغام بھیجو اور کہہ
کہہ کر سے میں جیت پاس کو ایک فون کروں۔ مجھے ایک اور نمک جو
جیکی نے جلدی سے کہا۔ اور اٹھ کر تیزی سے ہال کی ایک
تین میں موجود پینک کال باؤس کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ اس کے چہرے

تہ پر جس کے آٹھ نمایاں تھے۔
اس نے جلدی سے سیور اٹھایا اور اسکے ڈال کر نمبر گھمانے مشر فون
پس۔ ہنری ایشنگ۔" چند لمحوں بعد ہی ہنری کی حیرت بھری
دماغی دہی کیونکہ ہوا و ماست فون کال جیسے گواہ زمین گہم کی جاتی تھی۔
جیکی بول رہی ہوں ہنری۔ ناماک سے۔ ایک اہم نمبر ہے ہتھامے لئے۔
جکی نے تیز تیز بولے ہیں کہا۔
کیا نمبر ہے۔ تفصیل سے بات کرو۔" ہنری نے چونکتے ہوئے

کہا۔
"یہاں میں نے پی۔ گر وپ کو تلاش کر لیا ہے۔ یہ ایک عورت اور چھ
اولاد پر مشتمل ہے۔ لیکن سوائے اس عورت کے باقی سب میک اپ

اپنے

یہ کیا پکڑ چلا تا چاہتا ہے۔ میں تو نہیں سمجھی۔ وہ بی۔ گروپ میں کرنا گراں
 کے مہلوں میں اور ہم چچا پھر رہا ہے تو اس سے نہایت گوار فرمایا کیا اثر پڑ سکتا
 ہے۔ جسکی لئے منہ ملتے ہوئے کہا۔

"تم اس کی ذمہ داری کو نہیں سمجھتیں۔ وہ انتہائی گھبراہٹی ہے۔ اب میں
 تمہیں بتانا چاہوں کہ اس نے کیا پکڑ چلا رکھا ہے۔ اور وہ کیا چاہتا ہے۔
 اس نے کسی طرح میں کو اڑا کر فرنگیوں کی طرف سے دھوکا دیا ہے۔ اس
 کے بعد کفر پیش کے لئے اس نے مجھے کال کیا اور مجھے یہ پکڑ دیا کہ وہ

ترہی کا کوئی نفعہ گروپ ہے۔ اب سنا ہے میں اس گروپ کا کھوج
 لگنے کی کوشش کروں گا۔ اور اس نے معلوم کر لیا جو گا کہ ہم نے
 ہیڈ کوارٹر اڈین کر دیا ہے۔ اور ایگل گروپ کو جو کہ اس سے پہلے ٹاڈاک کا
 خاصا مشہور گروپ ہے۔ وہاں حفاظت کے لئے بولا ہے۔ اب اگر وہ

براہ راست یہاں ہیڈ کوارٹر میں آجائے تو اس کی نشاندہی تو ڈانا ہو جائے گی۔
 اس لئے اس نے بی۔ گروپ کا ادھم بھائی ہے کہ ایگل گروپ کو اس کی
 اطلاع دے گی اور خنڈوں کی معروف تفصیلات کے مطابق ایگل گروپ اپنی
 بیٹھت کو نظر سے میں دیکھ کر ڈانا اس کا مقابلہ کرے گا۔ اس طرح وہ

ایگل گروپ سلٹنے آجائے گا۔ اور وہ ایگل گروپ کے آڈینوں کو اٹھا کر کے
 خود ان کی جگہ لے لے گا اور انتہائی آرام سے ایگل گروپ کے روپ میں
 یہاں ہیڈ کوارٹر پہنچ جائے گا۔ اور ہم ان کی طرف سے مشکوک نہ ہوں
 گئے اور اس کے بعد ظاہر ہے اس کا ہیڈ کوارٹر میں داخل آسان ہو جائے

گا۔ ہنری نے واقعی انتہائی ذمہ داری سے کام لیتے ہوئے پونہ اسکیم
 سمجھ لی تھی۔

میں ہیں۔ اور سو۔ اس بی۔ گروپ میں اس عورت کا کرنا سا ساقی
 ہوا ہوا اس عمران حبیب نے جسے تم نے ڈیگورا کے ساتھ ملا کر
 تھا۔ وہی قدر کا سمت۔ وہی چہرے کے کشن۔ اور پھر وہ بھی ایک
 میں تھا۔ تم جانتے ہو کہ میک اپ کے سلسلے میں میری معلومات ادا
 کس قدر گہری ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ شخص جو اپنا نام مشرون بتا رہا
 دراصل وہ عمران ہے۔ جسکی نے قریب تر ہے میں کہا۔

"کیا کہہ رہی ہو جسکی۔ کیا تم حوش میں ہو۔ جب وہاں جا کر میر
 آدمی نے رپورٹ دی ہے کہ عمران ملاک ہو چکا ہے۔ پھر یہ کیسے ہو
 ہے کہ وہ زندہ ہو کر نہ صرف یہاں پہنچ جائے بلکہ وہ بی۔ گروپ میں کر
 ہیڈ کوارٹر میں ٹرانسپیر کال بھی کرے۔ ہیڈ کوارٹر کی مخصوص فرنگیوں
 ڈیگورا کو بھی معلوم نہیں تھی کہ اس نے ڈیگورا سے پہلے
 فرنگیوں کو معلوم کر لی ہوگی۔ ہنری نے تقریباً چھتے ہوئے جواب
 شاید اسے جسکی کی بات کا یقین نہ آ رہا ہو۔

"یقین کر دینا کہ دہرا رہی مرئی۔ بہر حال میری نظریں دھوکا نہ
 سکتیں۔ تمہیں میری ان مخصوص صلاحیتوں کا علم ہی نہیں ہے۔
 جہاں ملنے والے ہے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اگر تم اتنے دعویٰ سے کہہ رہی ہو تو پھر ایسا بھی سکتا
 عمران جیسے آدمی سے کچھ بعید نہیں ہے۔ اور اگر اس نے بی۔ گروپ
 چلا کر ٹرانسپیر کال کی ہے تو پھر یوں سمجھو کہ اسے ہمارے ہیڈ کوارٹر
 محل وقوع کا علم ہی ہو گیا ہے۔ اور اب اس کی ٹاڈاک میں موجود
 ہے کہ وہ ایک اور پکڑ چلا تا چاہتا ہے۔ ہنری نے تیز چلے ہیں

کہ دوں میرے آدمی انہیں چکریوں میں مسل فریں گے۔" شیریں نے کہا۔

"اسی نشانہ ہی کے لئے تو سامری گیم کھیل جا رہی ہے۔ میری بات فر سے سن لو۔ میں جیسے ہی بیورن بار سے باہر نکلوں گی وہ پارٹی میرا تقابیر کو مے لگی۔ اور جو سکتے تھے اغوا کرنے کی کوشش کرے۔ یہ معمولی سے جہد و جہد سے اغوا ہو جاؤں گی۔ تمہارے آدمی اس دور سفر سالے کی طرح ان کے پیچھے رہیں گے۔ جیسے ہی وہ مجھے اپنے کسی مرکز میں لے جائیں گے۔ میں انہیں ریڈ کاشن دونوں کی۔ اور تم اپنے آدمیوں سمیت ریڈ کر دینا۔" جسکی نے کہا۔

"مادام۔ اس میں آپ کے لئے خطرہ ہو سکتا ہے۔ اس پر دو گرام کو دوسری طرح نہ پورا کر لیا جائے کہ جیسے ہی وہ پارٹی آپ کا تقابیر کو ہم انہیں اٹھا کر لیں۔ اور پھر ان پر تشدد کر کے ان کا مرکز اور ان کے باقی آدمیوں کا پتہ معلوم کر کے ان کا خاتمہ بھی کیا جاسکتا ہے۔" شیریں نے جواب دیا۔ شیریں کا جواب بتا رہا تھا کہ وہ واقعی اس قسم کے کاموں کا ماہر ہے۔

"اوہ یس۔ یہ بھی ٹھیک رہے گا۔ لیکن پھر میرے خود سامنے آنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ تم ایگل گروپ کے لیڈر بھاؤں کو جلتے ہو۔" جسکی نے کہا۔

"یس، مادام۔ حضرت بھاؤں کو جبکہ اس گروپ کے سر آدمی کو جانتا ہوں۔ ایگل گروپ کو تو چھین باس منہزی نے ہیڈ کوارٹر طلب کر لیا ہوا ہے۔" شیریں نے جواب دیا۔

"ہاں۔ وہ دکان سے اپنے چند ساتھیوں سمیت میرے ساتھ یہاں پس آتا ہے۔ یہ پارٹی ایگل گروپ کی تلاش میں ہے۔ اور یہاں پورین میں ان کا کھراؤ ہو چکا ہے۔ بھاؤں نے اپنے نیکہ آدمی ان کے قریب میں بھیجے ہیں۔ لیکن وہ لوگ انتہائی عیار و جا لاک ہیں۔ اس نے شاید ہی ایگل گروپ کے آدمی ان کا پتہ حاصل کر سکیں۔ چنانچہ تم اپنے ذیوں سمیت بیورن کے سامنے پہنچ جاؤ۔ ایگل گروپ کے افراد میرے قریب جب باہر نکلیں تو تم ان کا تقابیر کرنا انتہائی نیکہ طور پر اس طرح سن پارٹی کی نشانہ دہی ہو جلتے گی۔ چنانچہ تم انہیں اغوا کر لینا۔" جسکی نے کہا۔

"ٹھیک ہے، مادام۔ میں خود دس آدمیوں کو لے کر زیادہ سے زیادہ دن منٹ بعد بیورن کے باہر پہنچ جاؤں گا۔ آپ کے پاس زبردستی ٹرانسپیرٹ ہو تو ہوگا ہی۔" شیریں نے کہا۔

"ہاں۔ میری ریٹ چارج میں موجود ہے۔" جسکی نے جواب دیا۔

"اوسکے۔ میں زبردستی پر آپ کو اطلاع بھی دے دوں گا۔ اور آئندہ کے لئے ہدایات بھی آپ زبردستی پر بھیجے دیں گی۔" شیریں نے جواب دیا۔

"اوسکے۔ اور سنو میں نے گولڈن اسکرٹ پہن رکھا ہے۔ اور میری سرخ دین ہے۔ میری نشانی ہے۔" جسکی نے کہا۔

"یس، مادام۔ ٹھیک ہے، ہم پہنچ رہے ہیں۔ آپ بے فکر رہیں۔" شیریں نے کہا۔ اور جسکی نے اوسکے کو بہتر دیکھ کر اٹھا اور بوتھ سے

اگر آپ جن کام کا عادی ہے۔ اس صورت میں ایک بھی زندہ نہ
 بچ جو۔۔۔ شیری نے مسکراتے ہوئے کہا اور برادرن بھی مسکا

کہہ کر دے۔۔۔ جیکی نے کہا۔

”جیسی آسان سی بات ہے۔ میں اس کو کوشی کے اندر ڈری رہوش کر
 نے والی تیس کے ہم پھینکیوں گا۔ اور اس کے بعد اندر داخل ہو کر
 نہیں آسانی سے لے لڑیں گے۔۔۔ شیری نے سر ہلاتے
 رہنے جواب دیا۔

”میرے گرد پ کا لارڈ ڈائن اس کے لئے بہترین رہے گا۔ دماغ
 ان کی جینین بننے والا دور دور تک کوئی نہ چوگا۔ اور پھر دماغ اذیت دینے
 کے سبب سامان موجود ہیں۔۔۔ برادرن نے جلدی سے کہا۔

”اوہ کادام۔ وہی تمہارا لارڈ ڈائن ہے ناں۔

ری نے پوچھا۔

”ٹان یا ٹیکل وہی۔ کیسا رہے گا۔۔۔ برادرن نے سر ہلاتے ہوئے جواب

”بانگی ٹیکل رہے گا۔ تھلی ٹھیک۔۔۔ شیری نے جواب دیا۔

”او۔۔۔ کے بھر چلو۔ میں برادرن کے ساتھ ہی رہوں گی۔۔۔ ٹان ایک بات کا
 بنال رکھنا۔ برکھے اسٹریٹ تک جاتے ہوئے تمہارے ایک دوسرے کی
 ٹرانس کوئی ہے۔ کیونکہ مجھے یقین نہیں آ رہا کہ وہ لوگ سیدھے یہاں سے
 گئے ہو گے جو سکتا ہے کوئی اور چکر انہوں نے چلایا ہو۔۔۔ جیکی نے
 کہا۔ اور انہوں نے کھڑی ہوئی۔

”برادرن کے آدمیوں نے اس پارٹی کی رہائش گاہ کا پتہ چلا لینے
 یہ برکھے اسٹریٹ کی کوئی عمارتوں میں موجود ہیں۔۔۔ جیکی نے
 کہا۔

”اوہ۔۔۔ دیر ہی لگے۔ پھر تو مسکراہٹ بالکل ہی آسان ہو گیا۔ اب آپ
 کیسا بنا جاتی ہیں ان کا خاتمہ یا ان کا اغوا۔۔۔ شیری نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔

”ختم تو سب نے ہی ہوتا ہے۔ لیکن ان میں سے ایک آدمی کو میں
 اپنے ہاتھوں سے مارنا چاہتی ہوں۔۔۔ جیکی نے چند لمحے خاموش
 رہنے کے بعد کہا۔

”مادام۔ ایک آدمی کی مجھے اجازت دے دیجئے۔ میں نے اس
 سے تعظیم کا انتقام لینا ہے۔۔۔ برادرن نے موہ دیا۔۔۔ جیکی نے کہا۔

”اسی آدمی کی تو میں بات کر رہی ہوں۔ بہر حال تمہیں انتقام کا پورا
 موقع دیا جائے گا۔ میں نہیں چاہتی کہ تمہارے دل میں کوئی حسرت
 رہ جائے۔۔۔ جیکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور برادرن نے سر ہلا دیا۔

”اسی صورت میں تو مادام انہیں پہلے بے بس یا اغوا ہی کرنا پڑے
 گا۔۔۔ شیری نے جواب دیا۔

”ٹان۔ ایسا ہی ہونا چاہیے۔ تم لوگوں نے انہیں اغوا کر کے
 دماغ سے کسی محفوظ مرکز پر لے جانا ہے۔ تاکہ وہاں ہم دلی کھول کر
 ان سے انتقام لے سکیں۔۔۔ جیکی نے کہا۔

”تو پھر برادرن کے گرد پ کی کیا تے مجھے کام کرنے دیجئے۔ برادرن

بیٹھ رکھتی ہے۔ — عمران نے کہا

— یکن بکریا کو روگے تم تو اچھل گرو پ کو تھا مشق کر رہے تھے۔ اب
واپس کیوں جا رہے ہو۔ — جو یاس نے سر جھٹاتے ہوئے کہا۔

میں نے بکری کی نظروں میں ایک خاص بات مامک کی کہی ہے۔ یوں لگتا ہے
جیسے وہ مجھے میری اصل حیثیت سے پہچانتی ہو۔ اور یہ مسئلہ سب سے بڑھتا
ہے۔ اب مجھے بکری کو ٹھونسا ہوگا۔ اور بکری کا انا زبیرا بڑے کہ وہ بھی جہانی
ہی تلاش میں تھی چنانچہ اب یہ کہنا ہے کہ پتے ہم سب سیدھے برسے
اسٹریٹ جاہیں گے تاکہ تعاقب کرنے والے انہیں چارہ ایتھریٹا سکیں

عمران نے سر جھٹاتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت تک پارکنگ میں بیٹھ چکے
تھے چنانچہ چند لمحوں بعد وہ اپنی کولے کی کلاہوں میں بیٹھے برسے اسٹریٹ
کی طرف چل پڑے۔ سب سے آگے عمران کی کلاہ تھی۔ جو یاس اس کے
ساتھ ہی تھی۔

— وہ چوں پہنچ کر کیا ہوگا۔ — جو یاس نے چند لمحے خاموش رہنے کے
بعد پوچھا۔

— ناشادی ہوگی یا نہ ہوگی۔ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور
جو یاس نے اپنا کمر نہ منسٹر کی طرف کولیا۔ اُسے عمران کی اس الٹ پھیر پر غصہ
آ رہا تھا کہ خود ہی ایک مشن بنا لے۔ اور جب اس کے پورے ہونے کا
وقت آتا ہے تو خود ہی اُسے چھوڑ کر دو سرے پکڑ میں پڑ جاتا ہے۔

برسے اسٹریٹ کی کوٹھی میں پہنچے ہی عمران نے چانگ بند کرنے کا حکم
دیا۔ اور پھر ان سب کو لے کر وہ بڑے گھر سے چل پڑ گیا۔

اب میری بات غور سے سن لو۔ اب ہم نے ان لوگوں کو ٹریپ کرنا ہے

— تمہارے حاسد کا کوڈ کیوں دیا تھا۔ کیا تم ان سے ڈرتے
تھے۔ — بیورن بار کے مین گیٹ سے باہر نکلتے ہی جو یاس نے
انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ کیونکہ عمران نے پہلے تو پی ٹی وی کے گروپ کا
کر دیا تھا لیکن جب وہ لڑکی درمیان میں کودی تو عمران نے جو یاس کی ہار
اشارہ کر کے ہوتے ہوتے مخصوص کوڈ دہرا دیا کہ بیٹے حاسد قسم کی ٹوکری ہے
اس کو ڈاکا مطلب یہی تھا کہ جو یاس تو نا عمران کی بات کو الٹ دے گا
جو یاس کو ڈنٹتے ہی بی۔ گروپ والے اعلان سے مکر گئی۔

اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ آخر عمران اس طرح کیوں مکر گیا ہے۔
مجھے سب سے زیادہ نکر وہ ہیں میں کہ ان کو لے جانے کی تھی
وہ بکری بالکل بہتاری قدر و قیمت کی ہے۔ اور جس طرح وہ درمیان
میں ٹپکی ہے اور ہماؤن اقبیلہ کھانے کے باوجود جس طرح اپنے آپ
کٹر دل کو گریا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ بکری ہمیشہ کو لڑتی ہیں اور

پر پہنچی اس خفیہ راستے کی وجہ سے ہی کہ ایسے پرلی ہوئی تھی۔ ورنہ اس نے
اسی اڈہ الغرثہ فادوس ہی بنایا تھا۔ ایک لحاظ سے یہ کوٹھی پنی۔ گرد پ کہہ سکتا ہے۔

روڈ پر پہنچتے ہی وہ تیز تر قدم اٹھانا ایک سینما فادوس کی طرف بڑھ گیا۔ جو
قریب ہی موجود تھا۔ اس کے ساتھ جنرل یا کونگک میں اس نے ہنگامی موجودگی
کے لئے ایک کار کو بھی جونی تھی اور اس وقت وہ اسی کار کی طرف ہی بڑھ
پڑا تھا۔ چند لمحوں بعد اس نے کار بڑھانے سے باہر نکالی اور آہستہ دھڑانا
پروا کوٹھی کی دوسری سائڈ پر موجود کھینے کی طرف بڑھ گیا۔ کار اس نے ایک
سائڈ پر رکھی اور اتر کر بڑے اطمینان سے اندر داخل ہوا۔ اس نے
تقاب میں آنے والی نیلے رنگ کی کار کو دیکھا تو جب وہ
کھینے کے لالی میں داخل ہوا تو اس کے ہون پر مسکراہٹ دیکھنے لگی۔ انجیل گویا
کے آدمی کو جو اس نیلی کار میں تھا کہ دست پر کھڑے دیکھا وہ کاؤنٹر گول سے کچھ
کہہ رہا تھا۔ عمران بڑے اطمینان سے چلتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔
کاؤنٹر گول سے نیلی فون اس آدمی کی طرف بڑھایا اور عمران کی طرف متوجہ
ہو گیا۔

میں نے بھی فون کرنا ہے۔ یہ صاحب کر میں میں انتظار کر لیتا ہوں
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کاؤنٹر گول سے ہٹا کر دوسرے
گاہکوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔

میں بائیں میں گارڈ رول رہ ہوں۔ وہ ہیکل اسٹریٹ کی کوٹھی پر
دوسریں میں گئے ہیں۔ اس آدمی نے وہ بے بیٹے میں کہا۔ جسے کسی اور
کو نہ ماننا چاہتا ہو۔ نیکی نظر ہے عمران کے کان اسی طرف تھے جو تھے تھے۔

تاکہ ان کے میک اپ میں ہم ہیڈ کو اڈر پہنچ سکیں اور لانا وہ ہمیں ڈریپ
کی کوشش میں ہیں۔ میں نے ان کے دو آدمی چیک کئے ہیں۔ سفید اور
نیلی کار والے وہ یہاں تک ہمارے تعاقب میں آئے ہیں۔ اب وہ
پریدہ کریں گے۔ اس لئے اب فریقہ کا یہ جوگا کہ آپ یہاں سے اپنا سر
سامان اٹھا کر خفیہ راستے سے باہر نکلیں گے اور الغرثہ فادوس پہنچ جائیں
وہاں پہنچتے ہی آپ لوگوں سے نیا میک اپ کر لینا ہے۔ میں یہاں پہ
نکل کر ان کی گمانی کر دوں گا۔ اور پھر ان کا ٹھکانہ چیک کر کے ان پر ہم
گئے۔ میں زید و دیکس پر تم لوگوں سے رابطہ قائم کر دوں گا۔ عمران
کہا۔ اور تیزی سے اپنا کوٹ اٹارنے لگا۔ اس نے کوٹ اٹار کر اسی
اور پھر اپنا اس طرح کوٹ کا ڈیزائن کیس بدل گیا۔ اس کے بعد اس
جب سے ریڈی میڈ میک اپ کا سامان نکال کر آئے تھوڑوں اور منہ
نٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اس کے چہرے
سافٹ کیس بدل گئی تھی۔

کایں یہیں رہیں گی۔ جو لینے پوچھا۔

ہاں۔ کرایہ کی کایں ہیں۔ بعد میں فون کر دیں گے۔ کپنی کے آ
خود سے جائیں گے۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور تیز
سے اندر ہی گھر کے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں سے خفیہ راستے کا دروازہ
باقی ساتھی تیزی سے سامان بیٹھنے میں مصروف ہو گئے۔

عمران خفیہ راستے میں سے تقریباً دوڑتا ہوا بیرونی دروازے تک پہنچ
اور پھر جب وہ اس دروازے سے باہر نکلا تو وہ دو گھنٹوں دور تھا۔ وہاں
گھوم کر وہ تیز تر قدم اٹھانا بائیں میں روڈ کی طرف آ گیا۔ عمران نے خاص

یہیں باس۔ وہ سیدھے بار سے وہاں گئے ہیں اور ابھی تک اندر ہیں۔ ٹومنگرائی کر رہا ہے۔ گارنر نے کہا۔ اب پھر دوسری طرف سے بات سننے لگا۔ دوسری طرف سے آنے والی آواز گاہکوں کی بات چیت کی وجہ سے عمران تک پہنچ پاری تھی۔

”نہیں باس۔ اس کو بھی کے عقب میں کوئی گئی نہیں ہے۔ دوسری کوٹھی کا عقب اس کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ صرف اونٹ کا راستہ ہے۔ گارنر نے کہا۔“

”تھکیا ہے باس ہم دونوں خیال رکھیں گے۔“ گارنر نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رسی چور رکھ کر وہ واپس مڑا۔ اور دوڑانے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پلٹ کر عمران یا کسی اور طرف دیکھنے کی ضرورت نہ سمجھی۔ اور عمران سمجھ گیا کہ ایسے کاموں میں یہ لوگ بالکل ہی اناڈی سیدھے سادھے مارا دھاڑتا پنج بجرم ہیں۔

”پلیز۔ ایک ڈالر مجھے۔“ کاؤنٹر گمبل نے فون فارغ ہوتے ہی عمران کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

اور عمران نے بڑے مٹھنسی انداز میں جب سیدھے پانچ ڈالر کا نوٹ ڈال دیا تو اس کی طرف جھکا دیا۔ اور پھر رسی چور اٹھا کر نمبر ڈال کر نئے نشہ رو کو دیتے۔

”یہیں۔“ ہارپر سپیکنگ۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”کھارو بول رہا ہوں۔ میرے آدھی پانچ گئے ہیں۔“ عمران۔ بڑے سادھے لہجے میں کہا۔

”نہیں جیسا بچہ۔ کیا انہوں نے آنسو ہے۔“ دوسری طرف سے ہارپر نے چونکے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ وہ دونوں پانچ رہے ہیں۔ خیال رکھنا۔“ عمران نے کہا۔ وہ سیدھے رکو دیا۔ ہارپر نامہ اک میں ایک ٹوکا نمائندہ تھا۔ اور چونکہ عمران نے اپنا کوڈ نام لگا کر رکھا ہوا تھا۔ افسر نے ڈاؤس ہارپر کو کسی اڈہ بتایا۔ اس نے عمران کے نام سمجھا کہ اُسے اپنے ساتھیوں کے پہنچنے کی اطلاع کر دے تاکہ کسی ایسی گوبلی صورت میں کام کو سنبھال سکے۔ بقایا رقم لے کر عمران اپس چل پڑا۔

ہارپر نکل کر اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ اور پھر قریبی بس سٹال کی طرف بڑھ گیا۔ گارنر نے بیٹی کا رین چھینا ہوا نظر آگیا۔ عمران نے ایک اخبار خریدا۔ اور اطمینان سے چلتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن کار میں بیٹھے کی بجائے اس نے اخبار کار کے بوٹ پر پھینکا یا اور بڑے اطمینان سے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

ابھی وہ اخبار کے دو صفحے ہی پڑھ سکا تھا کہ اس نے دو کاروں کو کوٹھی کی چھار کے قریب رکتے ہوئے دیکھا۔ ان کاروں میں سے چار افراد باہر آئے۔ لیکن نئے لوگ تھے۔ بیوروں میں انگل گروپ کے آدمیوں میں سے تھے۔ کیونکہ وہاں براؤن کو کھڑے رکھنے کے بعد اس کے ساتھیوں نے چونکہ دواؤں نکالے تھے اس لئے عمران انہیں پہچانتا تھا۔ عمران کی کار ایک ساتھی پر چڑھنے کے ساتھ ساتھ ایک ورنڈت سی اوٹ میں تھی اس لئے عمران اطمینان سے کھڑا انہیں دیکھتا رہا۔ لیکن انگل گروپ کے افراد کی بجائے

نئی کوک ٹاڈا اسکے شہروں کی یہ عبادت تھی کہ وہ صرف اپنے کام سے
ام رکھتے تھے۔

شیرزی اور اس کے ساتھی خاموشی کھڑے رہے۔ شیرزی نے اتھاٹا لگا کر کلائی
بندھی چھری پر وقت دیکھتا رہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد اس نے اپنے ایک
ہاتھی کو اشارہ کیا تو وہ کسی بندک طرح اچھل کر پہلے کار کی چھت پر چڑھا۔
وہ دوسرے ٹھے وہ دیوار پر چڑھ کر دوسری طرف کود گیا۔ اس کے
بعد ظاہر ہے بھاگ بھاگ کھٹنا تھا چنانچہ بھاگ کھٹلا اور شیرزی اور اس کے
ساتھی اندر داخل ہو گئے۔ ان سب کے ہاتھ اپنے اپنے کوٹ کی بیڑوں میں
تھے۔ اوسے حد تک نظر آ رہے تھے۔

عمران ان کی ساری گیم سمجھ گیا تھا کہ وہ انہیں بے ہوش کرنے کے
بجاء خاموشی سے شہر کو ناچاہتے تھے یا پھر ان کو ناچاہتے تھے۔ لیکن براتون
اور بیکی کی بجائے شیرزی کو بیوں بھیجا گیا ہے۔ یہ سوال ابھی حل نہ ہو رہا تھا۔
لیکن ظاہر ہے یہاں کھڑے کھڑے تو وہ صرف سوچ ہی سکتا تھا۔

تقریبی دہ بجے وہ سب باہر نکلے۔ گو ان کے چہروں پر خاصی پریشانی
کے آثار نمایاں تھے۔ اور پھر عمران کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ سب کا دل میں
سوار چڑنے اور تیزی سے واپس مڑ گئے۔ گارنر بھی اپنی کار کی طرف گیا اور
پھر جیسے ہی اس کی کار واپس مڑی عمران نے ڈسے ٹمکتی انداز میں اعضاء
تہر کے کھلی سیٹ پر بیٹھ کر اندر کار میں بیٹھ کر اُسے واپس موڈ دیا۔ اب
وہ خاصا خاصا دے کر ان کا تعاقب کر رہا تھا۔ برنگے اسٹریٹ کے
دوسرے ٹوک پر شیرزی اور اس کے ساتھیوں کی کار میں ایک سائید پر موجود
چار گاڑوں کے قریب جا کر رکیں۔ تو عمران نے بھی ایک زید تعمیر عمارت کی

وہ تھے لوگوں کو دیکھ کر سوچنے لگا کہ یہ کون ہو سکتے ہیں۔ اسی لمحے ایک
کار بھی ان کے قریب آ کر ٹک گئی۔ اور اس میں سے ایک نابا تو لگا،
باہر نکلا۔ اور اُسے دیکھتے ہی عمران پہچان گیا کہ یہ ڈرنگن۔ رکا مکہ
شیرزی ہے۔ کیونکہ جی۔ مگر وہ بے جا کہ سب سے پہلے انہوں نے اسی باز
ادو ہم کیا تھا۔ اور شیرزی کی صفحہ رنے ابھی خاصی پٹائی کر دی تھی۔ یہ
کے باہر آتے ہی پہلے دو گاڑوں میں سے نکلنے والے جاڑوں افراد
کے قریب پہنچ گئے۔ اسی لمحے گارنر اپنی کار سے نکل کر تیز تیز
سڑک کو اس کے شیرزی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے شیرزی سے جا کر
بات کی تو شیرزی نے سر ہلایا اور اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا۔ اس
ساتھی واپس اپنی گاڑوں کی طرف دوڑے۔ اور انہوں نے
میں سے عجیب ساخت کی گئیں باہر نکالیں تو عمران کے ہوں پر
مسکراہٹ ابھرائی۔ ان گلوں کو دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ لوگ
دائے ہیں۔ یہ گئیں بے ہوش کر دینے والے شیٹوں کو وہ دیکھ
کے کام آتی تھیں اور دوسرے لمحے وہ سب افراد سوائے گارنر
کے اچھل کر گاڑوں کی بیٹوں پر چڑھے اور انہوں نے کوشی کے اندر
رنگ کو کسے فنا کر دیا۔ ٹھک ٹھک کی آوازیں ابھریں اور اس کے
وہ سب اچھل کر نیچے اتر آئے۔ انہوں نے گئیں واپس گاڑوں سے
رکے دیں۔
چوتھے برنگے اسٹریٹ ایک ایک ٹھک ٹھک رہا کوشی کا ٹوٹی تھی۔ اس نے
آمدورفت نہ ہونے کے برابر تھی۔ اور جو گاڑیں اس دوران وہاں
بھی آئیں تو انہوں نے ٹاڈا اسکے مخصوص کچھڑے مطابق کسی قسم کی

ساتھ میں کار روک دی اور نیچے اتر کر وہ دیوار کی اوٹ سے ان کا روک کی طرف دیکھنے لگا۔ اُس سے پہلے موجود کاموں میں برادرن اور چکی کی جھلک نظر آگئی۔ تو وہ سارا کھیل سمجھ گیا کہ جبکی اور برادرن نے خود سامنے اُ کی بجائے شیر جی کو اس لئے آگے کیا ہے تاکہ اگر کوئی کی نگرانی ہو رہے تو وہ نظروں میں نہ آئیں۔

مقوی دیر بعد جب تمام کار میں آگے بڑھ گئیں تو عمران نے وہ اپنی کار ان کے پیچھے ڈال دی۔ وہ بڑے محتاط انداز میں تعاقب کر رہا

”سارا کھیل تمہاری وجہ سے چوہٹ ہو گیا ہے۔ تمہارے آدمیوں کو پتہ ہی نہیں چلا اور وہ لوگ نکل گئے۔ اب ان کا ٹھونڈنا انتہائی مشکل ہو جائے گا۔“ جبکی نے بڑی طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت ایگل گروپ کے خاتمہ دلنے اڑے جسے لارڈ ٹاؤن کہا جاتا تھا موجود تھے۔ شیر جی بھی اپنے ساتھیوں کو واپس بھیج کر ان کے ہمراہ آ گیا تھا۔

”مادام۔۔۔ میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ ہم لوگ سیدھے سادھے کام کرنے والے ہیں۔ اگر آپ درمیان میں نہ آجاتیں تو میں ان لوگوں کو بار سے نکلنے ہی نہ دیتا۔“ برادرن نے شرمندہ سے ہلچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مادام۔ آپ ہمیں وقت دیں۔ میں انہیں تلاش کروں گا۔“

شیر جی نے کہا۔

”کیسے تلاش کرو گے۔ وہ لوگ میک اپ میں تھے اور وہ میک اپ

بدلت گئے ہیں۔۔۔ جسکی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔
 "انہوں نے یہ کوششیں کرائے ہوئی ہے۔ وہاں موجود کادین بھی کرایہ پر
 حاصل کی گئی ہیں۔ اس کمپنی سے کوئی ٹھیکریل سکتا ہے۔ معمولی سا ٹھیکری بھی
 مل گیا تو میں انہیں پانال سے بھی گیسٹ لاءن گا۔" شیریں نے کہا۔
 "اوه گڈ۔۔۔ واقعی یہ کیوں مل جائے گا۔ یقیناً مل جائے گا۔ لیکن مشہور
 میں پہلے چیف باس سے بات کر لوں۔" جسکی نے کہا۔
 "بالکل چیف باس سے آپ بات کریں۔ اس کے بعد جیسے حکم ہو ہم
 حاضر ہیں۔" شیریں نے کہا۔
 "براؤن۔۔۔ وہ کب ریٹائرمنٹ لے آؤ۔۔۔ جسکی نے براؤن
 سے مخاطب ہو کر کہا۔
 اور براؤن کھڑا ہوا اور کرسی سے اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔
 "مادام۔۔۔ ایک عرض کر دوں اگر اجازت ہو تو۔" شیریں نے براؤن
 کے کمرے سے جلتے ہی کہا۔
 "ہاں بولو۔ کیا بات ہے۔" جسکی نے چونکتے ہوئے کہا۔
 "مادام۔۔۔ اگر آپ حکم کریں تو براؤن اور اس کے ساتھیوں کو چاہے
 کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔" شیریں نے جواب دیا۔
 "چارے کے طور پر۔۔۔ وہ کیسے۔" جسکی نے اور زیادہ چونکتے
 ہوئے پوچھا۔
 "جہاں تک میں سمجھا ہوں مادام۔۔۔ وہ لوگ اسکل گروپ کی تاک ہیں
 ہیں۔ اگر ہم ان کی خفیہ نگہبانی کریں تو ان کا پتہ چل سکتا ہے۔" شیریں
 نے کہا۔

"ہاں۔۔۔ تمہاری بات درست ہے۔ ٹھیک ہے میں چیف باس سے بات
 کرنے کے بعد اس مسئلے میں کوئی جہاں بات دوں گی۔" جسکی نے سر
 ہلاتے ہوئے کہا۔
 "لیکن مادام۔ اس کا علم براؤن اور اس کے ساتھیوں کو نہ ہو۔ تب ہی بات
 بنے گی۔" شیریں نے دے پھینچ کر کہا۔
 "ٹھیک ہے۔ میں سمجھتی ہوں۔" جسکی نے آنکھیں چھپکا کر کہا۔
 اسی لمحے براؤن کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے لنگ ریٹائرمنٹ ٹرانسپیرینٹ
 ہوا تھا۔ اس نے ٹرانسپیرینٹ کر جسکی کے سامنے میز پر رکھ دیا۔
 جسکی نے جلدی سے جیب کھانسی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر مین دیا دیا۔
 ٹرانسپیرینٹ سے ٹوں ٹوں کی نغموں آوازیں نکلتی گئیں۔
 "میلو میلو۔۔۔ مادام جسکی کا رنگ چیف باس اور۔" جسکی نے
 تیز لہجے میں کہا۔
 "بس۔۔۔ چیف باس اسٹینڈنگ فرام ہیڈ کوارٹرز اور۔" چند لمحوں
 بعد جسکی کی آواز ٹرانسپیرینٹ سے نکلی۔
 "چیف باس۔۔۔ عمران اور اس کے ساتھیوں سے ہاتھوں سے نکل گئے
 ہیں اور۔" مادام جسکی نے کہا۔
 "تفصیلی رپورٹ دو مادام اور۔" دوسری طرف سے ہنری کا لہجہ
 یک لخت خشک ہو گیا۔
 اور جسکی نے شروع سے اب تک ہونے والی تمام کارروائی کی تفصیل
 بتادی۔
 "تمہاری اس رپورٹ کے بعد مجھے یقین ہو گیا ہے کہ وہ آدمی یقیناً عمران

ہے۔ اور میری بات سنو۔ تم تو اُسے تلاش کرنے کے واسطے میں سوچ رہی ہو جب کہ تم خود اس کی نگرانی میں ہو گی۔ اور ہو سکتا ہے۔ تم اس وقت جہاں سے بول رہی ہو۔ اس کے گرد عمران اور اس کے ساتھیوں نے گھیر ڈال رکھا ہو۔ ویسے بھی تمہیں ٹرانس میٹر کی بجائے شیلی فون استعمال کرنا چاہیے تھا۔ کیونکہ ٹرانس میٹر کا استعمال صحیح ہو سکتا ہے اور اب میری ہدایات سن لو۔ اب ایگل گروپ کو واپس ہیڈ کوارٹر بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی یہ پلاننگ اب اس طرح ختم کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ وہ ایگل گروپ کے روپ میں ہیڈ کوارٹر میں داخل ہی نہ ہوں البتہ اگر تم واپس آنا چاہتی ہو تو آ جاؤ۔ باقی میں خود دیکھ لوں گا اور۔۔۔ ہنری نے انتہائی خشک ہنسنے میں کہا۔

”نہیں۔ میں عمران کو ختم کئے بغیر واپس نہیں آ سکتی اور۔۔۔“
 مادام جیکی نے سچا ہنسنے میں جواب دیا۔

”اد کے۔۔۔ پھر ایسا کہو کہ میری کوا استعمال کرو۔ وہاں سے معاملات میں ماہر ہے۔ اور جب تک عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ نہ ہو جائے تم بھی ہیڈ کوارٹر واپس نہ آنا اور۔۔۔“ ہنری نے کہا۔

”بھگت ہے۔۔۔ لیکن ایگل گروپ کے باقی آدمی جو دہاں موجود ہیں ان کو کیا ہو گا اور۔۔۔“ جیکی نے ہنسنے میں کہا۔

”انہیں ہی میں ابھی واپس بھیج دوں گا۔ اور ہیڈ کوارٹر کی نگرانی کے لئے نیا گروپ منگواؤں گا جن کا سوائے میرے اور کسی کو علم نہ ہو گا۔ اور سنو۔ عمران انتہائی شاطر اور چالاک آدمی ہے۔ اس لئے تم پوری طرح ہوشیار رہنا۔ اور مجھ سے بات کئے بغیر واپس ہیڈ کوارٹر نہ آنا۔ تاکہ کہیں وہ تمہاری

بھائی عورت نہ بھیج دے اور مایہ ناز آل۔۔۔“ ہنری نے کہا اور اس کے ماضی کا ذکر ختم ہو گیا۔

”مادام جیکی نے ایک ٹیبل سائنس لیتے ہوئے تین آن کر دیا۔“
 ”دیکھا براؤن۔ تمہاری حماقت کا یہ نتیجہ نکلا ہے۔ بہر حال اب تم آنا دو۔“

”جو میں اب تم سے علیحدہ رہوں گی۔ اور میری تم ہی ان کی نظروں میں آچکے ہو اس لئے اب تمہیں بھی استعمال نہیں کروں گی بلکہ میں خود اس گروپ سے گزاروں گی۔۔۔“ جیکی نے انتہائی غصیلے انداز میں کہا اور اٹھ کر دکانے کی طرف بڑھ گئی۔

”آپ کو میں ڈراپ کر دوں۔“ شیر نے اٹھ کر پچھے آتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔۔۔ تم مجھے شہر میں ڈراپ کر دو۔“ جیکی نے کہا۔ اور وہاں سے باہر نکل آئی۔ اس کا موڈ سخت آف ہو چکا تھا۔ عمران اب اس کی اٹاک کے لئے چیلنج کا درجہ اختیار کر گیا تھا۔ اس لئے اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب جب تک عمران کو وہ اپنے ہاتھوں سے قتل نہیں کرے گی۔

”جین سے نہ بیٹھے گی۔“
 تنویری دیکھ کر وہ شیر کی ساتھ گاڑی میں بیٹھی لٹوٹاؤس سے بھکی اور شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔

”مادام۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ سے علیحدہ رہ کر بھی آپ کی مدد کر سکتا ہوں۔“ شیر نے جھجھکے ہوئے میں کہا۔

”بھگتے کسی مدد کی ضرورت نہیں۔ میں باور لیمنڈ کی ڈائریکٹر ہوں۔ مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ میں بغیر کسی مدد کے ان لوگوں کو کچل دوں۔ تم مجھے صرف خیرین پوئل کے سامنے آنا دو۔“ جیکی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

کی تفصیلات بھی بتا دیں۔

”اس ٹرانسپیر کا سال تو یہی بتا دیتا ہے کہ چکی منہری کے لئے خاص اہمیت رکھتی ہے۔ کیوں نہ ہو اس چکی سے مینہ کو اندر کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اس پر ہوا و ماست ریڈ کر دیں“
صفد نے کہا۔

”میں بھی اب اسی لانگک پر سوچ رہا ہوں۔ ویسے اب منہری چونکہ گیا ہے اس لئے اب ہماری یہ چلانگک کہ ہم اس کی نظروں میں آئے اور ہینہ کو اندر میں داخل ہو جائیں نا ممکن ہے۔ اور گھنے تو یہ بھی یقین ہے منہری نے چکی کو بھی صحیح نہیں بتایا ہوگا کہ وہ اب کیا کرنا چاہتا ہے۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”کچھ بھی جواب بھی چکی میرے خیال میں خاصی اہمیت رکھتی ہے اس سے کم از کم ہینہ کو اندر لے کر اندرونی صورت حال کا تفصیل سے پتہ کتا ہے۔“ جولیا نے کہا۔

”اب واقعی اس کا تو مجھے خیال ہی نہ رہا تھا۔ اچھا تو پھر جولیا اور صفد دونوں چکی کو ڈیل کر دے آئے انکو اگر کے پاس لے آئی پھر اس سے وہ معلومات حاصل کر دیتا ہر مرضی ہوگی۔ وہ شیرن جوش کے کمرہ ایک سو تیس اور منہری پر رہائش پذیر ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے اس نے کمرہ لیا ہے۔ لیکن انتہائی محتاط رہنا وہ خاصی ہوشیار عورت آ رہی ہے۔“ عمران نے مسکرتے ہوئے کہا۔

”میں اس کی ساری ہوشیار رہی اور چالاک کی اس کے ڈاک کے بارے میں کمال دوں گی۔ تم فکر نہ کرو۔“ جولیا نے عمران کی توقع کے بغیر اظہار

نے جوئے جواب دیا۔ اور عمران مسکرا دیا۔

اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔“ کیپٹن شکیل نے عمران سے لب ہو کر کہا۔

”میں نے ایک اور پروگرام سوچا ہے۔ منہری نے چکی کو مشورہ دیا ہے۔ وہ شیرن کو ہمارے خلاف استعمال کرنے۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ اس سے ذہنِ خاصا متاثر ہے بلکہ اس کی نظروں میں شیرن کی اہمیت ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے۔ میں کیپٹن شکیل اور تنویر جاکر اس کو متوہم کر دوں گا کہ اس کی کام کی بات یا تو گھٹ جائے۔“ عمران نے کہا۔

”بالکل ٹھیک ہے۔ یہ اچھا پروگرام ہے۔“ کیپٹن شکیل اور تنویر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”اد۔“ کے پھر قمر دونوں محتاطی غنڈوں جیسا میکساپ کمرہ میں ایک ایک کر لیتا ہوں۔ تاکہ کام جلد از جلد ختم ہو جائے۔ جولیا اور صفد ابھی بے ہوش ہوئے میک اپ میں ہی جانا۔ کیونکہ اب براؤنی کا گروپ تلاش کرنے پر محتاطی کا روادانی کے لئے ہمیں تلاش کرنے کا۔

عمران نے کہا اور محققانہ ہاتھ روہم کی طرف بڑھا گیا۔ جولیا اور صفد بھی سسر ہوتے ہوئے لٹھے اور گھر سے باہر نکل گئے۔

تھوڑی دیر بعد عمران۔ کیپٹن شکیل اور تنویر تینوں محتاطی غنڈوں کے میکساپ میں انفریڈ کی موبیلا کی ہوتی کا دینے بیٹھے ڈریجنگ باؤ کی طرف اڑے پڑے جا رہے تھے۔ ڈیٹا لوگ سیٹ پر عمران تھا سب کے اس کے ساتھ ڈیٹا لوگ سیٹ پر کیپٹن شکیل اور کیپٹن شکیل پر تنویر کیا براہجان تھا۔

عمران صحتاً شیری کو میں سنبھلاؤں گا۔ کم از کم اسکا مزہ چمکے زہم لگا دیا کریں۔ تنویر نے اپنا کلب بولتے ہوئے کہا۔
 "لیکن تم دردِ دل کی بوتل اور پنکین وغیرہ تو ساتھ نہیں لے آئے۔"
 سنبھلاؤ گے۔ عمران نے مٹھے بغیر جواب دیا۔ اور کیپٹن شکر بے اختیار ہنس دیا۔
 "کیا مطلب؟" تنویر نے پوچھتے ہوئے پوچھا۔ وہ شاید کسی بات کا مطلب نہ سمجھ سکا تھا۔
 "سنبھلاؤ پنکین کو ہی جاتا ہے۔ اب یا تو ماں پنکین کو سنبھالتی ہیں یا ماں تو تھا جسے تم ہو نہیں سکتے۔ دہندے مجھے گولیا کا نام شیری کی دلہ بڑے خانے میں لکھوا کر لائے گا۔ آج ہی جو سنتے ہو، اور اس کے پاس، بوتل اور پنکین وغیرہ تو بہر حال ہوتے ہی ہیں۔" (عمران نے پوری رو کرتے ہوئے کہا۔)

"آپ سے بات کرنا تو مصیبت بن گیا ہے۔ تنویر نے جھنجھوے بلجھیں کہا۔
 "دیکھئے توشی ہے تنویر کہ غنٹے کا میک اب کرتے ہی تہذیب آگئی ہے۔ دہندے مجھے تو تم سے کم بات نہیں کیا کرتے اب کم از کم آپ تو کہہ رہے ہو۔ بے فکر ہو۔ شیری اور تمہارا جوڑی گا۔ تم تو اب اکھاڑے کے بوڑھے علیشاہ کی طرح صرف فیضی تک سی رہ گئے ہیں۔ کیوں شکیل؟" عمران نے کہا۔ اور کیپٹن نے ہنستے ہوئے مہرلا دیا۔
 "ویسے میری تو تنویر ہے کہ آپ مجھ سے علیشاہ کہہ کر صرف تماشا دیکھتے ہوئے بلجھیں کہا۔"

عمران صاحب۔ واقعی آپ کے بغیر گزارہ نہیں ہوتا۔ ٹیکس ہے۔ کٹھے ہی چلے گی۔ تنویر نے شکست تسلیم کرتے ہوئے کہا۔
 "لیکن خرچہ گزارہ تمہیں ادا نہ کر سکوں گا۔ ایسا نہ ہو کہ کسی عدالت میں لڑائی کے کھڑے ہو۔ کہ مجھے شوہر سے خرچہ گزارہ دلایا جلتے۔" عمران نے کہا۔

"پہلے آپ میری فیاضی سے تو خرچہ گزارہ وصول کریں پھر بات کریں گے۔" تنویر نے خوب صورت انداز میں طنز کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران

بے اختیار ہاتھ مار کر جنس پڑا۔

”واہ۔ بہت خوب تنویر۔ واقعی یہ میک اپ تمہارا ہے۔ جادو کے اثرات دکھاتے۔ تہذیب بھی آگئی اور حاضر زمانہ بھی ہے۔ اسے مستقل اپنا لو۔ پاسکھ مرچوبی کے ذریعے۔ لیکن ایک ہار ہے۔ جو لیا نزدیک نہیں آئے گی۔ وہ دیتے ہی غنڈوں سے لہجک رہتی ہے۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”وہ پہلے کون سی ہاتھ آ رہی ہے۔ وہ تو آپ پر مرتی ہے۔ اگلی کی تھی۔ تنویر نے بڑا سا منہ بنا تے ہوئے جواب دیا۔

”اتھوں پر اچھتی مرتے ہیں۔ تم اگر چاہو تو کسی یونیورسٹی کا لائبریری کوئی بوڑھی سی خاتون کی پروفیسر فیڈینا ایسی نکل ہی آئے گی جو ہنگامی ہوگی۔ عمران نے فوناً ہی جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ اب آپ تنویر کو خودکشی کا مشورہ تو نہ دے۔ لگ جائیں۔ آخر ہمارا ساتھی ہے۔ اور ہمیں اس کی زندگی کی طرف ہے۔ اس بار ٹیپیشن سٹیشن نے کہا اور تنویر اور عمران دونوں ہنس پڑے۔

”اسی لمحے عمران نے کارڈ ریگن بار کے اعلیٰ میں موڑ دی۔ بی گروپ کے میک اپ میں چونکہ پہلے بھی یہاں آچکے تھے۔ اس لئے وہ اس کے عمل دوز کو ابھی طرح جانتے تھے۔

عمران نے گا۔ ایک سائینڈ پرودی اور وہ تینوں کٹھن ہی کا بیچے اترے۔ اور پھر بار کے مین گیٹ کی طرف چل پڑے۔ عمران تھا جب کہ کیپٹن سٹیشن اور تنویر اس سے ایک قدم پیچھے تھے۔ مال

اس وقت خاصا رشن تھا۔ اور منیات کی بو سے پورا مال بھرا ہوا تھا۔ ایک طرف کاؤنٹر پر ایک بھاری جسم کا پرلوان نیا آدمی کھڑا ہوا تھا۔ تیری سے کہو کہ جانن اپنے دوستوں کے ساتھ اس سے ملنے آیا ہے۔ عمران نے قریب جا کر بڑے غنڈوں جیسے ہلچے

یہ کہا۔ کیا تمہارا نام جانن ہے۔ کاؤنٹر میں غور سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”اگر تم اپنے باپ کا دکھ تو مجھے کوئی اعتراض نہیں بشرطیکہ تمہاری ماں ابھی جوان ہی ہو اور خوب صورت بھی۔ عمران نے غنڈوں جیسے لہاز میں جواب دیا۔

”تت۔ تت۔ تم۔ تمہاری یہ جرات۔ کاؤنٹر میں تو نلے سے پاگل سا ہو گیا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے کاؤنٹر کے نلے سے بچا اور نکالا۔ لیکن دوسرے لمحے عمران کا مکہ اس کے ہاتھ پر پڑا اور دیوانہ اس کے ہاتھ سے نکل کر دوڑ جا گیا۔

جانن کے سامنے ہتھیار نکالنے کے بعد تم دوسرا انس نہیں لے سکتے۔ سمجھے۔ اور دوسرا انس تم نے اس لئے لے لیا ہے کہ میں تیری کی بار میں کوئی ہنگامہ نہیں کرنا چاہتا۔ اُسے بتاؤ کہ جانن آیا ہے۔ عمران نے کھا جانے والے لہجے میں کہا۔ اور کاؤنٹر میں ہنسنے لگا اور ہونٹ کا شمارا۔ اُسے شاید یقین نہ آ رہا تھا کہ اس کے ہاتھ سے اس طرح دیا تو بھی نکل سکتا ہے۔

”کیا بات ہے۔ یہاں میرا نام کون نے دیا ہے۔ اپنا مک

را بھاری میں تیری کی گونج دار آواز سنائی دی۔ اور دوسرے کے شیریں خود را بھاری کے سر سے پر نمودار ہو گیا۔ اس نے شاید عمران کی بات را بھاری میں ہی سنی تھی۔

باب۔ باب۔ یہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ جانسور آپ کو اطلاع کر دوں۔ کاؤٹریٹن نے بوکھلائے انداز میں عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

جانسن۔ لیکن..... تیری نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے عمران کو پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔

مستر شیری۔ تم مجھے نہ نام سے جانتے ہو اور نہ شکل سے۔ اس سے پہچاننے کے لئے دماغ پر زور دینے کی ضرورت نہیں دینے تعارف کے لئے اتنا بتا دوں کہ ساؤتھ ناٹ کے علاقے میں جانسور کا نام سنتے ہی بڑے بڑے چوکھوسی بھول جاتے ہیں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس نے جان بوجھ کر ایک دم دماغ اڑھانے کا نام لے دیا تھا۔

ساؤتھ ناٹ۔ تو تمہارا تعلق ساؤتھ ناٹ سے ہے۔ شیریں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جان۔ اور تم تمہارے لئے ایک بہت بڑا کام لے کر آئے ہو۔ ہمیں تمہاری فیل ملی تھی۔ اگر تم دفتر میں وقت دو تو..... عمران نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

کام۔ بڑا کام۔ اوہ ٹھیک ہے آؤ۔ آؤ میرے ساتھ

اپنے ہی ہم جہان ہو۔ اور شیری جانوں کو وقت نہ دے یہ کیسے ممکن ہے؟ شیری نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس را بھاری کی طرف مڑ گیا۔ عمران اس کے ساتھی ہی اس کے پیچھے چل پڑے۔

شیری کا دفتر واقعی خاصا شاندار اور بارعب تھا۔ بیٹھو۔ پہلے یہ بتاؤ کیا ہو گئے۔ شیری نے انہیں کہیوں پہنچنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود مین کے پیچھے رکھی ہوئی بڑی کرسی سلگھاتے ہوئے کہا۔

پینے پلانے کی بات بعد میں ہوگی۔ میرا اصول ہے۔ پہلے کام پیر پانی پائیں۔ البتہ پہلے یہ بتاؤ کہ یہ جگہ کتنی محفوظ ہے۔ عمران نے اپنی سنجیدہ لہجے توڑے آگے کی طرف ٹھکے ہوئے کہا۔

یہ جگہ۔ یہ شیری کا دفتر ہے مسٹر جانسن۔ یہاں میری اجازت کے بغیر کوئی داخل نہیں ہو سکتی۔ شیری نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

خانے کی بات چھوڑو۔ یہاں سے آؤ تو باہر نہیں جاتی۔ دراصل معاملہ بہت اونچا ہے۔ ہو سکتا ہے تمہارے تصور سے بھی اونچا ہو۔ اس لئے کہہ رہا ہوں۔ عمران نے کہا۔

اوه اچھا۔ تو پھر میں اسے ساؤتھ پر دف کر دیتا ہوں۔ شیری نے کہا۔ اور ٹھیک کر مین کے نیچے ہائٹ ڈال تھا جس طرح کھٹاک کی آواز بھری جیسے اس نے کسی لیور کو گرا یا ہو۔ دوسرے لئے سر دھڑکی تیز آوازوں کے ساتھ کمرے کی چار دیواریوں پر آواز بھرا سکر لینے والی دھات کی چادریں سی گھم گئیں۔ اور واقعی کمرہ اب مکمل طور پر

مخفوظ ہو گیا۔

”اب بیٹک ہے۔ واقعی ہم درست جگہ پر آئے ہیں۔“
عمران نے یوں طویل سانس لیتے ہوئے کہا جیسے وہ تھیری کے ان
انتظامات سے خاصا مرعوب ہو گیا ہو۔

”ہاں۔ اب بتاؤ کیا چکر ہے۔ تم نے تو میرے دل میں خلا
استیقام پیدا کر دیا ہے۔۔۔ تھیری نے مسکراتے ہوئے کہا
”ماڈرن لٹریچر کے مہینڈ کوادثر سے واقف ہو۔“ — عمران نے
ایک نکتہ کہا۔

”لگ۔ لگ۔ کیا کہہ رہے ہو۔۔۔ ماڈرن لٹریچر۔“

تھیری اس بُدی طرح اچھلا کہ کسی سمیت بھی گرتے گرتے بچا۔
”تمہارے اس چوتھنے سے ظاہر ہو رہا ہے کہ تم جانتے ہو تھیری
ہے۔ تو پھر تم اس کے انچارج مہتری کو بھی جانتے ہو گے۔“
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تم کسی باتیں کر رہے ہو۔ اعلیٰ تبتاؤ۔ تم کون ہو۔۔۔ تھیری
بہت سخت ہو گیا۔ اور اس کا ہاتھ آہستہ آہستہ میز کے کنارے کی طرف
کھینکے لگا۔

”اعلیٰ تبتاؤ۔ لیکن ایسا ہاتھ چھینے کر لو۔ دہنیہ ہاتھ تو
بھی سکتا ہے۔“ — عمران نے ایک نکتہ اس کے ہاتھ پر کھائی کی
سی ضرب لگاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ تھیری سنبھلتا اچانک عمران نے
بیٹھے اس کے گریبان میں ہاتھ ڈالا۔ اور دوسرے لمحے تھیری

کر کسی سے اڑتا ہوا ایک سائیڈ بر جاگا۔ عمران اُسے اچھلتے ہوئے
خود ہی اٹک کھڑا ہوا تھا کیپٹن سٹیکل اور توڑی بھی اچھل کر کھڑے ہو
گئے تھے۔

تھیری نے دیوار سے کھرا کر بیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے
اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسرے لمحے عمران نے اچھل کر اس
کے سینے پر بھر پور قوت سے ہات مارا۔ اور تھیری چیختا ہوا

ایک بار پھر دیوار سے جا کھرایا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران
ایک نکتہ کھکا اور دوسرے لمحے تھیری اس کے ہاتھ میں لٹکا ہوا اٹھا اور

عمران نے اپنے ہاتھ کو حرکت دے کر اس کے جسم کو کسی لٹو کی طرح
گھمایا اور دوسرے لمحے عمران کا ایک بازو اس کی گردن کے گرد اند

دوسرا بازو اس کے پیٹ کے گرد جم گیا۔ تھیری نے اپنے آپ کو
پھڑکنے کی کوشش کی تو عمران نے اپنے اس بازو کو جو اس نے

تھیری کی گردن کے گرد لپیٹ رکھا تھا زور سے جھکا دیا۔
تو تھیری کے حلق سے بھئی بھئی سی چیخ نکلی اور اس کی جھڑپ خود بخود
رک گئی۔

”اس کی تلاش لاہور ڈ۔۔۔ عمران نے کیپٹن سٹیکل سے مخاطب
ہو کر کہا۔ اور جان لودھ کہ اس کا اصل نام لینے کی بجائے ہرڈ کا نام

استعمال کیا۔ چونکہ وہ کیپٹن سٹیکل سے مخاطب تھا۔ اس لئے
کیپٹن سٹیکل نے جلدی سے آگے بڑھ کر تھیری کی بڑی مہاراند اعزاز

میں تلاش یعنی شروع کر دی۔ اور چند لمحوں بعد ہی اس نے اس کی
بیسوں سے ایک ریوا اور ایک مشین پشیل اور ایک بائیک دھار

آگے کی طرف کھینچا اور شیریں تھلا بازی کھا کر پشت کے بل سامنے والی دیوار سے پوری قوت سے جا ٹکرایا۔ یہ ٹکراؤ اس قدر زوردار تھا کہ شیریں کا جسم دیوار سے ٹکرا کر اتنی ہی زخما سے واپس پلٹا۔ اور توہیر نے سبلی کی سی تیزی سے اچھل کر اس کی شوہری پر گھسنے کی ضرب لگائی اور شیریں بڑی طرح اگڑا نا جوانا پس فرخش پر گرا جیسے ہی اس کا جسم نیچے گرا توہیر نے تیزی سے چمپ لگایا اور دوسرے لمحے شیریں کی دونوں ٹانگیں کپڑوں کے نیچے پوری قوت سے اس کے سر کی طرف موڑیں۔ اور اپنے دونوں پیر اس کے کانوں کے آگے رکھ کر اس کی مڑی ہوئی ٹانگوں پر اپنے پورے جسم کو بوجھ ڈال دیا۔ اور شیریں کے حلق سے ایسی آوازیں نکلتی تھیں جیسے اس کے جسم سے نکلتی ہوئی روح کسی خامہ دار کے گھجوں میں اٹک کر چرنی جا رہی ہو۔

”ذیل ڈن توہیر“۔ عمران نے بے اختیار ہو کر کہا۔ کیونکہ توہیر نے واقعی انتہائی مہارت کے ساتھ ساتھ مارشل آرٹ کا خوب صورت مظاہرہ کیا تھا۔

”بول۔ ورنہ ابھی ساری عمر کے لئے بے کار کردوں گا پوری بیڑہ کی پٹی توڑ دوں گا۔“ توہیر نے اپنے جسم کو نیچے کی طرف جھکا دیتے ہوئے کہا۔

”ٹان ٹان۔ بتانا ہوں۔ جانتا ہوں۔“ شیریں نے بڑی طرح پچھتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا چہرہ اس بڑی طرح مسخ ہو گیا تھا کہ یوں لگتا تھا کہ اس کے چہرے کا گوشت خود بخود پھٹ جائے گا۔ اور اس کا جواب سننے ہی توہیر نے اپنا وزن ادا سا ہلکا کر دیا۔

کا خنجر باہر نکال لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران نے شیریں کو نندہ سے دھکا دے کر آگے کی طرف دھکیل دیا۔

”ٹان ایگل۔ اب ہتھیار کام شروع ہے۔ میں دیکھتا ہوں تم نے کس طرح ہونے پر مجبور کرتے ہو۔“ عمران نے شیریں کو آگے کی طرف دھکیتے ہوئے توہیر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ شیریں سنبھل سکا کہ وہ بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن منسنے پر مجبور تھا۔ توہیر نے ایک نکتہ اچھل کر اس کے سینے پر بڑے بھر پور انداز میں ٹھانگ ٹھانگ لگائی۔ اور شیریں بڑی طرح چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل فرخش پر گرا۔ توہیر تھلا بازی کھا کر سیدھا ہوا ہی تھا کہ اسی لمحے شیریں ایک نکتہ اچھلا اور اس نے جسے خوبصورت انداز میں توہیر کو ڈراچ دے دیا۔ وہ بندوق سے نکلنے والی گولی کی طرح اچھل کر توہیر کے پہلو سے نکلا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ انتہائی ماسٹرانڈ انداز میں توہیر کے سینے پر اس طرح پڑا کہ توہیر بے اختیار چیختا ہوا سر کے بل اٹھ کر نیچے گر گیا۔ شیریں نے پلٹ کر چمپ لگایا اور فرخش پر گر کر اٹھتے ہوئے توہیر کو اس نے دونوں ہاتھوں کے بل پر فضا میں اٹھا کر اپنی طرف سے گھما کر نیچے پھینکا جانا یا کیکن اب توہیر سنبھل گیا تھا۔ من لئے جیسے ہی توہیر کا جسم فضا میں اٹھا توہیر نے انتہائی تیزی سے اس کی گردن میں دونوں ٹانگوں کی پھینچی ڈالی۔ اور اس کے ساتھ ہی توہیر کے جسم نے جھکول لگایا اور اس بار سنبھلنے کی بارہی شیریں کی تھی۔ توہیر کا جسم سبلی کی سی تیزی سے نیچے آ رہا۔ توہیر کے دونوں ہاتھ جیسے ہی فرخش پر گئے توہیر نے اپنے جسم کو ایک جھٹکے

”تم باور لیڈ کے ہیڈ کو آرڈر کے اندر گئے ہو۔ جلد ہی بتاؤ۔“
 عمران نے اس کے قریب ہوا کہ کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی تنویر نے
 دو بارہ جھٹکا دیا۔

”یاں گیا ہوں۔ مگر صرف ہنری کے دفتر تک۔ ٹرانسمٹ فیوزر
 دیکھو۔ ویسے کوئی نہیں جاسکتا۔“ ہنری نے جواب دیا۔

”تنویر۔ ڈن کر دو۔ یہ بے کار ہے۔“ عمران نے بڑا سا مزہ
 بنا کر دیکھے بیٹے ہوئے کہا۔ اور تنویر نے پوری قوت سے جسم کو جھٹکا
 تو پورا کمرہ ہنری کی مسلسل کراہ نما چیخوں سے گونج اٹھا۔ اس کے ساتھ
 ہی اس کی پردھ کی چہرے کے سرے ٹوٹنے کی آواز بھی شامل تھی۔ اور
 تنویر اٹھیل کر ایک طرف ہٹا تو شیر کی کی وڈوں ناگھنیں ایک دوسرا کے سے
 فرش پر گر گئیں۔ وہ بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی
 تھیں بے پناہ تکلیف کی وجہ سے وہ ختم ہو گیا تھا۔

”مجھے یہ خیال ہی نہ آیا تھا کہ اس سے پہلے تو دو ٹول جانے کا راستہ ہی
 ٹرانسمٹ فیوزر تھا۔ یہ بعد میں گیا ہی نہیں۔“ ٹیک بے آڈ اب نکل چکیا
 عمران نے کہا۔ اور ساتھ ہی وہ میز کے اس کونے کی طرف بڑھا جس سے
 نیچے لیوڈ سے ہنری نے گھر کے کوساؤنڈ پر ڈون کیا تھا۔ عمران
 نے چاہتے بڑھا کر لیوڈ کو ایٹھ جھٹکا کیا تو کمرہ دوبارہ اپنی حالت پر آ گیا۔
 اور وہ ہنری سے دداز لے کی طرف بڑھ گئے۔

ہیکے ہوٹل کے کمرے میں پہنچی سوچ رہی تھی کہ اب عمران اور
 اس کے ساتھیوں کے خلاف اس کا لاسٹ عمل کرنا ہونا چاہیے۔ وہ سروسٹ
 میں اپنی صلاحیتیں ہنری پر ثابت کر دینا چاہتی تھی۔ لیکن اس کے
 ساتھ مسکند یہ تھا کہ ناماگ میں وہ کسی کو نہ جانتی تھی۔ اس کا اپنا گروپ
 باجان میں تھا۔ اس لئے چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے یہ فیصلہ کیا تھا
 کہ باجان سے اپنا مخصوص گروپ یہاں طلب کرے۔ اور اس کے
 بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے پر نکلے۔ یہ فیصلہ کرتے ہی
 اس نے سائین میز پر پڑے ٹیلی فون کا رسہ پورا اٹھایا۔
 ”نیں۔ آپ میری سہیلینگ۔“ دوسری طرف سے ہوٹل ایکس چینج
 کے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔
 ”باجان۔ ڈبل تھری ڈبل زیرو دون فور پو کال ملڈ۔“ ہیکے نے
 گنگنا سہیلینگ میں کہا۔

منزل پر مقیم ہوں۔ مادام بیکہ کے نام سے تم نے مجھے یہاں رپورٹ
کرتی ہے۔ تاکہ تم خودی طور پر اس گروپ کے خلیفے کا لائحہ عمل تیار
کر سکیں۔ جیکہ نے سخت اور گلہ بازانہ بیچہ میں کہا۔

یس مادام حکم کی تعمیل ہوگی۔ ہم کل تک پہنچ جائیں گے
تائی جن نے کہا۔

مادام نے کل تک انتظار نہیں کیا جاسکتا تم پیشیل جہاز بلانہ کر کے
پہنچو۔ زیادہ سے زیادہ رات تک پہنچ جاؤ۔ مجھے۔ جیکہ نے
انتہائی سخت بیچہ میں کہا۔

او۔ کے مادام۔ جیسا آپ کو حکم۔ تائی جن نے مؤدبانہ بیچہ
میں کہا اور جیکہ نے بھی او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے
پہچے پر پوری طرح اطمینان تھا۔ رسیور رکھ کر وہ اٹھی اور ساتھ ہی
کی طرف بڑھ گئی۔ ہاتھ دوام سے فارغ ہو کر وہ اٹھی کمرے میں پہنچی
تھی کہ وہاں سے پیر آہستہ سے دستک ہوئی اور جیکہ دستک کی آواز
سن کر بے اختیار چونک پڑھی۔

کون ہے۔ جیکہ نے دروازے کے قریب پہنچ کر پوچھا۔
دردانہ کھینچے مادام۔ میں اسسٹنٹ ٹیبلر ہوں مائٹر و سٹرو
پولیس آپ سے ملنا چاہتی ہے۔ باہر سے مؤدبانہ سی آواز سنائی
دی۔

پولیس مجھ سے ملنا چاہتی ہے۔ کیا مطلب۔ جیکہ نے برسی
طرح پوچھتے ہوئے کہا۔
یس مادام۔ رولز کے مطابق ہر فریئر سکی سے پولیس پوچھ چکے کرتی ہے۔

یس مادام۔ آپ میرے مؤدبانہ بیچہ میں کہا۔ اور جیکہ
سر ملے ہوئے رسیور رکھ دیا۔
چند لمحوں بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور جیکہ نے دوبارہ رسیور
لیا۔
یس۔ جیکہ نے کہا۔

مادام۔ باچان بات کریں۔ آپ میری آواز سنائی دی۔
پھر مکی سی تک کے ساتھ ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔
یس۔ کون صاحب ہیں۔ بولنے والے کا جہہ نامعلوم
تھا۔ لیکن جیکہ پہچان گئی کہ بولنے والا گروپ کا چیف انچارج تائی جن
سنائی جن۔ میں یہی بول رہی ہوں ناداک ٹی سے۔ جیکہ
تکمانہ بیچہ میں کہا۔

او۔ یس مادام۔ سب سے پہلے تو مبارک باد قبول کیجئے
کے ڈائریکٹر بننے کی دلی مبارک باد۔ تائی جن نے مؤدبانہ
میں کہا۔

یقیناً بول۔ تمہارا گروپ کیسا جا رہا ہے۔ جیکہ
جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

بالکل او۔ کے۔ مادام۔ تائی جن نے جواب دیا۔
اچھا اب میری بات سنو۔ یہاں ناداک میں پانچھیما
سروس کا ایک گروپ آیا ہوا ہے۔ یہ لوگ انتہائی عیار۔ تیز اور ذہ
اور میں نے اس گروپ کا خاتمہ کرنا ہے۔ تم ایسا کرو خودی طور
خاص دس آدمی نے کرنا دکھانے پہنچ جاؤ۔ میں ہوش شیرین کرہ نمبر آ

صرف یہی کہ درد نانی ہے مادام۔۔۔ منجھنے کے جواب دیا۔
 اور بجلی کے چمکے پر اطمینان کے آثار دا بھر آئے۔ اس نے آہ
 بڑھ کر درد دانے کی چیخیں کھولی اور پھر زخمیر ہٹا کر درد نازہ کھول دیا۔ وہ
 لئے وہ چونک پڑی۔ سامنے ایک عورت اور ایک مرد کھڑے تھے
 مرد نے سوٹ پہن رکھا تھا۔

”میں اسسٹنٹ منیجر بائیکل ہوں مادام۔ یہ انٹرنسرو منریو لیس ہے
 مس ماڈر گیٹ ہیں اسسٹنٹ سو رو۔۔۔ مرد نے بڑے ہنسنے
 انداز میں اپنا اور ساتھ موجود عورت کا تعارف کرتے ہوئے کہا
 ”ٹیلیک ہے آؤ۔۔۔ جبکی نے مٹھن ہو کر جو چیخے جیتے ہوئے
 اور وہ دونوں اندر آگئے۔ ماڈر گیٹ نے ایک لمحے کے لئے کھبے
 بغور جائزہ لیا اور پھر وہ جبکی سے مخاطب ہوئی۔

”آپ کا نام مادام جبکی ہے۔ اور آپ باچان سے تشریف لائی ہیں
 عورت کے لہجے میں ملکی سی کونکھی تھی۔
 ”آپ درست کہہ رہی ہیں۔ تشریف رکھیے۔“ جبکی نے سر ہل
 ہوئے کہا۔ درد نازہ اپنے آپ بند ہو چکا تھا۔
 ”تھنک یو۔۔۔ آپ کے پاس کوئی اسلحہ تو نہیں ہے۔“ ماڈر
 نے پوچھا۔

”اسلحہ کیا مطلب میں سمجھی نہیں۔“ جبکی نے چونک
 ہوئے پوچھا۔
 ”مادام۔۔۔ اگر آپ کے پاس حفاظت کے لئے کوئی اسلحہ ہو
 بلا حفاظت بنا دیجئے۔ آپ نے چونکہ ہوٹل کے ڈبشر ہیں اسلحہ

ذہن کرایا۔ اس نے مس ماڈر گیٹ پوچھ رہی ہیں۔ اگر ہے تو ہم اس کا
 تعلق کریں گے۔۔۔ اسسٹنٹ منیجر بائیکل نے خود راہی کہا۔
 ”اوہ ایس۔۔۔ میرے پاس ایک پشیل ہے ذاتی حفاظت کیلئے۔“
 جبکی نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اگلیتے۔ تاکہ میں اس کی تفصیلات نوٹ کر لوں۔“
 پشیل نے بڑے نادل سے لہجے میں کہا۔
 اور جبکی نے مڑ کر ہینگر الماری کھولی اور اس میں سکے ہوئے کوٹ
 کا جب سے پشیل نکال کر بائیکل کی طرف مڑا دیا۔
 ”اب آپ بتائیے کہ آپ کا پاور لینڈ سے کیا تعلق ہے۔“
 مس ماڈر گیٹ نے کہا۔

اور جبکی یہ نعرہ سنتے ہی بُری طرح اچھل پڑی۔
 ”گگ۔ گگ۔ کیا مطلب۔۔۔ پاور لینڈ۔۔۔ میں سمجھی نہیں۔“
 جبکی نے جلدی سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔
 ”تم پاور لینڈ کا مطلب ابھی طرح سمجھتی ہو جس بجلی۔ لیکن گھبرانے
 کا ضرورت نہیں ہے۔ پاور لینڈ کے چیف منبری کے ہمارے چیف
 ہیں سے بہت اچھے تعلقات ہیں۔ اور چیف باس نے مجھے خاص طور پر
 ہدایات دی تھیں کہ آپ کا خیال رکھا جائے۔ مس ماڈر گیٹ نے
 سہلے ہوئے جواب دیا۔

لیکن چیف باس کو میرے متعلق کیسے معلوم ہوا۔۔۔ جبکی نے
 ہنسنے ہنسنے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر پہلی بار مسکوک سی
 بچھنیاں ابھری تھیں۔

گریٹ نے موڈ بانہ بچے میں کہا۔ اس کا اعزاز تیار تھا کہ وہ جبکی سے
بہتر طرح مرعوب ہو گئی ہے۔ اور جبکی کی آنکھیں چمک اٹھیں۔
لیکن مجھے پولیس کی طرف سے کسی خدمت کی ضرورت نہیں ہے۔
مجھے فائزرانہ اور گمانہ نہ بچے میں جواب دیا۔

”کھہرے آپ جیسی شخصیت کو کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔ مسٹر ہائیگ
بجائے ہیں۔ میں ذرا کچھ دیر یہاں رہوں گی۔ مجھے زندگی میں پہلی
بڑی شخصییت سے ملنے کا موقع ملا ہے۔“ ماگر گریٹ نے
سٹنٹ میجر سے مخاطب ہو کر حکمانہ لہجے میں کہا۔

”شخصییت کس۔۔۔ آپ کے لئے کچھ نیچو اداوں۔۔۔ ہائیگ
بجائے ہوئے کہا۔

”اوه نہیں۔ میں ڈیوٹی کے دوران جتنی نہیں ہوں تھکے گا۔“
گریٹ نے کہا۔ اور ہائیگ دروازے کی طرف مرو گیا۔ جب وہ دروازہ
کھلا کر باہر نکل گیا تو ماگر گریٹ جبکی سے مخاطب ہوئی۔

”مام۔۔۔ آپ میرے یہاں رکھنے سے ناراض تو نہیں ہو رہیں۔
نہ کوئی مجھے آپ سے مل کر مجھے فخر سامحہ میں ہو رہا ہے۔ میں اب
شہرشتہ داہوں اور فرینڈز پر سادھی عمر رعب ڈال سکوں گی۔
مجھے اتنی بڑی شخصییت سے ملنے اور باتیں کرنے کا شرف
مل جاتا ہے۔“ ماگر گریٹ کا لہجہ بعد عازرانہ سا تھا۔

”اوه نہیں کس ماگر گریٹ۔۔۔ میں ویسے بھی آگسٹی بور ہو رہی
ہوں۔۔۔ جبکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور ماگر گریٹ تھکتا ہوا کہہ کر کسی پریشانی گئی جبکہ جبکی بڑے

”پاور لینڈ کے چیف مہتری نے چیف باس کو کال کر کے بتایا
آپ یہاں ناماگ سٹی میں ہیں۔ آپ کا ہر طرح سے خیال رکھا جائے گا۔
باس جاننے کے کہ یہاں فریری پاور لینڈ کے مفادات کا گھبرانہ
چنانچہ اس نے فریری سے بات کی تو فریری نے بتایا کہ آپ یہاں فریری
ہوٹل میں ہیں۔ چنانچہ میں یہاں آگئی۔“ ماگر گریٹ نے مسکراتے
ہوئے وضاحت کی۔

اور جبکی نے ایک بار پھر اطمینان کا طویل سانس لیا۔ وہ سمجھا
کہ مہتری نے عمران اور اس کے ساتھیوں سے تحفظ کی خاطر جین پور
آفیسر کو اس کے متعلق بتایا ہوگا۔

”تھیک ہے۔ میرا تعلق پاور لینڈ سے ہے۔ لیکن جب آپ
ہیں تو پھر اس سوال کا مقصد کہ کیا تعلق ہے۔۔۔ جبکی نے اس بات
بتاتے ہوئے کہا۔

”ہمارا مقصد صرف اتنا تھا۔ کہ اگر آپ کا پاور لینڈ میں کوئی بیٹا
ہے تو پھر آپ سے اس کے شایان شان سلوک کیا جائے گا۔ اور
معمولی سی کارکن ہیں تو پھر ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہوگا۔“
ماگر گریٹ نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

”میں پاور لینڈ کی ڈائریکٹر ہوں۔ اپنے چیف باس کو بتا دینا
جبکی نے بڑے فائزرانہ لہجے میں کہا۔

”ڈائریکٹر۔۔۔ اوه مافی گاڈ۔۔۔ پھر تو آپ دی۔ آئی۔ بی۔ ٹی۔
ہوئیں۔ سو رہی مام۔۔۔ مجھے یہ اندازہ بھی نہ تھا کہ آپ اتنی اہم شخصیت
اب تو ناماگ سٹی کی ڈیوٹی پولیس آپ کی خادمہ ہے۔“ آگسٹی

ہوئے جواب دیا۔

”خاموش رہے آپ نے وار ہی ایسا کیا تھا۔ نفسیاتی وار۔ اس کی فطرت کے
میں مطابق۔“ مائیکل نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

”اب اس کو افریقہ ٹاؤن لے کیسے جائیں۔۔۔ جو لیلے نے سنجیدہ
ہوئے کہا۔“

”میرا خیال ہے لے جانے کی ضرورت نہیں۔ اس کو ختم کر کے یہاں بھید کر
دیتے ہیں۔“ مائیکل نے کہا۔

”ارے نہیں کیپٹن شیکل۔ یہ اہم ضرور ہے۔ لیکن وہ مہتری امن
اہم نہیں ہوگا۔ عمران بھی اس کی ڈھانٹ کی تعریفیں کر رہے ہے۔ اور پھر یہ یہاں پانے

اصل نام سے ٹھہری ہوئی ہے۔ مہتری کو جیسے ہی اس کی موت کی اطلاع ملی
سارا اکام گڑبڑ ہو جائے گا۔ میرا خیال ہے میں اس کے میک اپ میں

بیرنگہ کو آرٹسٹ جاؤں۔ میں نے جو تفصیلات معلوم کی ہیں اس میں یہ قائمہ مندرجہ
گئی۔ اس کی تعداد قامت بالکل مجھ سے ملتی ہے۔ اور میں اس کی فطرت اور عین

کو اچھی طرح سمجھ گئی ہوں۔ لیکن اس کی موت کی اطلاع ملنے کے بعد ڈرامہ
ختم ہو جائے گا۔۔۔ جو لیلے نے مائیکل سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو دراصل کیپٹن

شیکل تھا۔

”اچھا۔ اگر یہ بات ہے پھر تو ٹھیک منہ ہے۔ ایسا ہے کہ آپ یہاں اس
کا میک اپ کر لیں۔ میرے پاس ایمر جنسی باکس موجود ہے۔ پھر آپ خود ہی کوئی

پرکھو دیں کہ میں اور یہ آپ کی اہلی ہیں۔ اور اس کی طبیعت خراب ہو چکی ہے
اس طرح کسی کو تنگ نہ ہو گا۔ اور ہم اسے لے کر کار تک پہنچ جائیں گے۔“

کیپٹن شیکل نے کہا۔ تو جو لیلے نے ایشبات میں سہرا ڈیا کیسٹن شیکل

نے کوٹ کی اندر۔ دنی جنیب سے ایمر جنسی باکس نکال کر اسے دے دیا۔

”اسے اٹھا کر باقتہ روم میں مثال دو۔ میں اس پر اپنا اور اپنے پراسس کا
میک اپ بھی کر لوں گی اور لباس بھی بدل لوں گی۔“ جو لیلے نے کہا۔

اور کیپٹن شیکل نے سر ہلاتے ہوئے تنگ کر فریش پر پڑی چکی کو
اٹھا اور ذکر باقتہ روم کے فریش پر مثال دیا۔

”بس یہ خیال رکھنا کہ کہیں یہ پوش میں نہ آجائے۔“ کیپٹن شیکل
نے باقتہ روم سے باہر نکلتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”نیکہ ہے۔ میں خیال رکھوں گی۔“ جو لیلے نے کہا اور باقتہ روم
کو دروازہ اندر سے بند کر دیا۔

عمران سیریز میں ایک منسفر اور یادگار ایڈیٹور پنچر

پارلیمنٹ کی تباہی

(حصہ دوم)

مصنف: منظر کلیم ایم۔ اے

لہنری سے اطمینان سے بیٹھا ہوں کی دیواروں میں نصب مختلف مشینوں کو خود بخود آپریٹ ہوتا دیکھ رہا تھا کہ اچانک اس کے سامنے رکھی میز پر موجود ایک چھوٹی سی مشین سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلیں اور وہ چونک پڑا۔ ٹوں ٹوں کی آوازوں کو آہی بھیس۔ اور مشین کے کونے پر سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا بلب جل چھو رہا تھا۔ ہنری نے ایک لمحے تک حیرت سے اس بلب کو ملبھا کھینچتا دیکھتا رہا۔ پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور کبھی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا اس ٹوں ٹوں گھرے کے دروازے سے باہر نکل آیا۔ باہر ایک ماہیاری تھی جس میں مسلح اشخاص باقاعدہ پہرہ دے رہے تھے۔ وہ ہنری کو اس طرح اچانک باہر نکلتے دیکھ کر چونک پڑے۔ لیکن ہنری اٹکی لڑت دیکھتا دیتے بغیر اتنی دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ مسلح اشخاص نہرستے پاور لیٹنڈ کے چھینے کو اس طرح دوڑتا دیکھتے تھے۔ ان کے چہروں پر ہراساں نشان ابھر آیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے وہ چیخ سے پوچھ چکھ نہ کر سکتے

- پاور لیٹنڈ۔ جسے ناقابل تیسیر بنا دیا گیا تھا۔ لیکن جب عمران اور اس کے ساتھی پاور لیٹنڈ میں داخل ہوئے تو.....؟
- پاور لیٹنڈ کا چیترا میں ہنری۔ جس کی ذہانت کا عہدہ اٹھانے کا قابل تھا۔ اور جب دنیا کے دو بہترین ذہن ٹکرائے تو کبھی ام۔ انتہائی حیرت انگیز۔؟
- کیا پاور لیٹنڈ کا مینٹ کو اور واقعی تباہ ہو گیا۔ یا یہ تباہی عمران اور اس کے ساتھیوں کا مقصد بن گئی۔؟

مسلح۔ خوفناک اور تیز رفتار
ایکشن۔ اعصاب کو منجمد کر دینے والا
سپینس لچی، بل لچی، حیرت انگیز طور پر
بدلتے ہوئے واقعات

تھے۔ جہاں وہ عورت جو لیا اور ایک اور مرد بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔

”دیسیے اس میک اپ میں تو تم مجھے زیادہ خوب صورت لگ رہی ہو کیوں تو؟“ اس مرد نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کیپشن کے ساتھ آنے والے نے ایک مرد کی طرف دیکھا اور اس مرد کے پوسٹے

کا منہ ہی آواز چھپان گیا یہ عمران کی آواز تھی۔ اس کو جب کسی عمران کے ہتھے چڑھ گئی اور نہ صرف ہتھے چومے ہی بلکہ اس نے عینہ کو ارٹ کے بارے میں بھی سب کچھ اگل دیا۔ کاش میں اس کے سب میں ڈسٹرکٹ انجینئر یا غیر منصب کر دیتا تو اب بہترین موقع تھا۔ ان سب کے انجینئرز بیٹھے ہی پرزے اڑھتے۔ کاش مجھے پتہ چلا کہ جسکی کے ساتھ ایسا ہوگا تو میں اس کا خوب صورت جسم تباہ ہونے کا بھی پرواہ نہ کرتا۔ بہتری نے بڑھاتے ہوئے کہا۔ وہ بار بار اپنی مٹھیاں بند کرتا اور کھولتا۔ اس کے چہرے پر غصے کے شدید آثار نمایاں تھے۔

”اب تم اس خوب صورتی اور یہ جوانی کے چکر کو چھوڑ دو۔ اور ہمیشہ کو ارٹ پر ناکش رینڈ کرنے کا پروگرام بناؤ۔“ جو لیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بالکل عمران صاحب۔ اب ہمیں مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔“ کیپشن نے بھی جو لیا کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔ ”اچھا تو ذرا اسی دیر جو لیا کے ساتھ رہنے کے بعد تم اب کھل کھلا حمایت پھرتا رہتے ہو۔ اس سے تو اچھا تھا میں ہتہا رہی جیکے نے تو تم کو

نشست پر بیٹھی جیکی کے لبہ سے اور آواز سنائی دئی تو منہ ہی کا منہ زور پانے لگا۔

”ادہ تو یہ بکری ہے۔ یہ جو لیا جیکی کے میک اپ میں ہے۔ کوا سے۔ اس قدر شاہت کہیں پہچان ہی نہیں سکا۔ لامحالہ لبے ہوئے عورت ہی جیکی ہے۔ ادہ تو یہ بکری ہے۔“ منہ ہی نے نے انرا دانت پیتے پیتے کہہا۔ اور ایک بار پھر شول پر چید گیا۔ کار کی کچک سے ہلنے ہوئے منظر تیار ہے کہ کار چل رہی ہے۔ تو وہ دیر بعد گزر گئی۔ اور پھر وہ مرد اور عورت جو لیا کار سے باہر نکلے وہ مرد نے اس مرد کا جسم کار کے اندر لھکا ہوا نظر آیا اور اس نے جیکی کو اٹھالیا۔ جیکی کے کار سے باہر آتے ہی بیرونی منظر جانچ ہو گیا۔ یہ ایک خاصی بڑی عمارت تھی۔ برآمدے میں دو افراد کھڑے تھے۔ وہ دونوں ہی شکل و صورت سے نادا کی لگ رہے تھے۔ پورے میں ایک اور کار بھی موجود تھی۔

”سے لے آنے میں کوئی مسئلہ تو نہیں کھڑا ہوا۔“ برآمدے میں کھڑے ایک آدمی نے اس مرد سے پوچھا جس نے جیکی کو اٹھایا تھا۔ وہ عورت جو لیا برآمدے میں نظر نہ آ رہی تھی۔

”نہیں۔“ مسس جو لیا نے تو آج حال کر دیا۔ اسے ایسا نفسیاتی چکر دیا کہ اس نے عینہ کو ارٹ کے بارے میں پوری معلومات از خود اگل دیں۔ اس مرد نے جس کا نام کیپشن نے کرچکا۔ آگیا تھا ہے جوئے جواب دیا۔

اور پھر وہ تینوں ایک دوسرا ہی میں سے گزر کر ایک کمرے میں پہنچے

ہنری نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اور ہم پر مشین آٹن کو کے دہنیز
سے گھرے کے دہانے کی طرف پلٹ گیا۔

لیونڈے لینڈر دور و دور جیپ خاصی تیز رفتاری سے ایم لینڈ
کے دور دور تک پھیلے ہوئے دیوان نیم ہواڑی علاقے میں ایک
گنڈھی نما سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ جیپ کی ڈرائیو گنگ سیٹ پر
عمران موجود تھا جب کہ ساتھ والی سیٹ پر جو لیا بیٹھی ہوئی تھی۔ اور
بچھری نشستوں پر کسی پین سٹیکل۔ تنویر اور صفد تھے۔ جو لیا جیپ کے
میک اپ میں تھی۔ جب کہ عمران اور باقی ساتھی مقامی افراد کے
میک اپ میں تھے۔ عمران نے باقی دو ساتھیوں کو ناراک سے ہی
واپس یا کیشیا بھجوا دیا تھا۔ کیونکہ اس کے خیال کے مطابق مرید گوارڈ
کی پوزیشن کے مطابق دوڑا زیادہ افراد سے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں
جب کہ ناراک کے پورے گرام کے مطابق ان کی ضرورت تھی۔

کہے۔ اس لئے راجگی کا کوئی وقت نہیں ہوتا۔۔۔ عمران نے
 ہاتھ لفٹا کر اپنے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "میں نہیں گولی ماروں گی"۔۔۔ جو لیا نے دانت پتے پتے

کہا۔
 "لیکن تمہیں میری بات پر فہم کیوں آ رہا ہے۔ میں تو بھکی اور مہتری
 کی بات کر رہی ہوں۔ دیکھتی نہیں اس وجہ سے شوہر خاموش بیٹھا ہے۔
 دردِ مہر تو صرف گولی مار دینے کی دھمکی دے رہی ہو۔ شوہر اب تک
 گولی مار بھی چکا ہوتا۔" عمران نے منہ نہلتے ہوئے کہا۔
 "عمران صاحب۔ پلیز"۔۔۔ صفدر نے مداخلت کرتے
 ہوئے کہا۔

"بھائی میں تو پلیز ہوں۔ جو لیا سے بات کر دو۔" عمران نے سر
 جھکتے ہوئے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ صفدر کوئی جواب دیتا جیب جیسے ہی ایک
 اپنے گھٹے سے نیچے اترنے لگی۔ اور وہ سب یہ دیکھ کر چونک پڑے
 کر سات تین عیبیں کھڑی تھیں۔ جی کے باہر یونیفارم پہنے اور
 ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے چھ افراد بڑے چوکے انداز میں کھڑے
 تھے۔ جیبوں کے کھڑے ہوئے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ماسک تہ بند
 کے کھڑے ہوں۔ انداز ان لوگوں نے جس قسم کی یونیفارم پہن رکھی
 تھیں ان سے وہ سرکاری افراد دکھائی دے رہے تھے۔

"ہوشیار رہنا۔ جو لیا اب تم نے اپنا کام کر لیا ہے۔ تم باور لینا
 کی ڈاکٹر کیجئے۔" عمران نے ہوشیار بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور اس

"یہ تو بہت حد تک دیرمان سا علاقہ ہے۔" جو لیا نے اصرار
 ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ علاقہ جو ایم لینڈ کہلاتا ہے۔ پچاس سو مربع کومیٹر پر پھیل
 ہوا ہے۔ یہاں معدنیات کے بے پناہ خزانے موجود ہیں اس لئے
 حکومت ایکویریا نے اسے غیر ملکی علاقہ قرار دے دیا ہے۔ البتہ
 پہلے زمانے سے آنے والے چند قبیلے ویسے ہی قائم ہیں۔ اور
 اسی میں ایک کرام شی ہے۔ جس کے قریب پاد لینڈ کا زیر زمین
 ہینگو کارٹر ہے۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دینے
 ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے ہینگو کارٹر رٹڈ کرنے کی کوئی خاص
 پلاننگ تو ضرور کی ہوگی۔ لیکن آپ نے ہمیں بتایا کچھ نہیں۔ یہ پچھلی
 نشست پر بیٹھے صفدر نے کہا۔

"پلاننگ یہ ہے کہ جی کی ادد مہتری کی نشاندہی کر اویں گے۔ شوہر بگڑ
 پڑ جائے گا ہم گواہ ہوں گے اور نتیجہ ظاہر ہے۔ پاد لینڈ کا ہینگو کارٹر
 ہمارے قبضے میں"۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سنو عمران۔ مجھے یہ بے وقت کی ملاجی ہرگز اچھی نہیں لگتی۔
 اب اگر کو اس کی تو منہ تو درد لگی۔" جو لیا نے غصے سے چہرے
 ہوتے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز کاٹ کھلنے والا تھا۔

"کو اس اور ملاجی دو مختلف بلکہ متضاد فن ہیں۔ اور انگوں کا تو دنہ
 ہونے سے کہ صبح کا ماگ۔ شام کا ماگ۔ بارش کا ماگ۔ خزاں کا ماگ
 لیکن ملاجی اس کے متعلق کس کی جبات ہے کہ اسے وقت کی قیاس

دیر میں جیب ٹھیلے سے نیچے اتارتی ہوتی ان جیبوں کے قریب پہنچ کر گدگد گئی۔ جیبوں سے دو افراہ مختلف سمتوں سے جیب کی طرف بڑھے۔
 ”فرمائیے جناب،“ عمران نے گھر کی سے سر نہ ہرنگائے
 ہوتے پوچھا۔

”یہ ممنوعہ علاقہ ہے۔ یہاں آپ کیسے پہنچ گئے، اپنی شناخت
 کر لائیے۔“ اس آدمی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

”سنو، کیا تم مجھے نہیں پہچانتے۔ میں جیکی ہوں۔ ملاحظہ
 پاؤر لینڈنگی، مادام جیکی۔ جو لینے انتہائی سٹکا ہاں، بھیس میں اپنی طرف
 آنے والے آدمی کے کہا۔

”ہم کسی کو نہیں جانتے۔ آپ سب نیچے اتر آئیں ادب اپنی شناخت
 کرائیں۔ پڑت دکھائیں۔“ پہلے آدمی نے انتہائی کرخت لہجے
 میں کہا۔

”پہلے آپ اپنی شناخت کرائیں۔ آپ کا اپنا راج کون سے ادب
 کا تعلق کس محکمے سے ہے۔“ عمران کا بوجہ اس بار خاصا کونٹ
 تھا۔

ادب عمران کا بوجہ سنتے ہی اس کے سب ساتھی ایک لخت جوڑ کے
 جوڑ گئے۔ کیونکہ وہ عمران کے بدلے ہوتے بھگے کو ابھی طرح بھیجے
 پہلے آپ نیچے آئیں۔ درنہ میں فائر کھول دوں گا۔“ اس آدمی
 نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے، مادام نیچے اترتے ہیں۔ شاید انہیں کوئی غلط
 ہو گئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جلد ہی دور ہو جائے گی۔“ بلکہ
 ہنسی

ہے اور ہو جائے گی۔ عمران نے مڑ کر جو اس سے کہا۔ اور پھر دروازہ
 کھول کر بیٹھے اتر آیا۔ جو ابھی دوسری طرف سے نیچے اتری۔ اور باقی ساتھی
 نیچے اتر گئے۔
 اور ایک طرف قطار بنا کر کھڑے ہو جاؤ۔ اور اپنے ہاتھ سروں پر رکھ
 باس آدمی نے ہوشیار لہجے میں کہا۔

عمران خاموشی سے ادھر مٹ گیا۔ اور پھر اس آدمی کے کہنے کے مطابق
 ہاتھ ہاتھی اپنے دونوں ہاتھ سر پر رکھ لئے۔ ظاہر ہے عمران کے ساتھیوں
 نے اس کی پیروی کرتی تھی۔

ان کی خاموشی کو مائیکل۔ اس آدمی نے ایک طرف کھڑے مرع شخص
 سے گھبراہٹ لہجے میں کہا۔

اور وہ شخص عمران اور اس کے ساتھیوں کی پشت کی طرف آیا۔ اور پھر
 اس نے ہلے مارا نہ اتنا زمین تلاش یعنی شروع کر دی۔ کیونکہ کسی کے پاس
 سے کوئی اسلحہ نہ نکلا۔ البتہ عمران کے کوٹ کی مخصوص جیب میں موجود
 ٹھوس پستل تک اس کا ہاتھ ہی نہ پہنچا تھا۔

گولی اسلحہ نہیں ہے، باس۔“ مائیکل نے اپنی آواز میں کہا۔
 ”ٹھیک ہے۔ اب تم لوگ ہاتھ نیچے کر سکتے ہو۔“ اس آدمی نے
 عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور عمران اور اس کے ساتھیوں نے ہاتھ نیچے کر لئے۔
 گولی۔ تم چین باس کو کال کر کے بتاؤ کہ جکی اور اس کے ساتھی موجود
 لہا ان کے پاس اسلحہ نہیں ہے۔ اب مزید کیا حکامات ہیں۔ اس
 آدمی نے جو شاید ان کا اپنا راج تھا ایک اور آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

کیا تم جیت باس منہری کی بات کو سہت ہو۔ اچھا کہہ
نے تیز لہجے میں کہا۔

خاموش رہا۔ ورنہ ہمیں تو یہی حکم ہے کہ تمہیں دیکھتے ہی اڑا
جاتے۔ ہم چاہتے تو درود سے انتہائی جیپ پر مارا کرتے فائر کو کسے بچا
سکتے تھے۔ لیکن ہم نہیں چاہتے کہ کوئی غلط لہجہ باقی رہ جائے۔
انجٹار نے انتہائی کڑخت لہجے میں کہا۔

لیکن جب تم دیکھ رہے ہو کہ مادام جیکی ہمراہ ہیں تو تمہیں یہ کیسے
ہو سکتی ہے۔ عمران کا لہجہ اور بھی زیادہ تلخ ہو گیا۔

ہو نہ ہو۔ مادام جیکی۔ میں جیت باس نے بتا دیا ہے کہ
مادام جیکی نہیں ہیں۔ اس انجٹار نے بڑے عقارت کھے نہ
میں کہا۔ اور عمران پر صورت حال اب پوری طرح واضح ہو گئی۔

سنو۔ میری بات سنو۔ ہتھارہ آدمی۔ عمران۔
ایک ٹولٹ ایک سائٹیڈ کھڑے آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہے
انجٹار کا چہرہ بیسی ہی اس طرف گھوما عمران نے انتہائی بھرتی سے کہ
جیپ سے بسٹل نکالا۔ اور عمران کو یوں پشیل نکالتے دیکھ کر تو
ایک ٹولٹ چینی کی طرح جھلا جاگ لگائی اور وہ اپنے سامنے کھڑے بیٹھ
بردار کے ہاتھ سے مشین گن چھینتا ہوا تیزی سے گھوما۔ اور پھر عمران
پشیل اور تیزی کی مشین گن نے ایک شعلے اگلے شروع کر دی
باقی ساتھی گولی کی تیزی سے انجٹار کو زمین پر اچھال دیا تھا۔ اور
عمران کے پٹنے ہی فائر سے انجٹار کو زمین پر اچھال دیا تھا۔ اور
فائر نے دائیں طرف کھڑے مشین گن بڑا کسے بیٹھے میں سوراخ کر دیا۔ اور

کے ساتھ ہی عمران نے جھلا جاگ لگائی۔ اور انتہائی تیزی سے ایک چٹان کی
اڑنے لے کر مشین گن کی گولیوں کی بوچھاڑ اس کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔
نور کا نشانہ دو افراد نے تھے۔ انہی میں ایک جیپ جو انتہائی بائیں
طرف کھڑی تھی ایک جھٹکے سے سشارت ہوتی اور گھوم کر تیزی سے وہیں
دوڑنے لگی۔ جب کہ ایک اور آدمی وہ دکھ کر اس جیپ ہوتی جیپ پر چڑھنے لگا۔
یہ وہی تھا جس نے عمران پر فائر کھولا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ جیپ
پر وار دہانا عمران کی گولی نے اسے زمین چلنے پر مجبور کر دیا۔ سنو نے اس
جیپ پر فائر کھول دیا۔ اور پھر زوردار دھماکوں سے تیزی سے دوڑتی ہوئی
جیپ یکدم اچھلی اور قلعہ بانسی کھاتی ہوئی نیچے گہرائی میں گرتی چلی گئی۔ چند
لمحوں بعد اس کے پٹرول ٹینک پھٹنے کا زلدارا دھماکہ ہوا اور نیچے گہرائی سے
آگ کے شعلے اڑے اور کوندہ ہوتے نظر آنے لگے۔ عمران جیپ کے نیچے گرتے
ان تیزی سے بھاگتا ہوا اس گہرائی کی طرف بڑھا۔ اسے خدشہ تھا کہ
کہیں جیپ چلانے والا گرنے سے پہلے ہی جھلا جاگ نہ لگ گیا ہو۔ اگر وہ بیچ
گیا تھا تو وہ ان سب کے لئے کسی بھی وقت انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا
تھا۔ عمران نے گہرائی کے کنارے سے پریچرنگ کر کے فائر وہ آدمی واقعی جیپ
سے کچھ فاصلے پر موجود تھا۔ لہذا اس نے عمران کی توقع کے عین مطابق اپنے
ایک جھلا جاگ لگائی تھی۔ لیکن وہ بیچ پریچرنگ نہ سکا تھا۔ وہ شاید مگر کے بل چٹانوں
پر گرا تھا اس لئے اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ کیونکہ وہ جس انداز
میں پڑا تھا اور اس کا سر جس طرح بیٹھھا جو رہا تھا اس سے یہی بات ظاہر
ہوتی تھی۔ عمران ایک طویل سانس لے کر داپس مڑا تو اس کے سامنے اسلمہ
اٹھا کر کے اب اپنی جیپ کے قریب کھڑے تھے۔ صفا انفلوں کی دو

جیسا صحیح ساقم حضرتی تھیں۔
 "بیک کی کے متعلق ہنری کو کیسے معلوم ہو گیا۔" — عمران کے قریب
 پہنچتے ہی جو لیا ہے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہنری کوئی عام مجرم نہیں ہے۔ یاد رہے کہ جیسی طاقتور تنظیم کا سربراہ
 اور یہ تو جاری قسمت تھی کہ ہم سچ نکلتے۔ وہ سنا اس بار چاروں سے کچھ کی ایک
 فیصد توقع بھی نہ تھی۔ اب ہنری یقیناً بیٹھا اپنے بال فوج رہا ہو گا۔"
 عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 "یکوں۔ ایسی کیا بات ہو گئی۔" — صفد اور جو لیا نے بیک اور

پوچھا۔

"قوائی ایک بات انتہائی سمجھ میں نہیں آئی۔ ہنری کو نہ صرف یہ معلوم ہو گا
 سب سے کہ چکی مرکی ہے اور جو لیا چکی کے میک اپ میں ہے بلکہ آستہ بہ
 بھی معلوم ہے کہ ہم بیٹہ کو مار پیر رہ کر کسے آستہ ہیں۔ اس نے
 ان لوگوں کو یہی ہدایات دی تھیں کہ ہمیں دیکھتے ہی ختم کر دیا جائے۔ اب
 ملے گا بھی تو قنف نہ کیا جاسے لیکن یہ لوگ غلط فہمی وہ دکر کرنے کے چکر میں پڑ
 گئے اور بات واضح ہو گئی۔" — وہ در جس طرح اطمینان سے ہم لوگ آستہ
 تھے اگر وہ سے ہمارے جیپ پر مار گھٹے خاکہ کو دیتے جلتے تو چار ایک لگا
 ناممکن تھا یا پھر جیسے ہی ہمارے جیپ کی تھی اور یہ لوگ میشنگ گوں سمیت
 قریب آگئے تھے یہ اس وقت بھی خاکہ کھول دیتے تو ہم زندہ جیپ سے
 باہر بھی نہ نکل سکتے۔ ہنری کو اب معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہم سچ تھے ہیں۔
 کیونکہ جو آدمی جیپ سے کہ بھاگا تھا وہ اس انچارج کے کپڑے جیپ میں
 موجود ٹرانسپیر ہنری سے بات کر رہا تھا۔ اور پھر جس طرح وہ بھاگا

خبر ہے اس نے جیپ اٹھنے سے پہلے ہی کچھ نہ کچھ بتا دیا ہو گا۔" — عمران
 نے اس بار انتہائی تفصیل سے تمام واقعات کا مختصر یہ کرتے ہوئے کہا۔
 "اور واقعی۔ اس انچارج کی باتوں سے اپنی ظاہر جو رہا ہے۔ لیکن
 اب کیا بردگما ہے۔" — کیسی شکیلی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 "اب اس ازم لینڈ کی مرزین کا ایک ایک چپہ چاہا دشمن بن چکا ہے۔
 اور اب کراسٹی جلتے کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ اب ہمیں براہ راست
 جینڈ کو اڈر پر حملہ کرنا ہو گا۔" — ایسا کرو کہ یہ دونوں جیپیں بھی ساتھ لے لو۔
 یہاں سے پیدل تو ہم بچ نہیں سکتے۔ کیونکہ ابھی بیٹہ کو مار کا فاصلہ
 بہت زیادہ ہے۔ میں ایک جیپ میں صفد اور جو لیا اور دوسری جیپ
 میں۔" — تنویر اور کیپٹن شکیل عیسوی جیپ میں چلے گئے۔ جو لیا
 اور تنویر جیپ ڈرا آؤ کر بن گئے جب کہ صفد اور کیپٹن شکیل انتہائی
 چوکنا نہ انداز میں گرد و پیش پر نظر رکھیں گے اور ہم نے ایک دوسرے
 سے کبھر کر آگے بڑھنا ہے۔ میں بہر حال آگے دوں گا۔" — عمران
 نے کسی سپہ سالار کی طرح باقاعدہ ہدایات جاری کرتے ہوئے کہا۔
 اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے تیزی سے جیپوں کی طرف بڑھ گئے۔
 "اور سن لو۔ جیپ میں ٹرانسپیر ٹائپ کی ہر چیز بند کر دینا۔ ایسا نہ ہو کہ
 وہ کسی شیشے کے ذریعے جیپیں ہی اڈا دے۔" — عمران نے اونچی
 آواز سے اپنے ساتھیوں سے کہا اور خود اچھل کر اپنی جیپ کی ڈرائیونگ
 سیٹ پر بیٹھ گیا۔

وجود پاؤر لینڈ کے ایک آدمی نے ہنری کو اطلاع دے دی تھی۔ اور ہنری چونکہ جانتا تھا کہ جنگی مرچکی ہے۔ اور اس کے میک اپ میں عمران کی ساتھی جو لیا ہے۔ اس لئے یہ اطلاع ملے ہی وہ سمجھ گیا کہ عمران اور اس کے ساتھی جیڈ کو اڈر ٹرپر حملہ کرنے کے لئے ایم لینڈ میں داخل ہو گئے ہیں۔ لیکن چونکہ اطلاع صرف اتنی ملی تھی کہ ان کی تعداد بارہ ہے اور وہ ایک جہیز میں ہیں۔ اس لئے ہنری نے کام سٹی کے جیکسن کو احکامات دے دیئے کہ وہ اس جہیز کو گھیرے میں لے کر آئے تباہ کر دیں اور کسی کو زندہ بچ کر جانے کا موقع نہ دیں۔ لیکن پھر جیکسن کے آدمی نے ٹرانسپیرٹ پر دھناحت پڑھی۔ اور اس کے ساتھ ہی وہاں فائرنگ شروع ہو گئی اور جہیز تباہ ہونے لگا۔ اس نے ٹرانسپیرٹ پر بس لیا اس لئے وہ سمجھ گیا کہ عمران اور اس کے ساتھی نہ صرف جہیز تباہ ہو گئے ہیں بلکہ انہوں نے جیکسن اور اس کے گروپ کا بھی خاتمہ کر دیا ہے۔ اس لئے اب اس نے خود اس جنگی جہیز کا پتہ کوئٹک میں سے آنے کا فیصلہ کیا۔ اُسے پوری طرح اطمینان تھا۔ کہ اس قدر وسیع اڈر ویران علاقے میں وہ بڑی آسانی سے ان لوگوں کا قتلہ کر دے گا۔

دو دن سے وہ سارے علاقے کا جائزہ لیتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ اور پھر اسے دور سے ایک ٹیلے کے چبھنے سے ایک بیوی لینڈ تعداد جہیز کھنک کر آگے دوڑتی ہوئی دکھائی دی۔ اسی لمحے اُسے اڈر ویران میں بھی کچھ فاصلے پر آگے بڑھتی دکھائی دی۔ یہ تین بیویاں تھیں کیسے ہو گئیں۔ ہنری نے بڑبڑاتے ہوئے

ہیلو کا پتہ جب فضا میں کافی بندھی پر پہنچ گیا تو ہنری نے گھمے میں بھی ہوئی دو درجن آنکھوں سے لگائی۔ یہ مخصوص ساخت کا بیلی کا تھا۔ جو میک وقت کسی جنگی جہاز کا بھی کام کرتا تھا اور بیلی کا پتہ بھی تھا۔ اس میں انتہائی طاقتور مشین گنوں کے علاوہ راکٹ لانچر بھی نصب تھے اور مخصوص ساخت کے ہم نشاؤں پر بھیکنے والی بڑی گینیں بھی تھیں۔ وہ یہ سارا انعام باقاعدہ ایک کمپیوٹر کے تحت چلتا تھا۔ اس نے اس بیلی کا پتہ کا نشانہ خطا ہونے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ ہنری وہ جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کی ایم لینڈ میں داخلے کی اطلاع ملی تھی۔ اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ ان لوگوں کو پیڈ کو اڈر ٹرپر قریب پہنچنے سے پہلے ہی ختم کر دیا جائے۔ یہ اطلاع اُسے اس وقت ملی تھی جبکہ عمران اور اس کے ساتھی ایم لینڈ کی پہلی سرحدی خط سے اندر داخل ہوئے تھے۔ مادام جیکسن کی وجہ سے وہاں چوڑے

مجھے بڑھی اور اسی لمحے پہلی کاپیٹر نے بیک وقت دو راکٹ خارج کر دیے۔ دوسرے لمحے ایک خوف ناک دھماکہ ہوا اور دوڑتی ہوئی بیپ کے پمپے اڑ گئے۔ دونوں راکٹ بیک وقت جیب سے اُٹھ گئے تھے۔ اس جیب کے تباہ ہوتے ہی منہری نے پہلی کاپیٹر کا کنٹرول سنبھال لیا کیونکہ کمپیوٹر ایسا ٹارگٹ کو مل کر چکا تھا۔ اس نے پہلی کاپیٹر کو اوپر اٹھایا اور دیکھ کر دوسری جیب کی طرف بڑھ کر دوسری جیب کچھ خاصے پروڈر ہی تھی۔ منہری نے جلدی سے اس جیب کو پہلی کاپیٹر کے ٹارگٹ میں فٹ کیا اور ڈسٹرکشن بین پریس کر دیا۔ اور چند لمحوں بعد دو دھماکوں کے ساتھ ہی دوسری جیب کے پمپے بھی فضا میں بکھر گئے۔ اب صرف ایک جیب باقی رہ گئی تھی۔ اور چند لمحوں بعد اس نے جیب کو ایک شے کی آڑ میں رکھے ہوئے دیکھ لیا۔ شاید دھماکوں کی وجہ سے وہ دکھائی تھی۔ منہری نے اس شے کا ٹارگٹ لے لیا۔ اور اس بار پہلی کاپیٹر نے وہ کی بجائے بیک وقت چار راکٹ اور دو طاقتور ایم اس شے پر فائر کر دیئے نتیجہ یہ کہ دو سالمہ ہوا اڑی شے جیب سمیت فضا میں بکھرنا چلا گیا۔

”وہ مارا۔۔۔ ان لوگوں نے یا ورلینڈ کو مٹا سچھ لیا تھا“

منہری نے خوشی سے نعرہ مارے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ پہلی کاپیٹر کو بلندی پر لے گیا۔ اور کافی دیر تک وہ ان تباہ شدہ جہیوں والے علاقے کے اوپر پرواز کرتا رہا۔ وہ صرف یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ کوئی آدمی جیب سے کوئی بیج تو نہیں گیا۔ لیکن کافی دیر تک مسلسل پرواز کرنے کے باوجود جب اُسے کوئی آدمی نظر نہ آیا اور نہ ہی کسی نے

کہا۔ اور اس نے دو درمیں کی سائڈ پر لگی ہوئی ایک چھوٹی سی تابک لگھایا تو نیچے دوڑتی ہوئی جہیوں میں سے ایک کی طرف نظر کرنے لگا۔

”ادہ۔۔۔ یہ دو جہیوں تو جیکسن پارٹی کی ہیں۔ ان کے غرضوں نفاذ بھی موجود ہیں۔ اس کا مطلب ہے۔ یہ دو جہیوں بھی عمران کے ہاتھ لگ چکی ہیں۔“ منہری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے دو درمیں کو لگھوں سے دھاک پہلی کاپیٹر کی بلند می ٹیم کرنی شروع کر دی۔ اب دوڑتی ہوئی جہیوں اُسے صاف نظر آنے لگی تھیں۔ اس نے پہلے ایک جیب کو نشانہ بنانے کا فیصلہ کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کمپیوٹر کا بین دکھا کر اس پر جیب کا ٹارگٹ فٹ کرنا شروع کر دیا۔ اُسے معلوم تھا کہ ایک بار جیب کا ٹارگٹ فٹ ہو گیا تو یہ کمپیوٹر اس وقت تک اس جیب کا پھینچنا نہ چھوڑے گا جب تک وہ تباہ نہ ہو جائے۔ پہلی کاپیٹر ایک کمپیوٹر کے تحت آ گیا تھا اس لئے منہری نے فائرنگ شروع ہو گیا تھا۔ چند لمحوں میں جیب کمپیوٹر کی سکرین پر عین ٹارگٹ کے درمیان نظر آنے لگی۔ اور منہری نے کمپیوٹر کا ڈسٹرکشن بین پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے پہلی کاپیٹر نے ایک سخت غولہ کھالی۔ اور وہ آہستہ تیز رفتار سے اس جیب کی طرف بھجوا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے کہ ہوا کا عقاب اپنے شکار پر بھیبٹ رہ رہا ہو۔ منہری اطمینان سے جھانک رہی کاپیٹر کی کامر دگی دیکھ رہا تھا۔ جیب اچانک ایک شے کی آڑ میں لگتی اور پہلی کاپیٹر بکھرتا ایک زوردار جھٹکے سے رگ گیا۔ چند لمحوں بعد جیب انتہائی تیز رفتار سے شے کے پیچھے سے نکل

ہیلی کا پیریز فائر کیا تو اُسے یقین ہو گیا کہ عمران اور اس کے ساتھی جیپوں
سمیت تباہ ہو چکے ہیں تو وہ اٹمینٹان سے واپس چلے گئے اور ترکی طرف پڑ
گیا۔ اس کے پیچھے پراس باگ گھرے اٹمینٹان کے آٹا رہنمائی تھے۔

عمران نے جیپ ہی جیپ لے کر ایک ٹیلے کی اوٹ سے نکلنا اُسے
اسے آسمان پر ایک نئی ساخت کا ہیلی کا پیریز اور ٹاؤ کھانی دیا۔ عمران
نے جیپ سے جیپ کی سائڈ ٹرکوں کے ساتھ نکلے ہوئی دو درجن اٹا کر اٹھوا
سے نکالی۔ یہ دو درجن انتہائی طاقتور تھی۔ اس دو درجن سے انتہائی مہندی
پہنچ رہی تھی اور اُسے صاف نظر آ رہا تھا۔ ہیلی کا پیریز کی ساخت اور اس میں
فیب میٹال جنوں اور اگٹ لائچروں اور بیم جنوں کو دیکھتے ہی عمران
بہال رہ گیا۔ یہ واقعی انتہائی خوف ناک اور جدید ترین ساخت کی
جہاز تھی۔ اور اسے زیادہ ہنگی مہیما دین کی موجودگی اور ہیلی کا پیریز
بہانے والے صرف ایک آدمی کیونکہ اس ہیلی کا پیریز کی آگے کی ساخت

ہاٹ دینا سے۔ کس شے کی اوٹ میں ایک لمحے کے لئے جیب رکھو
پہرے چلا کر آگے چلنے دو۔ جیب کا پٹر پھر نہ کھولنا اور نہ اوٹ
کا باہر نکھنا اور وہاں پتلا۔۔۔ عمران نے کہا اور جن پریس کو کے
لئے جیب کو تیزی سے آگے دوڑانا شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ وہ جیب
کی کچی بیٹوں پر پڑا ہوا اسلحہ نیچے پھینکتے جا رہا تھا۔

اُسی لمحے اس نے دو جیبی کا پٹر کو ایک باہر پر غور سے دیکھا اور
پڑھی دھماکے ہوتے اور اس کے ساتھ ہی عمران نے اپنی جیب ایک
لئے شیلے کی اوٹ میں رکھی۔ اور جلد ہی سے نیچے اتر کر اس نے
جیب کی سائڈ سیٹ اٹھائی۔ اس میں موجود ایک باکس نکال کر وہ جیبی کی

تازہ تیزی سے بھاگتا ہوا کچھ فاصلے پر ایک اور شیلے کی طرف گیا۔ اور پھر
اس شیلے کی اوٹ میں باکس رکھ کر وہ بیٹھ گیا۔ کندھے سے لگی ہوئی
شین گن اس نے ہاتھوں میں لے لی تھی۔ اب جیبی کا پٹر اُسی شیلے کے

اوپر بچھا تھا۔ اور پھر جیبی کا پٹر چند لمبے دباؤں کے ساتھ وہ اس وقت خاصی
بندھی پر تھکا۔ اتنی طبعی پیکر مشین گن کی گولی اس پر کوئی اثر نہ کر سکتی
تھی۔ اس لئے وہ جوتھ بیٹھنے خاموش بیٹھ گیا۔ اور چند لمحوں بعد اس نے

ایک کا پٹر تیزی سے اس شیلے کی طرف جس کی اوٹ میں اس کی جیب کھڑی
تھی غور سے دیکھا۔ اور پھر جیبی کا پٹر سے بیک وقت کئی شیلے
کی طرف لپکے۔ اور اس قدر خوف ناک دھماکہ ہوا کہ پوری زمین ٹوٹی طرح لرز

اُٹھی۔ اور ساتھ ہی جیبی کا پٹر فصا میں بندھ چکا گیا۔ عمران نے دیکھا کہ وہ بڑا
بڑا جس کے نیچے جیب موجود تھی اپنی جگہ سے غائب ہو چکا تھا۔ ہر
فرق پھر اول کے ساتھ ساتھ جیب کے پوزے سے پھین گئے تھے۔ اور

بتدی ہی تھی کہ اس میں دوسری سیٹ کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ وہ پھر
اس جیبی کا پٹر کو عام مشین گن سے گرانہ ناممکن ہے۔ اس لئے وہ
ہاتھوں سے بھاگ کر دو میں رکھی۔ اور جلد ہی سے ریٹ دیا۔ پھر
دیکر ٹرانسپیر آن کر دیا۔

بڑھو بیٹو۔۔۔ عمران سیدنگ اور۔۔۔ عمران نے تیزی سے
کہا۔ اور اس کی نظریں البتہ جیبی کا پٹر پر جمی ہوئی تھیں۔ جو اب کافی قدر
پرمانہ تازہ تیزی سے غور سے دیکھا تھا۔

میں۔۔۔ صفحہ سیدنگ اور۔۔۔ چند لمحوں بعد صفحہ کی آدھ
سٹائی دی۔

یہ جیبی کا پٹر دیکھ رہے ہو اور۔۔۔ عمران نے تیزی سے کہا۔
"ہاں۔۔۔ یہ ہماری جیب پر ہی غور لگا رہا ہے۔ میں اس پر فائر کھولنے
چاہتا ہوں اور۔۔۔ صفحہ سے تیزی سے کہا۔

پھر جگہ تھیں۔۔۔ جیب کو کسی شے کی آڑ میں رکھو۔ نیچے اتر جاؤ۔ پھر
کو آگے چلنے دو۔ اور اس پر فائر نہ کھولنا۔ میں اسے ڈراؤ دینا چاہتا ہوں۔

اور۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور جلد ہی سے وہ بیٹھ کر گولیاں کو
نہروں پر ایڈجسٹ کر کے اس نے وہ بیٹھ کر دوبارہ لگا دیا۔

میں۔۔۔ کیپٹن شیکل آئیننگ اور۔۔۔ دوسرے
کیپٹن شیکل کی آواز سنا لی۔

اُسی لمحے جیبی کا پٹر سے شیلے نکل کر زمین کی طرف پڑتے نظر آئے
پھر خوف ناک دھماکے کی آواز سے پورا علاقہ گونج اٹھا۔

کیپٹن شیکل۔۔۔ میں عمران بول رہا ہوں۔ تم نے اس کا پٹر

عمران نے ہونٹ پیچنے لے۔ واقعی یہ خوف ناک جنگی مشین تھی۔ وہ اس کا
 اسی غلطی پر پیدا کر رہا تھا۔ وہ بار بار ادھر ادھر کے چکر کاٹ رہا تھا۔
 عمران دعا مانگ رہا تھا کہ اس کا کوئی ساتھی اُسے نذر نہ آجائے یا کوئی
 پونا کرے۔ کی حاکمت نہ کرے۔ کیونکہ اس نے اچھی طرح دیکھ لیا
 کہ اس بی بی کا پشیر سے بچ سکتا بھی ناممکن ہے۔ اور اسے کسی صورت
 بھی بچنے سے تیار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن کچھ دیر بعد جب بی بی کا بیڑا پار
 پٹ کر جانے لگا تو عمران کے حلق سے اطمینان کی ایک طویل سانس نکلی
 گئی۔ اس کے فانس جانے کا مطلب یہ تھا کہ اس کا کوئی ساتھی اُسے
 نذر نہ آیا تھا۔ اس لئے وہ پانکٹ اب ان کی طرف سے مطمئن ہو کر پار
 چلا گیا ہے۔ جب بی بی کا بیڑا فانس غائب ہو گیا تو عمران اٹھ کر بیٹے کی
 سے باہر آ گیا۔ اور وہ بیٹے کے اوپر چڑھتا گیا۔ بیٹے کی چوٹی پر پہنچ کر
 اسی نے مشین گن سے فضا میں فائر کیا۔ اور ساتھ ہی ریٹک وارچ کا
 بزن پریس کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ عمران کا لنگ اور۔“ عمران نے کہا۔
 ”بس۔ کیپٹن مشکیل اسٹنڈنگ اور۔“ دوسری طرف ت
 کیپٹن مشکیل کی آواز سنائی دی۔

ظفر وہ ٹھہرا گیا ہے۔ میں بیٹے کے اوپر چڑھوں، تم یہاں بھاؤ۔ جلدی
 اور اینٹال۔ عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے صفدر کو کال کر کے
 یہی ہدایت دی اور ڈرائیو سیر آف کر دیا۔

چند لمحوں بعد کافی فاصلے سے مختلف ٹیلوں کی اوجھ سے اُسے اپنے
 ساتھی نکل کر آتے دکھائی دیئے۔ عمران نے ہاتھ ہلا کر انہیں اشارہ کیا۔

بڑا وہ بیٹے سے نیچے اتر آیا۔

میں قدر خوف ناک جنگی کا پشیر تھا یہ۔ جو لینے آتے ہی
 ہاں وہ بی بی کا پشیر سے خاصی مرعوب دکھائی دے رہی تھی۔

میں تو اسے گرا دیتا لیکن کیپٹن مشکیل نے مجھے منع کر دیا تھا
 اپنے منہ بند نہ ہونے کہا۔ وہ شاید جو لیا پر عجب ڈانٹا چاہتا تھا۔

مجھے سب سے زیادہ مہربانی طرف سے ہی نکرتی تھی کہ تم نے جوش میں
 اگر اس پر فائر کھول دیا تو پھر جاہل ایچ نکھانا ناممکن ہو جائے گا۔ یہ انتہائی جدید

نرم گائیڈڈ پشیر شول بی بی کا پشیر تھا۔ تم نے دیکھا نہیں کہ اس نے بیٹے
 پر بیٹے کیسے کوبی اڑا دیا ہے۔ اگر اس پر فائر کھل جائے تو یا تو معلوم ہو

جائے گا کہ وہ کبھیوں کے ساتھ ندم نہیں ہوتے۔ پھر وہ یقیناً ہر شے کو
 لارینا۔ عمران نے سر ہلکے ہوئے کہا۔

اور اس بار تو میرے نے اختیار دھجھجھری لے کر کندھے جھکے۔ اب
 اسے خیالی آ رہا تھا کہ واقعی اگر وہ اس پر فائر کھولنے کی حاکمت کر چیتا تو نتیجہ

بڑا ہی خوف ناک نکل سکتا تھا۔

موتاب کیا ہو اگر اسے ہے۔ صفدر نے کہا۔

اس باس میں دو بیگ موجود ہیں۔ ان میں سے ایک میں جدید اسلحہ
 اور دوسرے میں میکانک اپ اور کچھ سائنسی سامان ہے۔ ایک ایک تھیلہ

تم اور کیپٹن مشکیل اٹھا لو۔ اور تو یہ بیٹے کے پیچھے میں نے جیب
 سے کچھ اسلحہ نیچے پھینکا ہے تم جا کر وہ اٹھا کر لے آؤ۔ اب ہمیں پیدل

بلا کر آگے بڑھنا ہو گا۔ میں اب ہم میڈیکل ٹرے سے خاصے قریب پہنچ
 گئے ہیں۔ عمران نے کہا۔ اور صفدر اور کیپٹن مشکیل باس کی طرف

بڑھ گئے جب کہ تو یہ پھینچنے کی طرف چلا گیا۔

میرا خیال ہے اب ہمیں میک اپ بدل لینا چاہیے۔ ویسے اب ہمیں کو اور کتنے فاصلے پر چوگا۔ جو لیٹے ایک پتھر پر بیٹھے ہیں۔

یہاں سے کرام میٹی میں کو میٹر دو رہے۔ اور کرام میٹی سے میٹنگ آئے کھو میٹر کے فاصلے پر بہت۔ عمران نے جواب دیا۔

اشفاق میں کو میٹر۔ اوف۔ یہ تو خاصا فاصلہ ہے۔ جو لیٹے چرکتے ہوئے کہا۔

تم فکر نہ کرو۔ جب تک جاؤ گے بنا دینا۔ میں تمہیں کا نہ ہوں براؤ لوں گا۔ چلو کچھ پرکشش ہی جو جائے گی۔ بعد میں سامری زندگی یہی کام آئے ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عمران ان حالات میں سمجھے یہ کہ اس اچھی نہیں لگتی۔ خاموش ہو لیٹے ہانوسٹ گوارا لے رہے ہیں کہا۔

”اچھا داد۔ کم از کم تمہاری تو بی بی اس پہلی کاپڑنے پیداکر دی ہے کہ کچھ حالات میں کجواس اچھی بھی گئے تک گئی ہے۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

لیکن جو لیٹے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموش رہی۔ وہ شاید اپنی پر بڑی طرح ابھی ہوئی تھی۔ تو یہ پتھر کچھ دیر بعد اسٹو انٹکسے چائس اپنا عمران نے یہ اسٹو بھی سب میں بانٹ دیا۔

صفدر اپنے پھیلے سے میک اپ باکس نکال کر جو لیا اور وہ باج یہ میک اپ بدل لے۔ اب چمکی کا میک اپ فائدے کی جھانک

فدا کی اسے گا۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور صفدر نے سہماتے ہوئے اپنے پھیلے میں سے میک اپ باکس نکال کر جو لیا کی طرف بڑھا دیا۔

توڑی دیر بعد جو لیٹے میک اپ میں آگئی۔ اب وہ اس علاقے کی مقامی عورت تک رہی تھی۔

”اچھا اب چلیں۔ اب ہم نے پہلے کرام میٹی پہنچا ہے۔ میرے خیال میں اب وہاں جانے میں کوئی خطرہ نہیں۔ ہماری اب ہماری طرف سے خطرہ ہو چکا ہوگا۔ عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

لیکن ہم وہاں کہا ہی کیا گھر میں گئے۔ ظاہر ہے پیدل چننے سے وہ لگ بھگ تو جو جاتیں گے۔ صفدر نے کہا۔

یہی میری کہانی کہ ہم سیاح ہیں۔ پیپ رائے میں خراب ہو گئی اس لئے پیدل آنا پڑا۔ عمران نے منہ بندتے ہوئے جواب دیا۔

”ویسے ہمیں وہاں ہوشیار رہنا ہوگا کیونکہ جیٹہ کو اور شہ سے نزدیک رہنے کی وجہ سے میرا خیال ہے وہاں منبری کے آدمیوں کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی۔“ کیپٹن سٹیکل نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

ہاں خند بھرے ہونے میں کہا۔

پٹرک بول رہا ہوں زبرد ونگ سے ہے۔ ایک سخت سی آواز
 آئی دی۔ یہ میرا کو اور گاجینی کے علاوہ دوسرا ڈاکٹر گڑھ مطلب سے ترندی
 کی بڑھتیا کیا گیا تھا۔

اوپر مسٹر میٹرک۔ کیسے فون کیا ہے۔ ہنری نے چونک کر پوچھا کہ بڑھ
 پٹرک کا وجہ ایسا تھا کہ اس کا زیادہ تعلق مرہٹا کو اور پٹرک کے دو سو سے سینتالیس
 سے ہوتا تھا۔

ہاں۔ آپ کو تو معلوم ہی ہے کہ زبرد ونگ کا رابطہ کرام سٹی
 سے رہتا ہے۔ اور آپ کے حکم پر میں نے جیکین اور اس کی پارٹی کو بھیجا
 تھا۔ میں نے متعلق ابھی تک کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ پٹرک
 نے کہا۔

تم اصل بات کیا کہنا چاہتے ہو۔ وہ کہہ کر کرام سٹی میں کیا ہو رہا ہے۔
 ہنری نے کرام سٹی کا حوالہ دیا ہے۔ جیکین اور اس کے ساتھی ہلاک ہو
 چکے ہیں۔ ہنری نے سخت ہنسنے میں کہا۔

میرا بھی ہی خیال تھا کیونکہ جب آپ نے بتایا تھا کہ اس جکی بھی عمران
 کے گرد پکے ہاتھوں ختم ہو چکی ہے۔ اور عمران اور اس کا گرد پ اب
 ہنگامہ زبرد ونگ کے لئے گھائیوں میں موجود ہے۔ کو اور پٹرک کے
 نام افراد کو چونکا کر دیا تھا۔ کیونکہ مجھے یقین تھا کہ اگر وہ لوگ جیکین
 اور اس کی پارٹی کے ہاتھوں بچ بھی گئے تو وہ کرام سٹی ضرور پرانچیں گے،
 پٹرک کا بچہ بے حد سنجیدہ تھا۔

پوچھو..... ہنری نے اس سے بھی زیادہ سنجیدہ ہونے

ہنری سے بڑے اطمینان بھرے انداز میں اپنے خاص کپڑے
 کے بیڈ پر بیٹھا ایک موٹی سی کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا۔ پٹرک
 کی تیارہی کے بعد اسے دلی طور پر کچھ عجیب سا سکون محسوس ہو رہا تھا۔
 اس کی عادت تھی کہ جب اس کے ذہن پر سے کوئی بوجھ ہٹ جاتا
 مطالعے میں مصروف ہو جاتا۔ مطالعے کے لئے اس کی طبیعت
 آمادگی ہی اس بات کی دلیل تھی کہ وہ ذہنی اور دلی طور پر پرسکون ہے۔
 مطالعہ کرتے کرتے بخانے آئے کس وقت خیندا آگئی اور کتاب
 پر رکھے وہ سو گیا۔ لیکن پھر اچانک تیز آواز میں بچنے والی گفتگو
 کو خست آواز سے جگا دیا۔ یہ آواز شبلی ڈول کی گھنٹی کی تھی جو
 کے سر پر نے پڑا تھا۔ اس نے کتاب ایک سطر تک رکھی اور پھر
 رسیو اور اٹھا لیا۔

ہیں۔ ہنری سپیکنگ۔ ہنری نے رسیو اور اٹھا

میں کہتا۔
 "تو جناب وہ کرامت ہی پہنچ گئے ہیں۔ میں ہی اطلاع آپ کو دینا چاہتا تھا۔
 پیڑنگ نے کہا اور ہنری بے اختیار ہنسنے لگا۔
 "بڑا آدمی کسی شے کی حقاقت ہمیشہ بات پر مستعد ہے۔
 "سنو پیڑنگ۔ میں نے اہل کشتی فوراً ہی آپ کے ذمے لے لیا۔
 جاکر انہیں صبح ان کی گاڑیوں کے ساتھ کر دیا ہے۔ اس لئے اب تم خود بناؤ
 کہ تمہاری اس اطلاع کو میں کیا سمجھوں۔ کیا اب مروے بھی زندہ ہونے
 لگ گئے ہیں۔ ہنری کا ہنرہنک اٹھانے والا تھا۔
 "اوہ ہائس۔ اگر آپ نے خود اہل کشتی فوراً آپ پر مٹ کر لیا ہے۔
 تو یہ واقعی مروے زندہ نہیں ہو سکتے۔ اس کا یہی مطلب لیا جاسکتا ہے
 کہ نیگز ہی کے ہوش میں آنے والے چار مرد اور ایک عورت واقعی
 کوئی سیاح ہیں۔ پیڑنگ نے معذرت بھرے اور شرمندہ
 بے چین کہا۔
 "چار مرد اور ایک عورت۔ کیا وہ مقامی ہیں۔ ہنری نے
 سن کر بے اختیار چونک پڑا۔
 "جی ہاں۔ اگر کوئی بیان ہی ہیں۔ وہ پیدل آئے ہیں۔ اور ان کو کیا
 ہے کہ ان کی حیرت راستے میں غراب ہو گئی ہے۔ لیکن ان کے پاس
 ایسا سامان نہیں ہے۔ جیسا کہ عام طور پر سیاحوں کے پاس ہوتا ہے
 اس لئے نیگز ہی ان کی آمد پر چونکا اور پھر اس نے مجھے اطلاع دی۔
 پیڑنگ نے کہا۔
 "یقیناً وہ کوئی آدمی ہیں۔ کیونکہ اگر ان کی تعداد کم ہوتی تو پھر ہنری

میں کہتا۔
 "تو جناب وہ کرامت ہی پہنچ گئے ہیں۔ میں ہی اطلاع آپ کو دینا چاہتا تھا۔
 پیڑنگ نے کہا اور ہنری بے اختیار ہنسنے لگا۔
 "بڑا آدمی کسی شے کی حقاقت ہمیشہ بات پر مستعد ہے۔
 "سنو پیڑنگ۔ میں نے اہل کشتی فوراً ہی آپ کے ذمے لے لیا۔
 جاکر انہیں صبح ان کی گاڑیوں کے ساتھ کر دیا ہے۔ اس لئے اب تم خود بناؤ
 کہ تمہاری اس اطلاع کو میں کیا سمجھوں۔ کیا اب مروے بھی زندہ ہونے
 لگ گئے ہیں۔ ہنری کا ہنرہنک اٹھانے والا تھا۔
 "اوہ ہائس۔ اگر آپ نے خود اہل کشتی فوراً آپ پر مٹ کر لیا ہے۔
 تو یہ واقعی مروے زندہ نہیں ہو سکتے۔ اس کا یہی مطلب لیا جاسکتا ہے
 کہ نیگز ہی کے ہوش میں آنے والے چار مرد اور ایک عورت واقعی
 کوئی سیاح ہیں۔ پیڑنگ نے معذرت بھرے اور شرمندہ
 بے چین کہا۔
 "چار مرد اور ایک عورت۔ کیا وہ مقامی ہیں۔ ہنری نے
 سن کر بے اختیار چونک پڑا۔
 "جی ہاں۔ اگر کوئی بیان ہی ہیں۔ وہ پیدل آئے ہیں۔ اور ان کو کیا
 ہے کہ ان کی حیرت راستے میں غراب ہو گئی ہے۔ لیکن ان کے پاس
 ایسا سامان نہیں ہے۔ جیسا کہ عام طور پر سیاحوں کے پاس ہوتا ہے
 اس لئے نیگز ہی ان کی آمد پر چونکا اور پھر اس نے مجھے اطلاع دی۔
 پیڑنگ نے کہا۔
 "یقیناً وہ کوئی آدمی ہیں۔ کیونکہ اگر ان کی تعداد کم ہوتی تو پھر ہنری

میں کہتا۔
 "تو جناب وہ کرامت ہی پہنچ گئے ہیں۔ میں ہی اطلاع آپ کو دینا چاہتا تھا۔
 پیڑنگ نے کہا اور ہنری بے اختیار ہنسنے لگا۔
 "بڑا آدمی کسی شے کی حقاقت ہمیشہ بات پر مستعد ہے۔
 "سنو پیڑنگ۔ میں نے اہل کشتی فوراً ہی آپ کے ذمے لے لیا۔
 جاکر انہیں صبح ان کی گاڑیوں کے ساتھ کر دیا ہے۔ اس لئے اب تم خود بناؤ
 کہ تمہاری اس اطلاع کو میں کیا سمجھوں۔ کیا اب مروے بھی زندہ ہونے
 لگ گئے ہیں۔ ہنری کا ہنرہنک اٹھانے والا تھا۔
 "اوہ ہائس۔ اگر آپ نے خود اہل کشتی فوراً آپ پر مٹ کر لیا ہے۔
 تو یہ واقعی مروے زندہ نہیں ہو سکتے۔ اس کا یہی مطلب لیا جاسکتا ہے
 کہ نیگز ہی کے ہوش میں آنے والے چار مرد اور ایک عورت واقعی
 کوئی سیاح ہیں۔ پیڑنگ نے معذرت بھرے اور شرمندہ
 بے چین کہا۔
 "چار مرد اور ایک عورت۔ کیا وہ مقامی ہیں۔ ہنری نے
 سن کر بے اختیار چونک پڑا۔
 "جی ہاں۔ اگر کوئی بیان ہی ہیں۔ وہ پیدل آئے ہیں۔ اور ان کو کیا
 ہے کہ ان کی حیرت راستے میں غراب ہو گئی ہے۔ لیکن ان کے پاس
 ایسا سامان نہیں ہے۔ جیسا کہ عام طور پر سیاحوں کے پاس ہوتا ہے
 اس لئے نیگز ہی ان کی آمد پر چونکا اور پھر اس نے مجھے اطلاع دی۔
 پیڑنگ نے کہا۔
 "یقیناً وہ کوئی آدمی ہیں۔ کیونکہ اگر ان کی تعداد کم ہوتی تو پھر ہنری

بیگم نے کانپتے ہوئے بچے میں کہا۔

”بیگم! ابھی ابھی باس بیگم نے مجھے اطلاع دی ہے۔
 سر تھامس ہوش میں سیما کوں کا ایک گروپ آکر ٹھہرا ہے۔ ایک
 عورت اور مردوں کا۔۔۔ ہنری نے قدم سے نرم بچے میں کہا۔
 ”میں جین باس۔۔۔ میں نے اطلاع دی تھی۔ باس بیگم نے
 مجھے ہدایت کی تھی کہ کوئی بھی نیا آدمی کرام سٹی میں داخل ہو تو اطلاع دی
 جائے اور اتفاق سے یہ گروپ آیا ہی میرے ہوش میں ہے۔ اس لئے
 میں نے اطلاع دے دی تھی۔“ بیگم نے تفصیل بیان کرتے
 ہوئے کہا۔

”یہ لوگ اب کہاں ہیں؟“ ہنری نے پوچھا۔

”انہوں نے دو گھرے الٹ کر لئے ہیں۔ ایک اس عورت کے
 لئے علیحدہ اور ایک بڑا گھر جس میں وہ چاندوں اکٹھے رہیں گے اور
 میرے خیال میں اس وقت وہ پانچوں ہی اس بڑے گھرے میں موجود
 ہیں۔“ بیگم نے جواب دیا۔

”اس عورت کا قد قامت اور حلیہ کیا ہے؟“ ہنری نے
 پوچھا اور جواب میں بیگم نے جو حلیہ بتایا اس سے ہنری نے اتنی
 بڑھک بڑا۔ کیونکہ اس عورت کا قد و قامت اور جسم جیسی سے
 مختصلاً تھا۔

”اچھا سو۔۔۔ باس بیگم کہہ رہی ہے کہ اس آدمی کے ہنری طرف
 سے کہہ دینا کہ وہ انہیں بے ہوش کر کے ان کا میک اپ چیک
 کرے اور اگر یہ لوگ میک اپ میں ہوں تو ان کا فوٹو طرز پر خاتمہ

اطہالی۔ لیکن چند شرطیں پڑھنے کے بعد اس نے کتاب واپس لکھ دی
 گو اس کے ذہن کا یہ بھی فیصلہ تھا کہ عمران آدم اس کے ساتھی بیگم کے
 ساتھ ہی ہلاک ہو چکے ہیں۔ لیکن نیکانے بیگم کی اطلاع کے بعد
 کے دل سے پابانہ کوئی آزاد نمانی دے دی تھی کہ وہ سکتا ہے کہ عمران
 آدم اس کے ساتھی ہلاک نہ ہوئے ہوں۔ ہو سکتا ہے جن بیگم کو تیار
 گیا ہے ان میں وہ لوگ نہ ہوں۔ اور دے سے بھی ہنری عمران کی ہڈی
 اور مشاطہ انہیں سے ہنری طرح مرعوب تھا یہی سوچتے سوچتے اپنا ہر
 کسے ایک خیال آیا تو اس نے رسیور اٹھا کر آپریٹر سے نبرد ونگ میں
 بیٹھ کر بات کرانے کے لئے کہا۔ ”میں نے خیال کیا تھا کہ وہ اس
 عورت کا حلیہ معلوم کرے۔ اگر اس کا قد و قامت اور جسم جیسی سے نہ
 جانتا ہے تو پھر اس گروپ کو زیادہ سختی سے چیک کرنا پڑے گا۔ لیکن یہ
 لمحوں بعد جب آپریٹر نے اسے بتایا کہ باس بیگم کرام سٹی کی طرف
 روانہ ہو چکے ہیں۔ تو اس نے آپریٹر سے کرام سٹی کے بیگم سے
 بات کرانے کے لئے کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔ وہ اب بیگم سے
 براہ راست بات کرنا چاہتا تھا چند لمحوں بعد ہنری بھی اور ہنری نے
 رسیور اٹھا لیا۔

”بیگم لائن پر سے جناب۔“ آپریٹر نے کہا۔

”یس۔۔۔ بات کر آؤ۔۔۔ ہنری نے کہا۔
 اور چند لمحوں بعد علی سی کلک کی آواز کے ساتھ ہی بیگم کی آواز
 موزبانہ آواز نمانی دی۔

”یس۔۔۔ بیگم لائن پر ہے جناب۔ حکم جناب۔“

کہ دیا جاتے۔ اور مجھے رپورٹ کرے۔ ہنری نے پیرک
سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہیں باس۔ میں پچاس پانچا دن گا۔ اور جناب آپ کے کم
کی تعمیل ہوگی۔ میں خود یہ انتظام کروں گا۔ میں نے اپنے ہوش کے
مرکز سے میں اس قسم کے خفیہ بندوبست کر رکھے ہیں
لیگزٹی نے جواب دیا۔

”گڈ۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر تم انتہائی احتیاط سے پیرک کے
پہنچنے سے پہلے ہی انہیں بے ہوش کر دو۔ لیکن انتہائی احتیاط سے
کام لینا۔ اگر یہ لوگ وہ ہیں جن کا تم شک کر رہے ہیں تو دنیا کے مشا
ترین انسان ہیں۔ ہنری نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔
”جناب۔ آپ قطعاً بے فکر ہیں۔ لیگزٹی سے برا مشا تو آج
دنیا میں پیدا ہی نہیں ہو سکا باس۔ لیگزٹی نے کہا۔

”بھیک ہے۔ اگر تم نے کام پورے شیارے سے کیا تو تمہیں پہنچنا
توقع سے زیادہ بڑا انعام دیا جائے گا۔ ہنری نے تمکنا نہ بولنے
میں کہا اور سیورہ کھ دیا۔

تنبویر دروازہ کھول کر جسے ہی ہاتھ روم میں داخل ہوا وہ
بہر لحظہ شگفتہ کر دک گیا۔ اسے ہاتھ روم کی سائینڈ کھڑکی سے کسی
آدمی کا سایہ سامحوسن ہوا۔ باقی ممبر کمرے میں بیٹھے باتوں میں مصروف
تھے۔ تنبویر نے آہستہ سے دروازہ بند کیا اور پھر قدم سے تھک کر وہ
کونکے کے سلٹھ سے گزر کر دو مہری سائینڈ پر آیا۔ اعداس نے آہستہ
سے ہاتھ اٹھا کر معلقوسی انداز میں نصب کھڑکی کو ہاتھ سے دبا کر ڈاسا
کھول دیا۔ اور پھر اوجھا اٹھ کر اس میں سے پیدا ہونے والی دندے
باہر دیکھنے لگا۔ باہر ایک دلچسپ سی جینی ہوئی تھی۔ جس میں دیوالہ کے
ساتھ ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا جب کہ دوسرا ادا بیچھے کی طرف مہٹ کر
کھڑا تھا۔ دوسرے آدمی کے پاس فرسش پر ایک گول بڑا سا
ڈبر لگا ہوا تھا جس میں سے تار نکال کر دیوالہ کی طرف جا رہی تھی۔ اس
نہلے کو دیکھتے ہی تنبویر سمجھ گیا کہ یہ گیس کا ڈبر ہے۔ بالکل ایسا ہی جیسا کہ

دیگر کچھ نہیں گیس بھرنے کے لئے گول ڈبے آتے ہیں۔

بس ٹھیک ہے۔ اب اسے جلدی سے پریس کر دو۔ فوراً جلدی سے پیچھے کھڑے ہوئے آدمی نے تیز آواز لیکن جب بے ہوش پڑے تو کہا۔

اور اب تنویر نے اس پیچھے کھڑے ہوئے آدمی کو پہچان لیا تھا۔ یہ جوئل کا غیر ریگزی تھا۔ وہ ایم لینڈ کے بجر علاقے سے پیدل چلتے ہوئے ابھی ٹنڈوڑی دیر پہلے کراچی پہنچے تھے۔ خاصا بڑا اخصعیہ قسم کا قصبہ تھا۔ سپر جوئل خاصا شاندار تھا اس لئے عمران نے اس میں ٹھہرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ دو گھرے پائر کئے گئے تھے ایک بھونٹا اور ایک بڑا۔ جیو ڈاکمرو جو لینڈ کے لئے اور بڑا باقی چاندی کے لئے لیکن اس وقت وہ سب بڑے گھرے میں جمع تھے اور کل جمع مشین کے لئے بات چیت کر رہے تھے کہ تنویر کو باقاعدہ کم کی حاجت ہوئی اور تنویر باقاعدہ میں آ گیا تھا۔

ہو گیا۔ ٹھیک ہے۔ بس کافی ہے۔ زیادہ نہ کرو۔ ورنہ جان گئے۔ لیگڑی کی آواز دوا نہ مٹانی دی۔

اور پھر چند لمحوں بعد دیوار کے ساتھ چمٹا ہوا آدمی پیچھے ہٹا۔ اس کے بعد اس نے ڈبے کو مینڈل سے چوک کر اٹھایا اور تیزری سے دوسری طرف کو بڑھ گئے۔ تنویر آگے بڑھا اس نے سانس روک کر ڈاسا دھانہ کھولا تو گھرے میں بیٹھے ہوئے سب افراد کی گردنیں ڈھکی ہوئی تھیں۔ اس نے دوا نہ نہ کیا اور واپس کھڑکی کی طرف آیا۔ اس نے جلدی سے کھڑکی کے پٹ کو باہر دھکی کر پٹ کی طرف

لگا کر کھڑکی آدھی سے کچھ زیادہ کھلی گئی۔ گونلا آواز زیادہ نہ تھا کہ تنویر آسانی سے پہنچ جاتا لیکن پھر کھڑکی کو کشش کی جا سکتی تھی۔ تنویر چاہتا تو گھر کو اس کمرے پر دھانے سے باہر چلا جاتا۔ لیکن تنویر جانتا تھا کہ انہوں نے مزید دھانے کی نگرانی کر رکھی ہوگی۔ اور دوسری بات یہ بھی کہ اس کے لئے اتنا بڑا گھر و سانس روک کر اس کو جانا ہی خاصا مشکل تھا۔ اس لئے اس نے کھڑکی سے ہی باہر نکلنے کا فیصلہ کیا۔ اور پھر اس نے پہلے اپنی ذرا بھاری باہر کو نکالیں اور آہستہ آہستہ جسم کو موٹنا چھوڑنا چھوڑ لیا۔ اور کھڑکی سے نکل کر باہر باہر ہی میں آ گیا۔ اس نے کھڑکی کو دوا نہ نہ کیا۔ اور بڑی سے اسی طرف کو بڑھ گیا جہاں وہ دونوں افراد گئے تھے۔ باہر دیوار میں جا کر مڑ گئی تھی۔ اور اس کے اختتام پر سیرتھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ تنویر نے احتیاط بھرے انداز میں سیرتھیاں اترتا ہوا نیچے پہنچا تو یہاں تک اور پھوٹی سی باہر ہی تھی جس کا اختتام جوئل کی بیرونی سمت کو ہوتا تھا۔ باہر ایسی خالی پڑی ہوئی تھی۔ تنویر آہستہ آہستہ قدم بڑھانا آگے بڑھا۔ اور پھر اختتام پر پہنچ کر اس نے پہلے سسر باہر نکال کر دھکا دیا۔ تو پھر ایک کھلا برآمدہ تھا۔ جن کی سائیڈ پر ٹیبلر کا دفتر تھا۔ برآمدے میں کافی لوگ آ جا رہے تھے۔ تنویر خاموشی سے باہر نکلا اور میڈیاں سیرتھیاں کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس وقت اُسے پہلی بار خیال آیا کہ وہ کمرے سے کوئی ہتھیار لے لیا۔ لیکن پھر اس نے گاندھے سے چھپکے اور لٹلائے کو دھکیں کہ کھڑکی کو اتارنا اور دوا نہ نہ کر لیا۔

پس نے انہیں بے ہوش کر دیا۔ اس کو تباہ دیا۔ اور پھر اُنہوں نے وقت اس کے فون میں آواز پڑی۔ یہ آواز ریگزی کی تھی۔

جو جہی میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھا تھا۔ ادیشلی فون پر کسی سے بات کر دیا تو
 کون ہیں آپ۔ کیسے آئے۔۔۔ میگزی نے تنویر کو اندر دیکھا
 ہوتے دیکھ کر چوٹا کر کہا۔ اور جلد ہی سے رسید رکھ دیا۔
 مسکن بائس سے بات کر رہے تھے تم۔۔۔ تنویر نے انتہائی
 سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور تیزی سے اس کی طرف بٹھ گیا۔
 ادا۔ تو تم نے ہوش نہیں ہونے۔۔۔ میگزی نے لوکلٹا کر
 اور جلد ہی سے حبیب کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ وہ شاید اب تنویر کو پہچان چکا
 اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ حبیب سے باہر آیا۔ تنویر جو میرے نزدیک
 پہنچ چکا تھا۔ اس نے ایک لمحت میز کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر میگزی کی
 اچھال دیا۔۔۔ میگزی کے حلق سے پتخ سی نکلی۔ وہ بھاری منہ کے
 دب گیا تھا۔ تنویر تیزی سے گھوما اور سائٹھ میں پہنچ کر اس نے ایک تازہ
 سے میز کو داپس دھکیلا۔ اور دوسرے لمحے اس نے کرسی میں پچھلے
 میز پر گوردن سے کہہ کر پوری قوت سے دیوار کی طرف اچھالا۔ اور میگزی
 جیسے ہی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا تنویر نے اس پر پھینکا گٹ لگا دی اور ایک
 دونوں ہاتھیں پوری قوت سے میگزی کے پہلو سے ٹکرائیں اور میگزی کے
 حلق سے چیخ نکلی۔ تنویر تظا بازی کھا کر سیدھا ہوا۔ اور دوسرے
 لمحے میگزی اس کے دونوں ہاتھوں پر اٹکنا ہوا افسانوں گھوما اور پھر ایک
 زوردار دھمکے سے فرش پر گرا۔
 تم چوہے کے پچھے چھب کر دار کرتے ہو۔ تنویر نے جری جڑ
 خراتے ہوئے کہا۔ اور اس نے پوری قوت سے لات لٹھا کر میز کی
 پیسلوں میں ماری چاہی۔ لیکن اس بار وہ مار کھا گیا۔ میگزی اس کی لات لٹھ

ایک لمحت اچھلا اور پھر تنویر کو ہمراہ لئے نیچے فرش پر گرائیے گرتے
 تھے۔ پوری قوت سے تنویر کی ناک پر گھرماری چاہی۔ لیکن تنویر نے
 ہونٹ اپنا سر پہلی کسی تیزی سے ایک طرف کیا بلکہ اس نے ایک لمحت
 ہاتھوں کی مدد سے اٹے سر کے ادھر سے دوسری طرف
 لٹ دیا۔ اور پھر اس طرح اچھل کر اٹھا کہ جیسے اس کے جسم میں پٹیوں
 کی سرچاگ لگ گئے ہوں۔ اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے
 تھے۔ اٹھ کر کھڑے ہوتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور اس نے اپنا
 جی بھروسہ دادا آستھال کیا۔۔۔ میگزی کی دونوں ہاتھیں پکڑ کر وہ کسی
 بندک کی طرح آگے کو اچھلا اور اس کے دونوں پیر میگزی کے کندھوں کے
 آگے آئے اور ساتھ ہی اس نے اپنے جسم کو پورا زور میگزی کے سر کی
 ان اٹھی جوتی ہاتھوں پر ڈال دیا۔ گٹھا گٹھا کٹاکٹ کی کئی بجھ دیکر سے دو
 بڑا ڈنڈا بھریں اور میگزی کے حلق سے اس قدر خون ناک پتخ نکلی کہ جیسے
 اکا کی ہرج مکھل رہی جو اس کا چہرہ اور جسم ایک لمحے میں پینے سے
 اس طرح بھیل گیا جیسے جسے کسی تالاب میں ڈبکی دے دی گئی ہو۔ اس
 کی بڑھ گئی پٹیوں کے کئی مہرے کھسک گئے تھے۔ اس کا جسم ڈھیلا پڑ
 گیا تھا۔ وہ بے ہوش چوچکا تھا۔ تنویر اس کے بے ہوش ہوتے ہی اچھل کر
 بٹھ ہٹا تو میگزی کی دونوں ہاتھیں بے جان ہو کر ایک دھمکے سے نیچے
 فرش پر گر گئیں۔ تنویر نے ایک طویل سانس لیا اور پھر وہ تیزی سے
 بٹھ بیٹھا جو اب روفی اور دانے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھول کر
 باہر جھانکا تو آفتاب سے اس وقت برآمدہ خالی تھا۔ وہ تیزی سے واپس
 بیٹھا۔ اس نے جھاک کر میگزی کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور دوبارہ

دردانہ سے کی طرف آن گیا۔ اسی لمحے اس نے مال مگر سے ایک کھڑکی نکل کر برآمدہ سے میں سے ہوا ہوا باہر جاتے دیکھا۔ وہ ایک کھڑکی کے دروازہ میں ہی رکا رہا۔ جب وہ آدمی آگے بڑھ گیا تو وہ کھڑکی کی پٹی سے باہر آیا اور پھر جیسے کبھی چمکتی ہے اس طرح انتہائی تیزی سے برآمدہ ہوا وہ برآمدہ کو اس کے چھوٹی راہداری میں داخل ہو گیا۔ اس کے سبز عیاض چڑھ کر وہ پھیلی راہداری میں سے گزر کر دوبارہ باقاعدہ دروازہ کھڑکی کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے کھڑکی کو اوپر اٹھایا اور پھر سے ایک یگڑی کے جسم کو کھڑکی میں گھسیٹ کر اندر بھینک دیا۔ یگڑی ایک دروازے سے دوسری طرف جا کر آئی تو نویر نے کھڑکی کے اوپر دالے سے اپنی دونوں ہانگیں پٹے اندر کیں۔ اور پھر آہستہ آہستہ وہ دوسری طرف اتر گیا۔ اس کے پیر نیچے فرش پر پڑنے ہوئے لیگڑی کے جسم کی ایک کھڑکی سے نویر نے اپنا ادب والا جسم اندر کی طرف کر کے چھوڑا۔ لگائی ادب اچھل کر فرش پر کھڑکی ہو گیا۔ لیگڑی اسی طرح بے ہوش ہو کر بے جان پڑا ہوا تھا۔ نویر مگر سے کے دروازے کی طرف بڑھا اور سانس روک کر دروازہ کھولا تو اس کے سامنے اسی طرح بے ہوش ہوا ہوا ہوئے تھے۔ نویر آگے بڑھا اور اس نے جلدی سے کھلی راہداری میں کھلنے والی ڈبھی کھڑکی کے سامنے پڑے پڑے چلتے۔ ادب کھڑکی کے سرٹ کھول دیتے۔ اس کے بعد اس نے آہستہ سے کہا۔ اُسے کوئی بُود وغیرہ محسوس نہ ہوئی تو اس نے پورا سانس دیا۔ اس کے بعد وہ عمران کی طرف بڑھا جو اسی طرح کسی یہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی گردن اٹھکی ہوئی تھی۔ نویر چند لمحے کھڑکی کو دیکھا کہ انہیں کھڑکی

دشمن لیا جائے۔ ظاہر ہے انہیں کسی زود اثر گیس کی مدد سے ہوش لگایا تھا۔ اس لئے وہ عام حالات میں تو اس وقت تک ہوش میں نہ آئے تھے جب تک اس گیس کا توڑ ان کے جسموں میں نہ داخل کیسے۔ لیکن یہاں اس کا توڑ حاصل کرنے کا کوئی موقع نہ تھا اس لئے اس نے عمران والا حربہ ہی استعمال کرنے کا پروگرام بنایا اُسے معلوم تھا کہ عمران کی قوت مدافعت انتہائی تیز ہے، اس لئے وہ یقیناً ہوش میں نہ آئے گا۔ اس نے عمران کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کیا۔ انہیں خوب مضبوطی سے دبانے لگا۔ کافی دیر تک تو عمران کے جسم میں حرکت پیدا نہ ہوئی۔ اور اسی لمحے جب تویر باقاعدہ ہٹا چاہتا تھا اس نے عمران کے جسم میں کئی سی حرکت محسوس کی تو اس نے لہذا زیادہ زور سے دبا دیا۔ چند لمحوں بعد عمران کا سینہ بھونکنے لگا۔ تویر نے ہاتھ ہٹا دیئے اور عمران نے ایک جھٹکے سے ہاتھیں کھول دیں۔ اس کی ہاتھیں کھوتے کھونکے ٹخنوں کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔ دوسرے لمحے عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر ایک جھٹکے سے ہاتھ کھولا۔

کس نے کیا ہے۔۔۔ عمران نے چونک کر تو میرا درد دوسرے سہارے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اور تو میرے پاس ہاتھ دھو میں جا کر سایہ عموں کو سننے سے کہہ بیٹھ کر کہے ہوش کو کہے کہ وہاں آئے تک سامری تقصیر نہ ہو۔

دیر ہی گئی۔۔۔ تنویر دیر ہی گئی۔ تمہارے آج واقعی پوری ٹیم کو ہونے کے منہ سے بچا لیا ہے۔ میں اس منیجر لیگنڈی کو دیکھتا ہوں۔ تم ہاتھ سے پانی لے کر ان سب کے حلق میں چمکاؤ۔ ایلمنٹ زبرد کا توڑ پانی ہے عمران نے کہا اور خود تیزی سے ہاتھ دھو کر کی طرف بڑھ گیا۔ تنویر ان کے پیچھے تھا۔ عمران نے فرسٹ پر پڑے ہوئے بے ہوش منیجر کو دنگڑ ٹانگوں سے پکڑا اور گلہ پینا ہوا باہر کمرے میں لے آیا جب کہ تنویر نے پانی کا جاگ بھرا اور واپس کمرے میں آ گیا۔

"تنویر غصہ۔۔۔ یہ کام میں کروں گا۔ تمہارا نقد و کامت اور جب لیگنڈی جیل سے۔ تم میک اپ باکس لے کر اس کا میک اپ کرو اور اس کا لباس پہن کر دفتر میں جا بیٹھو۔ تمہارا نام لیگنڈی سے۔ تم اس ہجر کے مالک بھی ہو اور منیجر بھی۔ اس کا تعلق یقیناً یاد دلانے کے لیے کہہ رہے ہیں۔ اور یہ انہی کو اطلاع دے رہا ہو گا۔ لازماً کوئی اس کے بازو پہنچے گا۔ تم اسے یہاں سے لے آنا۔ باقی میں سنبھال لوں گا۔ جلدی کرو جلدی عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے پانی کا جاگ لے لیا اور باقی ساتھیوں کے حلق میں پانی پیکنے لگا جب کہ تنویر دوڑتا ہوا اسانہ کی طرف پڑھا۔ اس نے جلدی سے میک اپ باکس نکالا اور ہاتھ دھو کر

پڑھا گیا۔ اور پھر جب تک باقی سارے ساتھی پوری طرح ہوش میں نہ نہ توڑتے تک ایک ایک کر کے ہاتھ دھو کر باہر آ گیا۔

دیکھتے عمران صاحب "ٹھیک ہے"۔ تنویر نے لیگنڈی کے پیچھے میں کہا۔

لوہہ اور آواز بھی ٹھیک ہے۔ اب اس کا لباس بدلنا چاہیے۔ اور سارا کام احتیاط سے کرنا۔ یہ لوگ خالص خطرناک ہیں۔ عمران نے تیز اپنے میں کہا اور تنویر لیگنڈی پر چمکا گیا۔ اور عمران ہوش میں آئے ہوئے ساتھیوں کو اس واقعے کے بارے میں جاننے کے لیے میں مہر دیا تھا۔

گئی۔ تنویر گئی۔ واقعی تم میں بے پناہ صلاحیتیں ہیں۔ یہ تو ان نواہ خواہ مر لیکہ کو بھیجے رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور تنویر کا سینہ فخر سے پوری طرح پھول گیا۔ اس کی آنکھوں میں چمک اٹھی۔ وہ اب لیگنڈی کا لباس پہن چکا تھا۔ جب کہ لیگنڈی فرسٹ پر صرف اٹھارہ دیر میں پھوٹا ہوا تھا۔

اب تم جاؤ۔ میں کوئی بات ہوتی تو مشلی فون پر تم سے کہوں گا۔ عمران نے کہا اور تنویر سرسبز ناہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا مطلب ہے یہ جو عمل انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے، مفید ہے تنویر کے جاننے کے بعد کہا۔

"یہ جو عمل یہ کیا پوری کراہی ہے ہمارے لئے خطرناک ہے۔ لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ یہ لوگ جیلوں کی تباہی کے بعد دوبارہ

بھاری طرف سے مشکوک کیسے ہو گئے۔ بہر حال اب یہ بتانے کا۔
 عمران نے کہا۔ اور فرسٹن پر بے ہوش پڑے یگزئی پوچھ سکا گیا۔
 نے اُسے ہوش میں لانے کا دہی ریڈھی میڈ صرہ دوہرا یا تو تھوڑا
 بعد یگزئی ہوش میں آ گیا۔ اور ہوش میں آتے ہی اس کے حلق۔
 کراہ سی نکلی۔ اس نے کہا جتے ہوئے اسٹھنے کی کوشش کی لیکن
 سر ہلانے کے وہ اپنے باقی جسم کو حرکت نہ دے سکا۔
 ”سنو یگزئی۔ اب تم قیامت تک اسی حالت میں رہو۔“

معدہ اور بے بس۔ اور تم جانتے ہو کہ تمہارے معاشقے میں
 اور بے بس افراد کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ ان کے حلق
 یا فی کے چند قطرے بھی کوئی نہیں چھکانا اور تم سسک سسک
 سسک اور پیل س سے دم ہی توڑ دے گئے تو تمہاری طرف کوئی مگر کوئی
 دیکھے گا۔ لیکن اگر میں چاہوں تو تمہاری ریڈھی کی پٹی کے ہر
 دوبارہ ایڈجسٹ کر سکتا ہوں۔ اور تم ایک بار پھر پیلے کی طرح چند
 چالاک یگزئی بن سکتے ہو۔ یو۔ تم کیا چاہتے ہو۔ تمہارے جناب
 تمہاری آئندہ زندگی کا انحصار ہے۔ عمران نے اتہانہ
 پہلے میں کہا۔

”تم۔ تم۔ مجھے ٹھیک کرو۔ فار گا ڈیسک ٹھیک کرو۔“
 اس طرح انہیں مرنا چاہتا۔ یا پھر مجھے گولی مار دو۔ یگزئی نے
 حرج مہر لگتے چہنے کہا۔ اس کا چہرہ بھلیف کی شدت سے
 جلنے کے قریب ہو چکا تھا۔
 ”بھگے کیا ضرورت ہے تم پر گولی ضائع کرنے کی تم وجہ بتا

سسک سسک کر مچاؤ گئے۔ البتہ اگر تم میرے سوالوں کے
 صحیح جواب دے دو تو میں تمہیں ٹھیک کر سکتا ہوں۔ اور یہ بھی سولو کہ
 مجھے تمہاری آنکھوں سے پتہ چل جائے گا کہ تم سچ بول رہے ہو یا جھوٹ۔
 اور جیسے ہی میں نے محسوس کیا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو میں کوئی بات
 کہنے لفر زبان سے جلا جاؤں گا۔ اس کے بعد تمہارے ساتھ جو
 گورے لگی۔ وہ تم زہر سمجھ سکتے ہو۔ عمران کا لہجہ بے حد سرد
 تھا۔

”تم۔ تم۔ میں بتا دوں گا سب کچھ بتا دوں گا۔“ یگزئی نے
 اپنی طرف چمٹے ہوئے کہا۔

”تو ساری تفصیل بتاؤ کہ تم نے ہمیں کیوں بے ہوش کیا اور تم کسے
 اطلاع دے رہے تھے۔“ عمران نے کہا۔

اور جواب میں یگزئی نے باس پیڑک کی طرف سے چونکا رہنے کے
 غم سے کہ پیڑک کو جیہ کو اور مر اطلاع کہنے اور پھر باس ہنری کی
 زنت سے ہدایات ملنے تک ساری تفصیل خود بخود اس طرح بتا دی۔
 اس طرح ٹیپ ریکارڈ چل رہا ہو۔

”وہ تمہارا باس پیڑک اب کہاں ہے۔“ عمران نے پوچھا۔
 ”وہ۔ پیڈ کوارٹر سے چل بیٹھے ہیں۔ کل جیہ کو اور مر کو سپیشل سیلانی
 فیس ہے۔ وہ اس کی گرانٹی کے لئے ساتھ جاتے ہیں۔ میں نے جیہ کو اور
 اس ہنری کو فون کیا تھا کہ میں نے بے ہوش کر دیا ہے۔ باس ہنری
 رکٹھے تھے۔ اس لئے میں نے ان کے نمبر کو ہمیری کو بیٹا نام دے
 تھا۔“ یگزئی نے جواب دیا۔

جواب دیا۔

"بھیک ہے۔۔۔" عمران نے اطمینان بھرے انداز میں کہا۔
جانتے ہوئے کہا۔ اور صبر کرو بارہ رسیوں اور اٹھایا اور تیز کر دو پیر
کا علیہ تبا کر رسیوں رکھ دیا۔

"مجھے بھیک کرو۔۔۔" ناگ کا ڈھیک بھیک کر دو۔ تم جس طرح کہو
میں ویسا ہی کروں گا۔" بیگزئی نے اس بار لگھلگھائے ہوئے
میں کہا۔

عمران نے صبر ملتے ہوئے اُس منہ کے بن لگا کیا اور پھر
کی دونوں ٹانگیں اچھوڑ کر اٹھا کر اس نے اپنی دونوں ٹانگیں اس کے کوزے
کے آگے رکھیں اور مخصوص انداز میں اس کی دونوں ٹانگوں کو اپنے
کی طرف ڈور سے دبا یا۔ دو سرے ملے بیگزئی کے حلق سے چٹا چٹا
اور ساتھ ہی کھٹک کھٹک کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی
بیگزئی کے جسم میں ایک سخت حرکت سی آگئی۔ عمران اچھوڑ کر
میٹ گیا۔ بیگزئی کراہتا ہوا پیشا اور پھر اٹھیل کر کھڑا ہوا۔ دو سرے
اس کا ہاتھ جیسے ہی سیدھا ہوا اور اس کے ہاتھ میں ریڈا لود موجود تھا۔
وہ اس نے پیٹ کر سیدھا ہوا ہوتے وقت نکال لیا تھا۔

"بہنے ہاتھ اٹھا۔۔۔" اب میں دیکھتا ہوں تم کب کبھی جلتے
بیگزئی نے عزت سے کہا۔ وہ جس سوشل میں کھڑا تھا۔ وہ پاتا
ایسی بھی کہ اگر وہ چاہتا تو عمران سمیت سب کو گولی مار سکتا تھا۔

"واہ۔۔۔" اسے سب سے پہلے پر دھلا۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور اپنے دونوں ہاتھ مسر کی طرف لے جلتے لگا بیگزئی کا

وہ عمران کا ہاتھ اٹھتے دیکھ کر قدرے ڈھبلا ہوا۔ اور عمران نے اسی لئے
ہاتھ اٹھایا وہ ہاتھ اٹھاتے اٹھتے ایک سخت اچھلا اور اس کی کھانگ کھنگ
یانت سے بیگزئی کے سینے پر پڑی۔ اور بیگزئی ایک نورد وار چمخ مار کر
ہاتھ کی پھلی دیوار سے جا بھاگیا۔ دیر اور اس کے ہاتھ سے نکل کر دوڑا جگا اٹھا۔
بغیر زاری صفر نے بچ کر لیا۔ عمران تھلا بازی کھا کر سیدھا ہوا۔ مگر بیگزئی
بڑے گھمراہ بنے گرا تو پھر اتنا مہسکا۔ صرف چند لمحوں کے لئے اس کا
بسم تر پاپور اس کے حلق سے اور اس کے خون کا فوادہ سا اہل پڑا۔ اور اس
کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ پر سیدھے ہوتے گئے۔ عمران کی نورد وار صفر نے
پاک سینہ توڑ کر دل کو پھاٹ دیا تھا۔

"اتنی آدمی۔۔۔" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے
اپنی ٹانگیں سے کہا کہ وہ اسے اٹھا کر غسل خانے میں پھینک دے۔
کچھ منٹوں میں بیگزئی کی پادش کو اٹھ چھوڑ کر باہر آجاسی تھا کہ دروازے کے
پہلوں کی آواز دہری اور عمران نے ہاتھ اٹھا کر ان سب کو تیزی سے دیوار
کے ساتھ لگ جانے کا اشارہ کیا اور خود اچھل کر دروازہ کے پیٹ سے لگ
پڑا۔ دو سرے ملے دروازہ باہر سے کھلا اور پھر ایک آدمی اندر داخل ہوا۔
توڑ بگڑی کے میٹک اپ میں اس کے پیچھے تھا۔ جیسے ہی وہ آدمی اندر داخل
عمران کا ہاتھ کھلی کی تیزی سے حرکت میں آیا اور اندر آئے والے کی
کھلی پر ایک پٹانہ سا چھوٹا اور وہ آدمی لہراتا ہوا نیچے فرش پر جا گرا۔ جیسے اور
کہ صورت سے وہ میرٹک تھا پور لینڈ کا ڈاکٹر کیڑ۔

توڑ۔ تم واپس جاؤ۔ میں اسی کے میٹک اپ میں وہیں آؤں گا
ان۔۔۔ عمران نے میرٹک کے پیچھے گرتے ہی تیزی سے کہا۔ اور تیزی سے

بھیجے میں کہا۔

میں باس۔ میں نے خود تسلی کر لی ہے۔ وہ میک اب میں نہیں ہیں اور نہ ہی ان کے سامان سے ایسی کوئی مشکوک چیز برآمد ہوئی ہے۔ ان کے کاغذات بھی درست ہیں اور سامان کے ہاں ہیں۔ پیرک نے موہا نہ بھیجے میں جواب دیا۔

میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ میں نے خود علی سکتی فورہ ہی کال پرک ڈیٹے ان کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ اہل سکتی فورہ نافرمانی شکست ہے۔ جب تم نے پہلی بار مجھے رپورٹ دی تھی تب بھی مجھے یقین تھا کہ یہ وہ لوگ نہیں جو سکتے۔ ان اگر ایک آدمی ہوتا تو شاید کسی ذمہ کی طرح بیچ گیا ہو گا لیکن سارے کے سارے صحیح سلامت ہونے ناممکن تھا۔ بہر حال تسلی ہو گئی یہ اچھا ہے۔ اب تم پیش سپلائی کے 50- اس کے بعد دام چکی کی جگہ تیسرا ڈائریکٹر چنے کے لئے میں بیٹنگ کال کرنا چاہتا ہوں۔ ہنری نے انتہائی مطمئن لہجے میں کہا۔

باس۔ میں کل صبح پانچ بجائے گا۔ ویسے ایک درخواست ہے اگر قبول فرمائیں تو پیرک نے کہا۔

درخواست کیسی درخواست۔ ہنری نے چوک کر بوجھا

باس۔ ناراک میں میری ایک فرینڈ ہے۔ ہا ہا۔ وہ آج کل کرام سٹی آئی ہوئی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو اسے میں ہینڈ کواٹہ لے آؤں۔ صرف چند دن رہ کر چلی جائے گی۔ پیرک نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

ہا ہا۔ یہ کون ہے۔ پہلے تو تم نے اس کا کبھی ذکر نہیں کیا۔

ہری نے چونکتے ہوئے کہا۔

باس۔ اس کے بغیر میں اپنے آپ کو بے حد تنہا محسوس کرتا ہوں۔ نے اُسے ناراک سے بلوایا تھا کہ چلو ملاقات ہو جائے گی۔ اب وہ لڑ ہے۔ اس انتہائی بے ضرر اور عام سی عورت ہے۔ اگر آپ اجازت لے دیں تو وہ ہینڈ کواٹر میں میرے پاس دو چار روزہ رہنے لگی۔ اس نے مجھ سے اسے واپس بیچنے والی گارنٹی قسم کی ذمہ داری میری ہو گئی باس۔

میں تمہیں تو معلوم ہے کہ ہینڈ کواٹر میں کوئی غیر متعلق آدمی داخل نہیں ہوتا اور پھر اب تو میں نے ڈائریکٹر کے لئے پیش پیشنگ کال کرنا چاہوں۔ ہنری نے تذبذب بھرے لہجے میں کہا۔

باس۔ وہ میں سید کواٹر میں تو نہیں آئے گی صرف زبردتنگ لائبرے پاس رہے گی۔ آپ یقین کریں وہ بالکل عام سی عورت ہے۔ ڈائریکٹر میں دینے سے قطعاً کوئی تعلق نہیں میں نے بھی اُسے صرف دیکھا ہے کہ میں یہاں ایک لیبارٹری میں ملازم ہوں اور بس۔ ویسے لیڈنگ کال کرنے کی بھی ضرورت نہیں آپ بتے چاہیں ڈائریکٹر نامزد کرنا۔ پیرک نے کہا۔

لیکن تم ڈائریکٹر ہو۔ تم ہو سکتے ہو کوئی اعتراض کرو۔ ہنری

باس۔ جب آپ مجھ پر اتنے مہربان ہیں تو یہ میں سے کیا اعتراض کرنا چاہوں۔ میں تو آپ کا احسان مند ہوں اور وہیں جاؤں۔ پیرک نے ہنری کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ اچھی۔

ہنری بھی ہنری کی سیانی لاست تھی۔ وہ اکٹھے ہی مراسم کی دنیا میں آئے
 تھے۔ ادیب پر غلبہ عرصہ تک اکٹھے رہے تھے۔ اس کے بعد جیکولین ترمزی
 کی طرف نکلتا تھی اور ہنری کا اس سے ٹھکرانا ہو گیا۔ لیکن بعد ازاں
 وہاں مہلج ہو گئی۔ لیکن اس دوران ہنری جیکولین کی طرف مائل ہو چکا تھا۔ اس
 لئے اس نے ہنری کو ڈاکٹر کے ہنگامہ کو اور بلوا لیا۔ لیکن اب جیکولین کی موت
 کے بعد اس کی نفرت انتخاب جیکولین پر چڑھی۔ لیکن صرف ایک مشکل تھی
 کہ جیکولین اور پیٹرک ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے۔ ادیب پیٹرک
 پر حال ڈاکٹر کی طرف تھا۔ اگر اس کا دردٹ خلاص چلا جاتا تو جیکولین ڈاکٹر کی زندگی
 سنبھالتی تھی۔ آج یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا تھا۔ پیٹرک نے اپنی دوست باربرا
 کو ہنگامہ دے کر اسے کے پکڑیں اعتراض ختم کر دیا۔ اس طرح ہنری
 نے ایک تیرہ دن دو نشلے کر لئے تھے۔ پیٹرک بھی احسان مند ہو گیا اور
 جیکولین بھی ہمیشہ کا راز آجاتے گی۔ اس نے دوبارہ رسوراٹھ لیا اور
 ہنری کو کہادارات جاری کیں کہ زبردست جنگ پیشل کمپوز میں یہ نیکہ کر دیا جائے
 کہ بائیں پیٹرک کے ساتھ ایک عورت ہمیشہ کو اور تیرہ میں آئے گی جس کا
 نام باربرا ہے۔ اسے اندھا کرنے کی اجازت دے دے وہی جائے۔ اور
 پھر رسوراٹھ دے کہ اس نے اطمینان سے ایک سائینڈ پر پڑی ہوئی مکتوب
 اٹھائی تاکہ اس کا مطالعہ کر سکے۔

”تو ہنری میں کوئی اعتراض نہیں۔ میں جسے چاہوں نامزد کر دوں
 ہنری نے کہا۔

”بالکل۔ بالکل۔ آپ بالکل نامک مختار ہیں۔“ پیٹرک نے
 نودا جواب دیا۔

”جیکولین کو جانتے ہو۔ دو لیسٹ کی جیکولین“۔ ہنری نے
 مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”یس بائیں۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔“ پیٹرک نے کہا۔
 ”اگر میں اسے نامزد کروں۔ تب۔ سوچ لو۔ وہ تمہاری مخالفت
 ہے۔“ ہنری نے کہا۔

”ٹھیک ہے بائیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے جب آپ مجھ پر
 احسان کر رہے ہیں تو میں کیا اعتراض کر سکتا ہوں۔“ پیٹرک نے
 جواب دیا۔

”اد۔ کے ٹھیک ہے۔ اب میری تسلی ہو گئی ہے۔ اب ہنگامہ
 کی ضرورت نہیں اور تمہارے ٹھیک اپنی باربرا کو لے آؤ۔ یہاں ہے۔
 ہفتہ لکھو۔ ہفتہ لکھو یا تیس ماہی عمر کے لئے رکھو مجھے کوئی اعتراض
 نہیں۔ میں پیشل کمپوز کر کو ہدایات جاری کر دوں گا۔“ ہنری نے
 مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تھینک یو بائیں۔ تھینک یو۔“ پیٹرک نے خوش ہونا
 ہوئے جواب دیا۔

”اد۔ کے۔“ ہنری نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسوراٹھ
 اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔ کیونکہ جیکولین

بہنچر کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا اس طرح نخرے سے چل رہی تھی جیسے وہ حسینہ عالم ہو اور اس وقت حسینہ عالم کا بیلیج جیت کر بہرہ یک میں آ رہی ہو۔

عمران بادشاہی میں بیٹھی نظروں سے جولیا کو دیکھتا اور جولیا بھی مسکرا کر اُسے دیکھتی اور پھر سر جو تکب کو آگے بڑھ جاتی۔ ہال کمرے میں موجود افراد عمران اور جولیا دونوں کو بڑی دلچسپ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

ان کے لبوں پر ہنسی سی مسکراہٹ تھی۔ لیکن عمران اور جولیا ان کی ہوا گئے بغیر بہنچر کے کیمپن کی طرف بڑھتے گئے۔ عمران نے کیمپن کا نوازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ جولیا اس کے پیچھے تھی۔ سانسے بڑی تیز کے پیچھے ایک اور عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ پیشک کو اندر داخل ہوا اور کھڑا ہوا۔

آپ آگئے باس۔ مینجر نے مؤدبانہ ہنسنے میں کہا۔

ہاں۔ یہ ہمارا دوست باہر ہے۔ یہ بھی ہمارے ساتھ حیدر گوارا ہے گی۔ عمران نے بڑے نخوت بھرے انداز میں کہا۔

میں باس۔ مینجر نے جولیا کے سامنے احقرانہ سر جھکاتے ہوئے کہا۔

سپانائی تیار ہے۔ عمران نے پوچھا۔

میں باس۔ بالکل تیار ہے۔ آئیے دعائتہ کر لیجئے۔ میں آپ کی انتظار کر رہا تھا۔ مینجر نے کہا اور عمران نے سر ملادیا۔

مینجر نے مزہ کر اپنی پشت پر موجود الماری کے مٹکے کھولے۔ اور اندر لٹکے کوئی مٹن دیا تو الماری تیزی سے ایک طرف کھسک

ناراک فاروڈنگ آئیٹمی کی عمارت خاصی بڑی اور شاندار تھی۔ ہال بڑے سے ہال کمرے میں دس کے قریب ترک کمرے تھے جب کمرے کے سامنے پر ایک شیشے کا کیمپن بنا ہوا تھا۔ جس کے دروازے پر بیچو کا لگتی ہوئی تھی۔

سرخ رنگ کی مٹھوں میں جریب بلڈنگ کے سامنے آکر رہی اور کیمپن سے عمران نیچے اترا۔ اس کے ساتھ جولیا تھی۔ جو اس وقت ایک ایک

اپ میں تھا۔ جولیا نے انتہائی بیچرکھا رہا باس پہن رکھا تھا اور اس کے چہرے پر ایسا مییک اپ تھا جیسے عام طور پر سٹیلے ڈوبے کی عورتیں کرتی تھیں

کے لئے کرتی ہیں۔ عمران اس وقت پیشک کے ایک اپ میں تھا اس نے کشمشی رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ اور اس کے کمرے پر جولیا میں سرور

رنگ کا پلاسٹک کا بنا ہوا پھول لگا ہوا تھا۔ جریب سے نیچے آکر عمران نے جولیا کو ہاتھ بڑھیے جھکنے سے کہا۔

تھیک ہے باس۔ مینجر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔
 اپنی تھیک ہے بند کر دو۔ عمران نے کہا۔
 اور ڈیڑھ گھنٹوں نے جلدی سے آگے بڑھ کر ٹرک بند کر دیئے۔
 اجازت ہے۔ ایک ڈیڑھ گھنٹے مینجر اور عمران

کا خطاب ہو کر کہا۔

ان جاؤ۔ مینجر نے عمران نے سر ملاتے ہوئے کہا۔
 ڈیڑھ گھنٹے سے ڈیڑھ گھنٹے کی طرف تھیک۔ مینجر نے دیوار کی
 سائینڈ پر ایک باکس نمائش کے نیچے لگا ہوا سرخ رنگ کا سینڈیل
 ٹیبلہ تو گھر کے کمرے کی دیوار کے گوشے کی طرح اوپر اٹھتی چلی گئی۔
 مگر نماستانہ اب اوپر کو چڑھتا دکھائی دے رہا تھا۔ سب سے پہلا ٹرک
 سٹارٹ ہوا اور آگے بڑھ گیا۔ باقی ٹرک بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔
 آئیے سہ۔ آپ تو ڈھانچہ کر جائیں گے۔ کھینچنے والے کا کام
 ہے۔ میں مادام کو ایک سو سال پرانی دیوکی پیش کرنا چاہتا ہوں۔
 مینجر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

مادام کوہ شاپنگ کرنا چاہتی ہیں۔ اس لئے وہاں وقت
 بھانے گا۔ تھیک کر۔ عمران نے قدرے سخت لہجے میں
 کہا۔ مادام جو لیا کا ہاتھ پکڑے وہاں دفتر کی طرف آ گیا۔ مینجر اس بار پیچھے
 لگا دفتر سے نکل کر عمران و مدبانہ ایسی جیب میں آ بیٹھا۔ جو لیا اچھل
 کر اٹھو والی سمیٹ پر بیٹھ گئی۔ اور عمران نے جیب آگے بڑھا دی۔
 اب ڈیڑھ گھنٹوں کی جگہ ساقتی لین گے یا۔ جو ایسے جیب
 پھینکی کہا۔

گئی۔ اب دوسری طرف نیچے جاتی ہوئی سیرھیان دکھائی دینے لگی۔
 آئیے باس۔ مینجر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔
 تم چلو۔ میں اب دبا رہا رکھے تمہارے پیچھے آؤں گے۔
 عمران نے کہا۔

اور مینجر نے ایک لمحے کے لئے حیرت بھرے انداز میں عمران
 کو دیکھا پھر کندھے پر تھیک کر سیرھیان اتارنے لگا۔ عمران اب جو لیا اس کے
 پیچھے سیرھیان اتارنے لگے۔ سیرھیان کے اختتام پر تھوڑے روز
 تھی۔ مینجر نے آخری سیرھیان کے دایوں کونے میں مختصر من انداز میں یہ
 تو دیوار دیکھنا سے بھٹ کر دونوں سائینڈوں میں سمت گئی۔ اور
 کراس کر کے آگے بڑھ گئے۔ یہ ایک بہت بڑا بال کمر تھا جن
 آگے پیچھے بڑے بڑے بند باؤں کے چار ٹرک کھڑے تھے۔ ٹرک
 پر گھبراہٹ دکھائی گیا تھا۔ اور اس پر سرخ رنگ کی دھاریاں پڑتی
 تھیں۔ ٹرکوں کے ساتھ چار لمبے تڑپتے آدھی کھڑے تھے۔ ان
 سے بھی ٹرکوں کے رنگ جیسا لباس پہنا ہوا تھا۔ ان چاروں نے عمران
 دیکھتے ہی ہٹتے مودبانہ انداز میں سلام کیا عمران نے سر ملایا۔
 انہیں ادرین کر دو۔ صاحب چیک کر لیں۔ مینجر نے ان
 چاروں افراد سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور وہ چاروں تیزی سے ٹرکوں کی
 طرف بڑھے۔ انہوں نے ٹرکوں کے پیچھے میروں کے نیچے گئے۔
 بعد کھینچے تو ٹرکوں کی تھکی چار دودھیاں سے پورٹ کر سائینڈوں میں سمت
 گئی۔ ٹرکوں کے اندر مختلف قسم کا سامان بھرا ہوا تھا۔ دو ٹرکوں
 کھانے پینے کے سامان کے بند ڈبے اور دو ٹرکوں میں مشینری تھا۔

خوبک کو شی فون کی طرف دیکھا۔ اور پھر ہاتھ بڑھا کر سیدھا اٹھایا۔
 یس۔ ہنری اٹھ گیا۔ ہنری نے سمجھا نہ بچے

جن کہا۔
 ہنری پول رہا ہوں جناب۔ دوسری طرف سے ہنری کے

زور ہاں ہنری کی آواز سنائی دی۔

کیا بات ہے۔ ہنری نے سر دھجے میں پوچھا۔

پاس۔ ایک اہم بات کہنی ہے۔ پاس میٹرک تھوڑی دیر پہلے

پیشن سیٹائی گئے تھے ہیں۔ میں سپر چیکنگ کمپیوٹر پر موجود تھا۔

لگا میں سے تین افراد مل کر پاس میٹرک کے دفتر میں گئے اور اب

بھی وہیں موجود ہیں۔ تینوں ابھی ہیں اور ٹرک کے اندر بند ہو کر

آئے ہیں۔ ہنری نے کہا۔

کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم ہوش میں ہو۔ ہنری نے

بڑی طرح چہچہے ہوئے کہا۔

میں درست کہہ رہا ہوں پاس۔ میں نے سپر چیکنگ کمپیوٹر

پر تین خود چیک کیے۔ ڈیٹا کیورڈ کے اپنے نمبر نے جن جانے

کے بعد پاس میٹرک نے خود ایک ٹرک کا دروازہ کھولا اور تین افراد باہر

آگئے۔ پاس میٹرک انہیں لے کر خود اپنے دفتر میں گئے۔ ان کے

ساتھ جو عورت باربرا آئی ہے جن کے متعلق آپ نے مجھے پہلے ہی

ہایات دے دی ہیں وہ بھی ساتھ ہی دفتر میں گئی ہے اور اس وقت

پاس میٹرک سیٹائی فیڈر وہ دیکھ بھجوانے میں مصروف ہیں۔

ہنری نے سر دھجے میں جواب دیا۔

ہنری نے یس لیا اور ٹری میں اپنے مخصوص دفتر میں بیٹھا سنا

رکھی مشین پر چلتے بچتے بیٹوں اور ڈائمنل پینٹر کئی ہونے سوئچوں کو نپور دیکھ

رہا تھا۔ لیا اور ٹری میں اس وقت ایک اہم پروجیکٹ پر کام ہوتا تھا

اور لیا اور ٹری کے انتہائی وسیع و عریض ہال تھا مگر اس میں سر طرف

عجیب و غریب مشینوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔ تمام مشینیں کام کر رہی

تھیں۔ اور مشین کے سامنے سٹول پر بیٹھا ہوا ایک ایک شکل ان

کی کار کو دیکھ کر ساتھ ساتھ چیک کر رہا تھا۔ اس وسیع و عریض ہال کے

ایک کونے میں شفاف شیشے کا بنا ہوا ایک ہنری کا خاص دفتر تھا۔ اس

دفتر میں میز پر ایک کافی بڑی مشین رکھی ہوئی تھی۔ یہ تمام مشینوں

کی کار کو دیکھ کر نتیجہ پیش کرنے والی مشین تھی۔ اور ہنری اس مشین کے

دنیے پر وجیکٹ پر ہونے والے کام کا جائزہ لینے میں مصروف تھا۔

کمر پاس پڑے سرخ رنگ کے شی فون کی گھنٹی بج گئی تھی۔ ہنری

اودہ — اودہ — دھوکہ — بہت بڑا دھوکہ — اودہ میں ابر
 بھجا — دہری بیٹہ — اچھا تم ایسا کرو کہ رکھی دینے کے واسطے چوڑی
 کو چیک کر دو۔ کیا واقعی یہ اصل چوڑی ہے۔ اور سزا رکھی میز سیدشل
 استعمال کرنا تاکہ چوڑی کو اس چیکنگ کا احساس بھی نہ ہو۔ اور بیٹے
 میں لیبا ٹوٹی میں گنگٹ کر دو۔ میں خود اسے دیکھنا چاہتا ہوں،
 ہنری نے تیز تیز بولے میں کہا۔

میں باس — ابھی نیچے باس — میری نے کہا اودہ اس
 کے ساتھ ہی لائین ڈیڈ ہو گئی۔ ہنری نے بے سوچے دیا۔ وہ بڑی طرح
 اپنے ہونٹ کاٹ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں باہر کواہل آئی تھیں۔ اور گال
 بڑی طرح پھر رہے تھے۔ اس کے ذہن میں مسلسل دھماکے
 سے چورہے تھے۔ چند لمحوں بعد سامنے، کبھی مشتیں میں سے مخصوص
 انداز میں بھنے والی سٹی کی آواز بلند ہوئی اور ہنری نے ہاتھ بڑھا کر اس
 کا ایک ٹپ پس کر دیا۔ دوسرے لمبے مشتیں کے اوپر لگی ہوئی
 بڑی سی سکرن کا ایک گونہ پونگٹھے کے انداز میں روشن ہو گیا۔ اپنے
 تو اس پر بھانگے سے ہوتے رہے پھر ایک منظر ابر آیا۔ یہ ایک خوبصورت
 بلا بل کرہ تھا۔ جس میں سے اس وقت جارتک کھڑے تھے۔ اور
 مختلف خود کار مشینیں ان ٹرکوں میں سے مال نکال نکال کر مخصوص باسٹوں
 پر ڈال رہی تھیں۔ ایک سائبر پودوار کے ساتھ چوڑی کھڑا تھا۔ 83
 بڑے تلمیخانی انداز میں کھڑا کام ہوتا دیکھ رہا تھا۔ ہنری نے چوڑی کو دکھا
 کر ہونٹ پھینچ لئے۔ چند لمبے چوڑی نظر آتا رہا پھر اچانک جس جگہ
 چوڑی کھڑا تھا۔ اس کے اوپر پھت میں سے ہلکے نیلے رنگ کی

نہلوں کی چادر سی نکل کر نیچے کھڑے چوڑی پر پڑی اور چوڑی اس میں نہاسا
 گیا۔ لیکن چونکہ ہنری جانتا تھا کہ یہ کسی طرح بھی انسانی آنکھ سے نظر نہیں آ
 سکتی۔ اس نے چوڑی کی اسی طرح اطمینان سے کھڑا ہوا۔ اچانک ریز میں
 اسی ہی پھیلا ہوئی انداز کے ساتھ ہی چوڑی کی شکل دھندلی ہونے لگ گئی۔
 نہلوں بعد دھندلا ہوا ہونٹ ختم ہوئی تو ہنری نے اطمینان سے اچھل کر کھڑا
 ہو گیا۔ کیونکہ اب وہاں چوڑی کی بجائے ایک ایشیائی کھڑا ہوا تھا۔

اودہ اودہ — یہ تو عمران ہے۔ عمران چوڑی کے روپ میں۔ اودہ یہ
 کہا ہو گیا۔ ہنری نے اسے زور سے دانتوں میں ہونٹ دبانے کے واسطے
 منہ میں خون کا ذائقہ محسوس ہونے لگا۔ اسی لمحے بڑے غم ہو گئیں اور اب
 سکرن پر دوبارہ چوڑی کھڑا نظر آنے لگا۔ ہنری نے ہاتھ بڑھا کر ہنسی آتک
 ہا۔ تو سکرن کے کونے پر ہوا ہونے والا چوکھٹا مارا گیا۔ ساتھ ہی
 نئی لوان کی جھنکی دوبارہ بج اٹھی اور ہنری نے جلدی سے رسی پورا اٹھایا۔
 ہنری سچا کنگ باس — آپ نے دیکھا کہ وہ چوڑی باس نہیں ہے۔
 جگہ کوئی ایشیائی ہے۔ ہنری کی پرچوش آواز سنائی دی۔

سنو میری — غضب ہو گیا۔ یہ ایشیائی وہی عمران ہے۔ پراکھشیا
 بکرت مردوں کا عمران۔ اور باقی افراد اس کے ساتھ ہی ہیں۔ یہ لوگ انسانان ہیں
 ہو سکتے۔ حالانکہ میں نے اپنی سستی خود میری کا پٹرسے خود انہیں ان کی
 چہروں حیرت تباہ کر دیا تھا۔ لیکن یہ پھر بھی نہ صرف زندہ ہیں بلکہ صحیح سلامت
 ہیں اور یقیناً لنگڑی اور چوڑی ان کے جتنے بڑھ گئے ہیں۔ اور اب مجھے سمجھ
 آ رہی ہے کہ عمران باہر کے سٹیلے ہیں کیوں آٹانہ مردے رہا تھا۔ اودہ کیونکہ
 کوئی عورت سپلائی کے ساتھ نہ آسکتی تھی۔ اودہ اودہ — ہنری نے

بڑی طرح اپنے بال نوپتے ہوئے کہا۔

لیکن باس۔ یہ عورت بھی تو مردوں کی طرح ترک میں چھپ کر آسکتی ہے۔
 ہیری نے کہا۔

ہاں۔ آؤ سکتی تھی لیکن کوئی حکم ہوگا۔ بہر حال اب ان کا فوری خاتمہ ہونا چاہیے۔ فوری۔ تم ایسا کرو میگنٹ زبرد آپریشن کو آن کر کے پورا زبرد وگ ہی اڑا دو۔ تباہ کر دو۔ زبرد وگ کو۔ ہنری نے ہنسنے ہوئے کہا۔
 تم۔ تم۔ مگر باس زبرد وگ کی بجائے ان کا خاتمہ ہی ہو سکتا ہے۔
 ہیری نے بڑی طرح بوکھلائے ہوئے ہلنے میں کہا۔

مجھ میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ پورا زبرد وگ اڑا دو۔ فوراً یہ لوگ انسان نہیں شیطان ہیں۔ فرد افزا ان کا خاتمہ ناممکن ہے۔ اور اب یہ بند لوگوں کے اندر اچھلے ہیں۔ اب کوئی رسک نہیں لیا جاسکتا۔ حکم کی تعمیل کرو۔ فوراً جلدی۔ ہنری نے بڑی طرح ہنسنے ہوئے کہا۔

بس باس۔ ابی باس۔ ہیری نے گھبرائے ہوئے اور بکھلے ہوئے ہلنے میں کہا۔

اور ہنری نے پوری قوت سے رسیوں کو ایل پر پٹھا۔ اس کا چروہ پسینے جیسا لگ گیا تھا۔ وہ شیشے کے بین سے باہر نکلا اور پھر تیرا تیرا بھاگتا ہوا بال کمرے کے گیٹ سے باہر نکل کر کلبھی کی سی تیزی سے بھاگتا ہوا راہداری کے اختتام پر جا کر رکھا۔ اس نے ایک دروازہ کھولا۔ اور ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گیا۔ کمرے کا دروازہ بند کر کے اس نے سوچ بورد پر لگا ہوا ایک پن دیا تو کمرے کی طرف نیچے اترتا چلا گیا۔ ہنری بار بار تھیلے سے بیخبر رہا تھا۔ اس کی آنکھیں باہر نکلی آتی تھیں۔ وہ جوش اور غصے میں

بڑی کو زبرد وگ اڑانے کا حکم تو دے بیٹھا تھا۔ لیکن یہ خیال اسے بعد میں اپنی زبرد وگ اور بین وگ آپس میں میگنٹ زبرد آپریشن کے تحت جڑنے پڑے ہیں۔ اور جیسے ہی زبرد وگ تباہ ہوا۔ بین وگ کا میگنٹ آپریشن بھی خود بخود آں ہو جائے گا۔ لیکن اب ہیری کو منع کرنے کا وقت نہ رہا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ہنری بالکل ختم ہوئے ہی میگنٹ آپریشن روم کی فن لیک ہوگا۔ اب تو ایک ہی عورت تھی کہ یہ زبرد وگ تباہ ہونے سے پہلے بین وگ کا آپریشن زبرد وگ سے علیحدہ کر دیا جائے۔ اس نے مددگار بین وگ کے میگنٹ آپریشن روم کی طرف دوڑا جا رہا تھا۔

مجھ جیسے ہی دکا۔ وہ دروازہ کھول کر بھاگتا ہوا۔ ایک پڑے سے کمرے میں پہنچا۔ اس کمرے کے ایک کونے میں نیلے رنگ کی مشین فریش سے بہت تنگ چلی گئی تھی۔ اور اس میں نیلے رنگ کے بڑے بڑے پائپ چاموں طرف دیواروں میں غائب ہو رہے تھے۔ ہنری تیزی سے مشین کی طرف بھاگا۔ اور اس نے پائپ چمک کر اس کا ایک بیورو نیچے کی طرف دبا دیا۔ جیسے اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

یور نیچے جوتے ہی مشین میں گر کر گولا جھٹ کی تیرا آڈا رہا ہیری۔ اور مشین سے نکل کر نیچے فریش کی طرف جانے والا پائپ ایک تخت دونوں اطراف سے سرک کر نیچے کی طرف رہتا اور وہ میدان میں خلا سا پیدا ہو گیا۔ ہنری نے المیہ منان کا حوصلہ سانس لیا۔ اور پھر مشین کا ایک خانہ کھول کر اس نے اس میں موجود ہونے کی پائپ چمک اٹھائی اور اسے مشین والے حصے کے صرے پر رکھا کہ اس نے اس کی سائڈ میں لگا ہوا ایڈا اور ایک دیار کی پیدلے اب اس پائپ کے صرے کو پوری طرح بند کر دیا۔ اسی لمحے دوسرے

جسے کے کھلے سوراخ سے نینے رنگ کا ایک تیز شعلہ نکلا اور وہ سیدھا
 پائپ کیپ پر پڑا۔ شعلہ صرف ایک بار ہی لپکا تھا۔ لیکن اس ایک بار کی
 وجہ سے پائپ کیپ سرخ انگارہ ہو گئی۔ اور ایک طرف کھڑے
 جنری کا جسم بے اختیار لرزنے لگا۔ اگر یہ شعلہ ایک لمحہ پہلے لپکتا تو اس
 وقت پورا مین رنگ پر نرے پر نرے ہو چکا ہوتا۔ مین اسی لمحے گھر سے
 کافر ش اور دو اور بڑی طرح لرزے گئیں۔ اور پھر اس قدر خوف ناک
 دھماکے کی آواز سنتی تھی کہ جنری نے بے اختیار دیوار کا سہارا لیا کہ نہ
 کافر ش بڑی طرح کا تباہ بنا تھا۔ ایسے جیسے کوئی خوف ناک زلزلہ آیا ہو۔
 یہ حرکت صرف چند سیکنڈ رہی اور اس کے بعد ہر چیز ساکت ہو گئی۔ جنری
 نے پہلے تو ایک طویل سانس لیا اور پھر وہ مسلسل تیز تیز سانس لیتا چلا گیا۔
 ہینڈ گارڈز کا زبردگ تباہ ہو چکا تھا۔ گویا ایک اہم رنگ تھا۔ اور
 جنری جانتا تھا کہ اس کی تباہی سے پادری لینڈ کو کس قدر بھاری نقصان اٹھانا
 پڑے گا۔ لیکن اسے گھبراہٹ ایک امید نمان تھا کہ اس نے اس طرح جاہلیانہ
 گئے ترین دشمنوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ وہ تیزی سے دوبارہ لفٹ
 ولسے گھر سے ہی آیا۔ اور پھر لفٹ جب اوپر پہنچ کر کہی تو وہ اسی طرح دھڑکا
 ہوا اسپس اسی ڈال میں آیا۔

بب۔ بب۔ بب۔ زبردگ تباہ ہو گیا ہے۔ مکمل طور پر
 اس کے ڈال میں داخل ہوتے ہی ایک آدمی نے سمجھ جوتے ہیچ میں
 مجھے معلوم ہے۔ میرے ہی حکم سے اسے تباہ کیا گیا ہے۔
 ضروری تھا۔ جنری نے ہونٹ پیچھے ہونے کہا۔
 لیکن بائیس۔ یہ تباہی اور پہلے زمین پر بھی پھیلی ہوگی۔ اور اس کے

اسے لرزنا شروع ہو رہا تھا۔ اس طرح حکومت اس کے لیے کوئی تفریق
 نہیں کرے گی۔ ایک اور نئے کہا۔
 مین مجھے معلوم ہے۔ لیکن تم لوگ اپنا کام کرو۔ مین اسے خودی سنبھال
 لیا۔ جنری نے کہا۔ اور تیز تیز قدم اٹھانا اپنے سے کیوں نہیں گسیا۔
 اب اسے سرخ رنگ کے شیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور جنری نے کبھی کی
 جنری سے ہاتھ جھکا کر سر جھرا اٹھا لیا۔

بیس۔ جنری نے تقریباً چھپے ہوئے کہا۔
 بائیس۔ حکم کی تعمیل ہو چکی ہے۔ زبردگ ان کو کھلی سمیت مکمل طور پر
 تباہ ہو چکا ہے۔ ویسے بائیس۔ انتہائی خوف ناک دھماکہ ہوا۔ اور گرو کے باڈل
 پر وہ دھماکہ پھیل گئے ہیں۔ میری کی بھی ہوتی تو آواز سنائی دیتی۔
 اچھا سٹو۔ ان کو گولی لگی۔ لاشیں بھی تلاش کرو۔ اور فوجی طور پر لینڈ رنگ
 کا کام پیشتر ہی اس زبردگ کو مکمل طور پر پھینک دیا گئے ہیں۔ گلاہر مکمل
 سیکشن۔ باقی سارا کام بند کرو۔ مین اس کے لئے تہہ زمین زیادہ سے
 زیادہ مارتھ دے سکتا ہوں۔ جنری نے تیز پلچے میں کہا۔
 بائیس۔ چار گھنٹے تو بہت تھوڑے ہیں۔ بہت جلد تباہ ہوا ہے۔

جنری نے کہا۔
 شٹ اپ ٹرانس جا رہے ہیں۔ سارا کام بند کر کے اسی
 کام میں لگ جاؤ۔ تمام سیکشنز میں کام بند کرو۔ اور اسے خودی طور پر
 کو خراج کرو۔ خودی طور پر۔ جنری اتنے زور سے چیخا کہ شیل
 لڈیاں بھی پھینچنا اٹھیں۔
 بیس۔ حکم کی تعمیل ہوگی بائیس۔ میری نے بکاہلے

ہوتے بلکہ میں کہا۔ اور ہنسی نے پہلے کی طرح ایک بار پھر رسیوں کو ٹیٹل پر
پینچ دیا اور غصہ کو کسی پر ڈھیر سا ہو گیا۔

عمران اور اس کے ساتھی تو بہر حال ختم ہو ہی گئے تھے۔ لیکن حکومت
ایگزیکٹو اور اس کے مسد بہر حال اب زیادہ خطرناک ہو گیا تھا۔ اس دھماکے اور گرد
کے بادلوں کی رپورٹ لائف اعلیٰ حکام کو ہو گئی۔ اور وہ جانتا تھا کہ ان کی
اکوائرٹی نہیں رہانی دھماکے کی تحقیقات لڈنا کر میں گی۔ آج تک یاد دلیندگی
سب سے بڑی کامیابی ہی تھی کہ یونہی ویشیاں کسی کو یہ علم نہ تھا کہ یاد دلیندگی
کا ہیرنگو اور کھانہ ہے۔ لیکن اب اس دھماکے نے یہ راز کھول دیا
تھا۔ اور ہنسی کو اب مردہ عمران اور اس کے ساتھیوں پر بے پناہ غصہ
آ رہا تھا۔ جنہوں نے مرتے مرتے بھی یاد دلیندگی کے لئے خطرناک مسد پیدا
کر دیا تھا۔ بہر حال وہ سوچ رہا تھا کہ کیوں فلاح ہو جلتے پھر وہ اس
بار سے میں بھی کوئی خصوصی انتظامات کرے گا۔

عمران نے بڑے اطمینان سے کھڑا ٹرکوں سے پیشیل سپلائی اترنا
دیکھا کہ انہیں ایک سائینڈروم کا دروازہ کھلا اور صفحہ آمد آ گیا۔ اس کے
پسے پر عجیب سے جوش کے آئندہ نمایاں تھے۔

عمران صاحب۔ آپ پر بھرت سے نیلے رنگ کی شفا میں بڑی ہیں۔
مکان شفا میں کی وجہ سے آپ کی اصل مشکل دفتر میں رکھی مشین میں نظر آتی
تھی۔ صفحہ نے تیز لہجے میں کہا۔

کیا کچھ رہے ہو۔ نیلے رنگ کی شفا میں مجھ پر اور اصل مشکل نظر آتی
تھی۔ عمران صفحہ کی بات سن کر بے اعتیاد پھیل پڑا۔
مکان۔ ہم آپ کے دفتر میں بیٹھے تھے کہ اچانک کونے میں موجود
ایک مشین خود بخود چل پڑی۔ ہم جو کھٹ کر اُسے دیکھنے لگے تو اس پر سکرین
لاشی ہو گئی۔ سکرین پر پہلے تو عجمائے ہوتے رہے پھر اس ٹال کمرے کا

سنبھری۔ غضب ہو گیا۔ یہ ایشیائی ذہنی عمران ہے۔ پاکیشیا
سیکٹ سرحد کا عمران اور... ہنری کی جینتی ہوئی آزاد
نئی دہلی۔

عمران جونٹ بیٹے ان دونوں کی گفتگو سننا رہا۔ اور جب ہنری نے
ہیری کو سیگنٹ زیدو آپریشن سے پورا زبردگ اٹلنے کا حکم دیا تو عمران
بہی طرح اچھل پڑا۔

ادہ دہری بیٹے آدمیرے ساتھ۔ جہیں نوزایہ دنگ چھوڑنا ہے۔
خدی کرو۔ عمران نے پہنچتے ہوئے کہا اور تیزی سے شمالی سائیڈ
پر وجود و روزا سے کی طرف دوڑ پڑا۔ مشین سے ہنری اور ہیری کی باتیں

کرنے کی آواز اسی طرح سنائی دے رہی تھی۔ عمران کو اس طرح دکھانے
ہرے اماں میں دوڑتے دیکھ کر باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے دوڑ پڑے۔
عمران دوازہ گھول کر ایک رابہا رہی میں آیا۔ وہ بے تھمنا اس
رابہا رہی میں دوڑ رہا تھا۔ اس نے پیکر سے میں دنگ جلنے کا راستہ
پوچھ لیا تھا۔ جسے معلوم تھا کہ رابہا رہی کے اختتام پر ایک چھوٹا گمرہ

گھٹ کی طرح نیچے اترتا ہے جہاں ایک چوڑی سرنگ ہے۔ اس
سرنگ میں ایک ایکٹرک کار موجود ہے۔ اس سرنگ کا اختتام میں
دنگ کے آغاز پر ہوتا ہے۔ جہاں پیشیل چھوڑ نصب ہے۔ اور ہنری
کی خصوصی ہدایات کے بغیر کمپوٹر میں دنگ کا راستہ نہیں کھولتا۔ پہلے
نومران کا ارادہ ہی تھا کہ وہ رپورٹ دینے اور جولیا کو ملانے کے لئے
ہنری سے بات کرے گا۔ اور ظاہر ہے ہنری راستہ کھول دے
گا اس طرح وہ ہنری کے سر پر پہنچ جائیں گے۔ لیکن اب صورت حال یہ

منظر ابھرا آیا۔ آپ یہاں کھڑے تھے کہ چھت سے چمکے نیلے رنگ کی ٹینڈ
آپ پر پڑیں۔ اور آپ کی شکل پہلے تو دھندلا گئی۔ پھر جب دھندلاہٹ
دور ہوئی تو آپ اپنی اصل شکل میں سکریں پر کھڑے نظر آئے۔ اس
کے نور اجے مشین خود بخود بند ہو گئی اور میں یہاں دوڑا آیا۔ صخرہ
تیز تیز بچے میں ساری بات بتادی۔
ادہ۔ اس کا مطلب ہے ہم چیک کر لئے گئے ہیں۔ آؤ۔

عمران نے بڑی طرح بوکھلائے ہوئے بچے میں کہا۔ اور تیزی سے دفتر
کی طرف دوڑ پڑا۔

دفتر میں سارے ساتھی صخرہ کی طرح بوکھلائے ہوئے کھڑے
تھے۔ عمران دفتر میں داخل ہوتے ہی خدی سے اسی مشین کی طرف ہار
جس نے نیلے رنگ کی شعاعوں کی نشاندہی کی تھی۔ گھر سے کے کون
میں ہی ایک مشین تھی جس پر سکریں ہی فٹ تھی اس لئے عمران سمجھ گیا کہ
صخرہ ساتھی مشین کی بات کر رہا ہے۔ عمران نے ایک لمحے کے لئے مشین
کا جائزہ لیا۔ پھر اس نے تیزی سے اس کے نیچے حصے میں گئے
ہمستے بنتوں کی قطار میں سے باہر باہر سارے بن پر لیس کرنے
شروع کر دیئے۔ چوتھا بن پر لیس ہوتے ہی مشین جس سے اسی آواز کی
جیسے تھی فون کی گھنٹی بج رہی ہو۔ اور عمران نے ہاتھ روک لیا پھر جیسے
رسیور اٹھا یا جاسے اسی آواز نکلی۔

ہنری سپیکنگ باس۔ آپ نے دیکھا کہ وہ پیکرک باس نہیں ہے
بلکہ کوئی ایشیائی ہے۔ مشین میں سے ایک پرجوش آواز
برآمد ہوئی۔

دعاں جو اہل پیران کے ذہن ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں ان کا
ساتھ چھوڑ گئے۔

ایسا تک درد کی تیز لہر نے عمران کے شعور کو جھنجھوڑا۔ اور عمران کو یوں
موسوں ہونے لگا جیسے اس کے ذہن پرست تار ایک چادر دکھائی جارہی
ہو۔ اسی لمحے اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم کسی بھاری چٹان
کے نیچے دبا ہوا ہو۔ عمران نے آنکھیں کھولیں تو اس کی آنکھوں میں
پاک نعت جیسے مرجین سی بھر گئیں۔ لیکن اب اس کا ذہن بیدار ہو گیا تھا۔
اور ذہن کے بیدار ہوتے ہی خوف ناک دھماکے کی بازگشت ذہن میں
گونجنے لگی۔ عمران نے ایک بار پھر آنکھیں کھولیں تو آنکھیں کھلنے
کے باوجود اسے تاریکی ہی تاریکی نظر آتی۔ اس نے جسم کو حرکت دینی
چاہی۔ لیکن وہ جسم کو بلا بھی نہ سکا۔ البتہ اس کے دائیں ہاتھ نے ذرا سی
حرکت کی۔ تو اس نے اُسے زور زور سے بلایا اور پھر اُسے یوں محسوس
ہوا جیسے اس کا جسم ریت میں دفن ہو۔ وہ مسلسل زور لگا تاڑا۔ اور چند
لمحوں بعد اس کا ہاتھ اس کے چہرے تک پہنچ گیا۔ اس نے ہاتھ سے
آنکھوں کو صاف کیا تو اُسے کبھی کبھی روشنی سی محسوس ہوئی۔ اور

پورہ سمجھ گیا کہ وہ کس صورت حال سے دوچار ہے۔ سرنگ کا پورا اطہر
اس پر آگرا تھا۔ لیکن یہ طہر بھری کے ذات کی شکل میں تھا۔ سرنگ کی
تخت جو کہ مضبوط ترین فولادی جالی سے بنی ہوئی تھی ویسے ہی قائم تھی۔
والہی شاید اس لئے کہ یہ زبردنگ کا اختتامی حصہ تھا۔ یہاں تک
دھماکے کے اثرات آئے تھے۔ براہ راست یہ حصہ دھماکے کی زد میں نہ
آیا تھا۔ اس بات کا احساس ہوتے ہی عمران کو حوصلہ سا ہوا۔ اور اس

نہ رہی تھی۔

چند لمحوں بعد وہ سب اس ایکٹرک کا روک پہنچ گئے۔ ایکٹرک کو
چھوٹی تھی۔ لیکن اوپر سے کھلی ہوئی تھی۔ عمران نے اپنے ساتھیوں
کو اس میں بیٹھنے کے لئے کہا۔ اور خود اچھل کر اس کی فرنٹ سیٹ
پر بیٹھ گیا۔ باقی ساتھی بھی چھلانگیں لگا کر اس پر بیٹھ گئے۔ اور عمران نے
ساتھ گئے جوئے بتوں کے چیلن میں شاردت والا بین دبا دیا۔ ایکٹرک
کا رنے ایک جھٹکا کھا یا اور دوسرے لئے وہ واقعی کبھی کسی وقت
سرنگ میں بیٹھے ہوئے ٹریک پر دوڑنے لگی۔ ابھی ایکٹرک کا روک
رہی رہی تھی کہ ایک سخت سرنگ کا فرش لڑنے لگا۔ اور کا دھکے کھانے
لگی۔ عمران نے جلدی سے بین آف کیا تو ایکٹرک رک گئی۔ ٹیکو کا کہ
کسی بھی لمحے اٹھ سکتی تھی اس لئے عمران نے اُسے روک دیا تھا۔
"بیٹھے آرو۔ دوگ تباہ ہو رہی ہے۔ سرنگ کے اختتام کی طرف
دوڑو۔" عمران نے چہرے جوئے کہا۔ اور وہ سب عمران کے پیچھے
بے تحاشا آگے کی طرف دوڑنے لگے۔

"دیوار کے ساتھ ساتھ دوڑو۔" عمران نے چیخ کر کہا۔ اب تک
بڑی طرح لڑنے لگی تھی۔ اسی لمحے سرنگ نے ایک موڑ کاٹا۔ اور پیچ
ساتھ دیوار نظر آئے گی دیوار نظر آتے ہی انہوں نے اور زیادہ قوت
سے دوڑنا شروع کر دیا۔ لیکن اسی لمحے ایک خوف ناک دھماکہ ہوا۔
اور ان سب کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کے پیروں تلے سے زمین کھلی گئی
ہو۔ وہ اس طرح اچھل کر آگے جا گئے جیسے کسی نے گیند کو فضا میں اچھل
دیا ہو۔ اداس کے ساتھ ہی انہیں اپنے جسموں پر بے پناہ دباؤ

نے جلدی سے اپنے جسم کو نذر زد سے حرکت دینی شروع کر دی۔ اور تھوڑی سی جلد چہرہ کے بعد وہ باریک بجزری کے اس ڈھیر سے صبح - سلامت نکل آنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب اس کی آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو چکی تھیں۔ اس لئے اُسے ارد گرد کا ماحول کچھ کچھ نظر آنے لگا تھا۔ سامنے دلی دیوار کا ایک حصہ بھی ٹوٹا ہوا تھا۔ عمران نے جلدی سے اپنے ساتھیوں کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ اور پھر اُسے قریب ہی جو لیا کی گراہ سنا دی۔ اس نے جلدی سے دونوں ہاتھوں سے بجزری کا ڈھیر مٹانا شروع کر دیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ جو لیا کو اس میں سے ہٹا کر نے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد وہ پہلی کی سی تیزی سے بجزری کے ڈھیر مٹانے میں مصروف ہو گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ تنویر - صفیر اور کیپٹی سٹیکل کو اس ڈھیر سے باہر نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن یہ تینوں بے حس و حرکت پڑے تھے۔ عمران نے ان کی بندھنیں ٹٹولیں تو اُسے سکون سا ہو گیا وہ تینوں نہ نہ بہر حال تھے۔ جب کہ جو لیا مسلسل گراہ رہی تھی۔ لیکن اس کی آنکھیں بند تھیں۔ وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں تھی۔ عمران نے ان کے چہروں کو صاف کیا اور پھر انہیں ہوش میں لے آنے کی جلد چہرہ میں مصروف ہو گیا۔ بجزری کے باریک ذروں کے ڈھیر میں دب جانے کی وجہ سے ان کے جسموں کو تو شدید چوٹ نہ آئی تھی۔ لیکن ناک اور منہ میں ذرات نے گھس کر ہوا کے راستے بند کر دیئے تھے۔ اس لئے عمران کو انتہائی تیز رفتاری سے ان کی ناک کے تھنوں میں انگلی ڈال کر انہیں کھولنا پڑا۔ جلدی وہ اس لئے کر رہا تھا کہ ہوا کے

کمن حور پر مسدود ہو جانے سے وہ کسی بھی لمحے واقعی مر سکتے تھے۔ اور پھر اس کی پھرتی نے کام دکھایا۔ اور تھوڑی سی جلد چہرہ کے بعد وہ انہیں ہوش میں لے آنے میں کامیاب ہو گیا۔ پہلے تو تنویر اور جو لیا ہوش میں آئے ہی بجزری طرح چھینے گئے۔ لیکن جب عمران نے انہیں تسلی دی تو وہ خاموش ہو گئے۔

"انتہائی نصیرت انگیز۔ میں کبھی سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ہم بچ بھی سکتے ہیں۔" جو لیا نے پوری طرح ہوش میں آنے کے بعد گلے اندھیرے میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"دراصل ہم سے بڑا ڈھیسٹ اس دنیا میں ابھی تک کوئی پیمانہ ہی نہیں ہوا۔ لوگ تو نظروں کے تیروں سے شہید ہو جاتے ہیں۔ اور ہم پورا زہر دو گنا تیار ہو جانے کے باوجود ویسے کے ویسے بیٹھے ہیں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس حالت میں بھی اس کی بات سن کر سب ہنس پڑے۔

"اب پر دگام کیلے ہے۔ یہاں سے نکلتا بھی ہے یا یہاں بجزری کے ڈھیر پر بیٹھ کر بس باتیں ہی کرتے رہنا ہے۔" صفیر نے کہا۔

"وہ ایک گالت ہے۔ جاسٹن تو جانتیں کہاں۔ وہ مجھے آج یاد آ رہا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے ہاتھوں سے کڑے جھاڑنے کی کوشش کی۔ لیکن ظاہر ہے۔ کپڑے تو بجزری کے ڈھیر میں دفن ہونے کی وجہ سے بجزری کے دھگے ہی ہو چکے تھے۔

باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور پھر عمران دیکھا میں بنے

جواب نہ دیا۔ شاید اس ہونٹاک دالنے کی وجہ سے اس کے ذہن پر
ابھی تک اثر موجود تھا۔

یہ سرنگ آگے جا کر دائیں طرف کو گھوم رہی تھی۔ اور پھر وہ جیسے
ہی سرنگ میں مڑ کر آگے کی طرف بڑھے۔ ایک لمخت انہیں اپنے
عقب میں تیز سرمر اہٹ کی آواز سنائی دی۔ اور وہ سب بے اختیار
اچھل کر مڑے اور دوسرے لمحے عمران کے حلق سے ایک طویل سانس
نکل گیا۔ کیونکہ سرنگ کا چہاں موڑ تھا وہاں چھت سے فرش کے اندر
اندھے لیکن موٹے شیشے کی دیوار قائم ہو چکی تھی۔

اسی لمحے انہیں آگے کی طرف بھی دیسی ہی آواز سنائی دی۔ اور
ایک جھپکنے میں وہی ہی دیوار دوسری طرف بھی قائم ہو گئی۔
"لو تھی منسکے ختم ہو۔ اب کم انکم ہم تہا دھو تو لیں گے"
عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تہا دھو" کیا مطلب۔۔۔ سب نے بے اختیار چونک
کر کہا۔

"بھئی" اب منری اتنا بد ذوق تو نہیں ہو سکا کہ ہمیں اس حالت
میں قبریں اُتارے گا۔ کنٹھی تو پہننے کا اور کھارہے کفن سے پہلے
مردوں کو تہا یا بھی جاتا ہے۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور سب نے
بہرے ایک لمخت پہنچے گئے۔

تم نہلنے دھونے کی بات کر رہے ہو۔ میں تہا ہارے جسم کے
بہرے اٹا دوں گا۔۔۔ اسی لمحے سرنگ کی چھت سے منری کی
چونچھی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس کا اوج تہا رہا تھا کہ وہ سخت بوکھلا یا

ہوئے۔ سودا خ کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے دیوار سے ڈراہٹ کر دوا خ
میں دوسری طرف چھٹکا تو دوسری طرف اسی طرح ایک سرنگ سی جا
رہی تھی۔

"آؤ بھئی۔۔۔ جب آدمی ڈھیٹ ہو تو راستے بھی خود بخود پیدا ہو جاتے
ہیں۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور پھر دیوار کے اس سو داخ کو کراس کر کے
دوسری راہداری میں داخل ہو گیا۔ اس کا انداز خاصا جھپکنے ہونے تھا۔
شاید اس کا خیال تھا کہ کوئی اللہم وغیرہ نہ پڑے۔ لیکن دوسری
طرف پہنچ جانے کے باوجود جب کچھ نہ ہوا تو عمران نے اطمینان کا
سانس لیا۔ راستی ساقیوں کو اُتار دیا جو اُد کیخنے لگا۔ جب سب
ساتھی سو داخ کو کراس کر کے مین دجگ کی راہداری میں آگئے تو عمران
آگے کی طرف چل پڑا۔ اس راہداری میں دوسری تھی اس لئے وہ اب
ایک دوسرے کو اچھی طرح دیکھ سکتے تھے۔ سب کے سب انسانوں
کی بجائے بھوت لگ رہے تھے۔

"اسنے کا کیا ہوگا۔۔۔ صفد نے پوچھا۔

"جو ایسا ہمارے ساتھ ہے۔ پھر اسنے کی کیا ضرورت ہے"
عمران نے بڑے سنجیدہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"سٹ اپ۔۔۔ اب تم گھٹیا باتیں کرنے لگ گئے ہو"

جو ایسے غصے سے پھینکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"حالت ہی اس وقت ایسی ہے۔ ابھی تو تیار نہیں بولا اور اگر بول
پڑا تو تم اچھی طرح سمجھ سکتی ہو کہ وہ کیا بولے گا۔" عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن تنزیہ نے جو ہٹ پھینچ لئے۔ اس نے کوئی

ہوا ہے۔

”یار۔ ان مردوں کو ہی نہلا دینا۔ بل بے شک یا کیش یا سیکرٹ مرزوں کو بھجوا دینا۔ اور اس کی بھی اجازت ہے کہ بل زیادہ بنا دینا۔ شایعاً اس طرح پادری لینڈ کی غربت دہرے ہو سکے۔ عمران نے ایسے ہیچے میں جواب دیا جیسے وہ اپنی جگہ کسی اور کی بات کر رہا ہو۔ تم نے پادری لینڈ کی طاقت کا غلطاً اندازہ لگایا تھا عمران۔ اور اب نتیجہ مہکتو۔ میں تمہیں مزید ایک لمحہ بھی زندہ نہ رکھو کہ غطرہ حمل نہیں لے سکتا۔“ جنہری کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”غطرہ تو مرنے کے بعد پیدا ہو گا جب تک ہم زندہ ہیں تمہیں کیا غطرہ ہوسکتا ہے۔ ہمیں پادری لینڈ کی طاقت کا اندازہ ہے۔ اس لئے تو کہہ رہا ہوں کہ ہم اتنے ہی احمق نہیں ہیں جتنے تم سمجھ رہے ہو کہ ہم بس منہ اٹھانے پادری لینڈ میں گھس آتے ہیں۔ تاکہ تم ہمیں تنگ کر سکو۔ ایسی بات نہیں مہر جنہری جیسے میں پادری لینڈ۔“ عمران نے بڑے طنز پر پہلے میں کہا۔

”کیڈو ڈرنے تمہیں ابھی طرح چیک کر لیا ہے۔ تمہارے پاس کچھ نہیں ہے۔ اس لئے مجھے چکر دینے کی کوشش نہ کرو۔“ جنہری نے کھینکا رستے ہوئے کہا۔

”تو میں خواہ مخواہ آج تک ہر جگہ تمہاری ذہانت کے قصیدے چھیٹتا رہوں۔ تمہاری ساری ذہانت تو کیڈو رینک ہی محدود ہے۔ تو ٹھیک ہے۔ تم یہ بھی کر کے دیکھ لو۔“ عمران نے انتہائی طنز پر پہلے میں کہا۔

”تمہارے مفکر میں فنا ہونا کھ دیا گیا ہے۔ ابھی اور اسی وقت۔“

”میں نے دور بس۔“ جنہری نے اسی طرح چھیٹے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے سرگ کی چھت سے کھٹ کھٹ کی تیز آوازیں ابھریں۔ اور اس کے ساتھ ہی مرگ کا وہ حصہ جس میں یہ لوگ موجود تھے تیز سرخ رنگ کی شعلوں میں جیسے ہٹا گیا۔ سرخ شعلوں کے پیدا ہوتے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کے حلق سے بے اختیار جنیں نکلیں اور دوسرے لمحے ان کے جسموں نے اس فریگ آگ کی پٹی جیسے وہ گوشت پوست کی بجائے پٹرول کے شے ہوئے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے بے اختیار دیکھے کہ گورنر کے ماتھے اپنے جسم کو رگڑنا شروع کر دیا۔ تاکہ آگ بجھ سکے۔ لیکن بے سود۔ آگ لمحہ لمبی تیز چوٹی گئی اور سرگ میں انسانی گوشت جلنے کی مہرائی کے ساتھ ساتھ ان کے حلق سے نکلنے والی خوف ناک جنیں پوٹی چلی گئیں۔

کیپوٹر۔ کون سا کیپوٹر بائس۔ میری نے حیران ہوتے

ہے پوچھا۔
میں رنگ کی سرنگ کا ایکٹو فیئر کیپوٹر اس کا سٹیم ہی ایسا ہے کہ
۲۰ ہوا کہ چونکا اُسے آن کر دیتا ہے۔ ہنری نے دوبارہ کرسی پر

بیٹھ ہوئے کہا۔
اے اے انکسٹریٹز کیپوٹر روک کر رہا تھا۔ سو رہی بائس۔ میں تو زیر و دنگ
کے کیپوٹر جگ کی پورٹ دینے آیا تھا بائس۔ ابھی تک وہاں سے
وہ لوگوں کے جسموں کا کوئی حصہ دستیاب نہیں ہوا۔ میری نے

کہے ہوئے ابھی میں کہا۔
اے اے دوسرے مجھے ہنری کے قبضے سے وہ چھوٹا سا مکرو گونچ اٹھا میری
باب باہر ہنری کو اس طرح قبضہ لگانے دیکھ کر حیران ہوا۔ کیونکہ ہنری
اپنی خبیثہ آدمی تھا۔

تہیں وہ کیسے مل سکتے تھے۔ البتہ اب ان کی جلی ہوئی ٹانگوں کی ماکہ
تہیں میں وہ جگ کی سرنگ میں پڑی مل جائے گی۔ راجا۔ وہاں سے ان
کی ماکہ کھنٹی کر کے لے آؤ۔ میں انہیں محفوظ رکھوں گا وہ پاولینڈ
لیٹج کی سب سے بڑی نشانی بنے گی۔ ہنری نے ہنسنے شروع
کیا۔

میں سمجھا نہیں بائس۔ میری بیستور حیران تھا۔ وہ اس
نہیں ہنری کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے اس کی دماغی حالت پر شک ہو رہا
ہے۔
تم سمجھ ہی نہیں سکتے۔ سنو۔ عمران اداس کے ساتھ تہا سے

ہنری کے حق سے مسلسل تحقیق بند ہو رہے تھے۔ وہ اس طرح
تحقیق لگا رہا تھا جیسے اُسے زندگی کی سب سے بڑی خوشی میسر آگئی ہو۔ اس نے
سکریں پر سرنگ کا منظر جو د تھا۔ جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے
جسموں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے اور وہ پختے ہوئے خرش پر لوٹ
پوٹ ہو رہے تھے۔

ٹا۔ ٹا۔ ٹا۔ آفر کا پاور لینڈ بھرت گیا۔ دکٹری دکٹری۔
ہنری نے کرسی سے اٹھ کر تقریباً پچھتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے دروازہ کھلا اور میری اندر داخل ہوا۔ وہ ہنری کو اس طرح
پچھتے اور قبضہ لگاتے دیکھ کر بے اختیار ٹھٹھک کر روک گیا۔
دروازہ کھلتے ہی سکریں پر سے منظر خود بخود غائب ہو گیا تھا۔
"اے میری تم۔ تمہارے دروازہ کھول کر کیپوٹر آن کر دیا"
ہنری نے سکریں پر سے منظر غائب ہوتے ہی چونکا کر کہا۔

میگنٹ زبرد آپریشن کے آن ہونے سے پہلے ہی زبرد و گنگ اور میں ہرگز
 کی مشترکہ سرنگ میں پہنچ گئے تھے۔ وہ چونکہ زبرد و گنگ کے میں بیکار
 سے نکل آئے تھے اس لئے سرنگ بدی طرح تباہ نہ ہوئی۔ اور وہ لوگ
 پہنچ گئے۔ اور اس خوف ناک دھماکے نے میں دنگ کے پیش
 تعمیر ہو کر بھی خراب کر دیا۔ اور دو میانی دیوار ٹوٹ گئی تھی اس کی خرابی
 کی اطلاع ملی تو میں اُسے ٹھیک کرنے کے لئے یہاں آیا۔ یہاں آکر میں
 نے جب اُسے ٹھیک کرنے کے لئے ایکشن فیکٹوری میں لے گیا تو میں نے یہاں
 کہا ہاگلی جوگیا کہ شہرمان ادا اس کے ساتھ صحیح سلامت اس کوئی بوجھ
 دیوار سے نکل کر میں دنگ کی سرنگ میں داخل ہو چکے تھے۔ یہ دیکھ کر
 کو یقین مانو میں ہاگلی جوگیا کہ زبرد و گنگ بھی تباہ ہو گیا لیکن اس کے باوجود
 بھی یہ زندہ ہیں۔ چنانچہ میں نے فوراً ایکشن فیکٹوری کو جارج کرنا شروع کر دیا
 دیا۔ جب پیمبر پٹر چارج ہوا تو یہ سرنگ کے موٹوں میں داخل ہو چکے تھے۔
 اگر مجھے مزید دیر ہو جاتی تو یہ یقیناً میں دنگ میں داخل ہو جاتے۔ جب
 میں نے ایکشن فیکٹری میں آکر ان کا ماسٹر محمد وکر دیا۔ اور پھر میں نے
 کی حساب سے طاقتور ریز ایکٹو ون آن کر دیں اور اس طرح ان کے جسموں
 کو آگ لگ گئی۔ اور وہ سب دھڑا دھڑا جلنے لگے۔ جب تم داخل
 ہوئے تو میں ان کے جلنے کا نظارہ کر رہا تھا۔ اور ان کی مرے وقت کا
 یہ نہیں میرے کانوں میں ہنس گھول رہی تھیں۔ لیکن ہمیں پتہ نہیں تھا کہ
 ایکشن فیکٹوری میں آئے ہیں۔ اس لئے تم اندر آ گئے۔ اور وہ نہ جانتے
 ہی خود بخود زندہ ہو گیا۔ ہنری نے کرسی پر بیٹھ کر اپنے نمبر کو کوٹھالیات
 بتائی شروع کر دیں۔

لائی کہ پکڑوں کے بال بیک مل گئے تھے۔ جسم پر موجود کپڑے داکھ
 لے تھے۔ رادھہ اب ہنکا کھڑا تھا۔ اس نے تیزی سے باقی ساتھیوں
 تک دیکھا تو وہ سب فرش پر بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔
 انہیں کھلی ہوئی تھیں۔ لیکن آنکھوں کی چمک معدوم ہو چکی
 تھی۔ پہلو کے بل دیوار کے ساتھ پڑی ہوئی تھی اور اس کے جسم
 پر بال بیک موجود تھا۔ عمران کو حیرت تھا کہ جیسے ہی جویا حرکت کرنے
 لگا اس سا کہ بن کر کھڑ جائے گا۔ وہ تیزی سے صفحہ کی طرف
 گیا اور اس نے اس کی بعض چیز کی۔ وہ زندہ تو تھا لیکن اس کا گوشت
 ٹکڑے سے جل گیا تھا۔ اودھ بے ہوش پڑا تھا۔ صفحہ کی حالت دیکھ کر
 عمران کو احساس ہوا کہ ان کی حالت بے حد خستہ ہے۔ اور اگر وہ
 کوئی اور بھی ایسا مدہ ملی تو ان کی موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ اندر سے
 اس کی دیوار میں چونکہ ہر گئی تھیں اس لئے عمران تیزی سے آگے کی
 طرف دوڑنے لگا۔ گو اس طرح دوڑنے سے اسے خاصی تکلیف
 ہو رہی تھی اور پھر وہ الف ننگہ بھی تھا اس لئے اسے کچھ عجیب سا
 احساس ہو رہا تھا۔ ایسے احساسات جو شاید ان سے پہلے اس نے زندگی
 میں کبھی محسوس نہ کئے تھے۔ لیکن اس وقت مسکراہ احساسات پر
 اس نے غور کیا۔ یہ نہ تھا۔ سنبھالنے یہ آگ کیوں اچانک بچھ گئی تھی اور
 انہیں موت گئی تھیں یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ لیکن بہر حال وہ
 کو فرح سے ناگہا اٹھا چاہتا تھا۔ اس لئے تیزی سے دوڑتا
 گیا کہ بڑھتا گیا۔ پھر اسے دور سے مرنے کی انتہائی دیوار نظر آنے
 لگی۔ وہ اس دیوار کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک اسے کھلی ہوئی دیوار
 دکھائی دی۔

عمران اور اس کے سب ساتھی واقف جاننے کے عالم میں
 فرش پر بڑی طرح لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔ عمران کے ہونٹ
 پھٹے ہوئے تھے۔ لیکن باقی ساتھیوں کے حلق سے نکلنے والی چیخیں
 مرنے کی گونج رہی تھیں۔ عمران کو واقعی اس طرح غم میں پورے تھا۔ یہ
 اس کا سانس کبھی بھی لٹھے رک جائے گا۔ جسم کا گوشت جھٹنے کی وجہ سے
 درد اور تکلیف کی شدت واقعی اپنے عروج پر پہنچی۔ اور اس کے ذہن
 پر اندھیرے بار بار غلبہ حاصل کرتے۔ اور کچھ بہ لمحہ یہ واقعہ بڑھتا جا رہا تھا۔
 کہ اچانک اس کے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس
 کے جسم پر لگی ہوئی آگ ایک ٹخت بچھ گئی۔ لیکن تکلیف کی شدت میں
 کوئی کمی واقع نہ ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی مرنے کی تیز آوازیں بھی
 سنائی دیں۔ عمران چند لمحے تو انہیں کھلے کھلے ہنسنے کی حالت
 میں پڑا رہا۔ لیکن دو مرنے کے لمحے وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے سر

کی آواز سنائی دی۔ ادا اس کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے پورے
 ساتھ میں آدھی سے زیادہ غائب ہو گئی۔ اس طرح درمیان میں
 دوا زہ سا بچ گیا۔ عمران بچی کی تیزی سے چھپتے کہ سائیکل
 سے نکل گیا۔ دوسرے لمحے ایک نوجوان ہاتھ میں ایک مٹھا سا
 سرنگ میں داخل ہوا اور تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ اس کے
 بڑھنے کا انداز بتا رہا تھا کہ اس کے ذہن میں یہ تصور نہیں
 یہاں کوئی آدمی موجود ہو سکتا ہے۔ جیسے ہی اس نے قدم
 عمران کی جانب چھینے کی طرح اس پر جھپٹا۔ اس کا مکہ پوری
 سے اس نوجوان کی کینٹی بڑھا اور وہ پھینکا ہوا چھل کر سائیکل
 جا کر آیا۔ ڈبہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر ایک طرف جا گیا۔
 اچھل کر رات چلائی اور فرسش پر گرے ہوئے اس نوجوان کی
 اس کی لات پوری قوت سے چڑھی تو اس نوجوان کا پھر کتا جو
 ساکت ہو گیا۔ عمران بچی کی تیزی سے آگے بڑھا ادا اس
 جھک کر سب سے پہلے اس کی پتلون اتار دی۔ نوجوان نے بچے
 پہننا ہوا تھا۔ عمران نے جلدی سے اس کی پتلون خود پہنی لی۔
 کے بعد اس کے حلق سے اچھٹان کا ایک لمبا سانس نکل
 نے جھک کر اس کی شیش دیکھی تو اسے احساس ہوا کہ یہ نوجوان
 مزید ایک گھنٹہ جو شش میں نہیں آسکتا۔ اس نے جلدی
 اس کی تلاش یعنی شروع کر دی۔ ادا دوسرے لمحے اس کے
 اندرونی جیب سے ایک جہیزہ قسم کا پستول باہر کر لیا۔
 پستول ہاتھ میں لیتے ہی عمران تیزی سے مڑا اور بھاگا۔

پھر اس کے کسی دوسری طرف آ گیا۔ دوسری طرف ایک چھوٹا سا گھر تھا۔
 اس کے ایک کونے میں ایک مشین نصب تھی۔ جو کہ اس وقت حل
 تھی۔ اس مشین کو دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ اس دفا زہ سے کو
 یٹ کرنے کی مشین ہے۔ کمرے کی ایک دیوار کے ساتھ چار برہمی
 ہیں الماریاں موجود تھیں۔ عمران نے آگے بڑھ کر الماریاں کھولیں تو
 ان الماریوں میں تو مشینری کے پرندوں کے ڈبے پڑے ہوئے تھے
 اب کد ایک الماری کھلتے ہی اس کی آنکھوں میں ٹپک سی آ گئی۔
 الماری کے پچھلے خانے میں نیلے رنگ کے کپڑے کے پانچ تھیلے
 پڑے ہوئے تھے۔ جن میں مشینری مناسب کا لیکن چھوٹا چھوٹا سامان
 موجود تھا۔ عمران نے جلدی سے ان تھیلوں کو باہر نکال کر ان میں موجود
 ڈس فرسش پر ڈھیر کئے اور پھر اس نے ایک جھکے سے ان تھیلوں
 کو باہر نکال کر پھاڑنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں میں وہ بڑے بڑے
 ٹیبلوں اور دروں میں تبدیل ہو چکے تھے۔ عمران نے وہ چادریں اٹھائیں اور
 ان کی تیزی سے دوڑتا ہوا وہ داپس سرنگ میں داخل ہوا۔ وہ نوجوان
 طرح سائیکل میں بے ہوش پڑا تھا۔ عمران اس کی طرف توجہ نہیں
 دیتا تھا۔ تیزی سے دوڑتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ اُسے سب سے
 پہلے پتھر پڑے تھے کہ اس کے ساتھ ہی تھے۔ ادا اور گویا ادا دوسرے سائیکل
 پر مشن آ گیا تو وہ باقی ساری عمر شرمندہ سے رہیں گے۔ اس
 کے نزدیک اس وقت باقی سب باتوں سے زیادہ اہمیت اپنے
 تھیلوں کو پھرنے پہناتے تھے۔ وہ دوڑتا ہوا جلد ہی اس جگہ پہنچ گیا۔
 اس کے ساتھ ہی ابھی تک بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اس نے

زیادہ تیز ہو گیا۔

”وہ۔۔۔ وہ میں آپ پریشان، دم میں ہیں۔۔۔“ نوجوان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”پوری بات کہو۔۔۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

لیکن دوسرے لمحے وہ نوجوان ایک نکتہ اچھلا اور اس نے اچھل کر عمران کے سینے میں پوری قوت سے گھٹنے مار دیئے اور خود وہ کونوں کے بل نیچے گرا۔۔۔ زبرد دار اور اچانک ضرب گھٹنے کی وجہ سے عمران ایک نکتہ اچھل کر پیچھے ہٹا۔

”تو تم نے آخر کار حیات کہہ لی۔۔۔“ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اور اس کی آنکھوں میں ایک نکتہ غصے کے چراغ جل اٹھے۔ اس نے ربو اور ایک طرف پھینکا اور ہوش بھینچ کر کھڑا ہو گیا۔

نوجوان نیچے گر کر تیزی سے اٹھا اور اس نے اپنے طور پر اٹھتے ہوئے عمران پر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن عمران نے ہنسی لہجے میں ایک نکتہ اچھل کر پوری قوت سے لات چلائی اور نوجوان کسی ماہ کھائے بننے کی طرح چیخا ہوا سر جھک کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ عمران آگے ٹپھ کر جھکا۔

الدوسرے لمحے وہ نوجوان عمران کے دونوں ہاتھوں میں اٹھتا ہوا اٹھا میں بندھ ہوا۔ اور عمران نے اسے دونوں ہاتھوں پر کسی لٹو کی طرح کھایا اور پھر پوری قوت سے دایسے دیوار سے دسے مارا۔ اس بار اس نوجوان کھنکھرتے سمجھ کر گونج اٹھی۔ اور نوجوان دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا اور اس کا جسم سیدھا ہوتا گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ لیکن عمران اس کے نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا۔ اور اس

جلدی سے سب سے پہلے چولیا پر چادر ڈالی اور پھر باقی چادریں اس کے اپنے ساتھ یوں کے جموں کے گرد لپیٹ دیں۔ اس کے بعد اس نے صفحہ کو ہوش میں لانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ تھوڑی دیر بعد صفحہ نے کراہتے ہوئے آنکھ کھولی دی۔

”صفحہ۔۔۔ ہوش میں آؤ۔ ہم ملے فرار ہیں لیکن زندہ ہیں۔ جلدی کر دو باقی ساتھیوں کو ہوش میں لانے آؤ۔ اور میں ونگ کی طرف آجاؤ۔ جلدی۔“ عمران نے صفحہ کے ہوش میں آتے ہی تیز لہجے میں کہا۔

اور صفحہ کے کمرے میں پورے تیزی سے سیدھا ہوا اور اس طرف کو دوڑ پڑا۔ جدھر سے وہ بیٹھے بیٹھا کر گیا وہیں آتا تھا۔ وہ اس نوجوان کے قریب پہنچا تو اس وقت نوجوان اٹھ کر بیٹھے کی کوشش کر رہا تھا۔ عمران نے آگے سر تھک کر ایک نکتہ اچھل کر گمراہ سے پوچھا کہ کھڑا کیا اور پشیل کی نال اس کی گنہی سے لگا دی۔

”ہنری کہاں سے۔ جلدی بولو۔ ورنہ۔۔۔“ عمران نے اس بات کو حین سے اس نے گردن پکڑی ہوئی تھی۔ مٹھے غصیلے انداز میں جھٹا دیتے ہوئے کہا۔

”ت۔۔۔ ت۔۔۔ تم تو جل چکے تھے پھر۔۔۔۔۔۔“ نوجوان نے بیٹھے بیٹھے اور قدم سے خوف زدہ لہجے میں کہا۔ اس کا عمران کو دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی بھوت کو دیکھ رہا ہو۔ ویسے اس وقت عمران کی حالت واقعی کسی بھوت جیسی ہی ہوئی تھی۔

”جواب دو۔ ورنہ۔۔۔“ عمران کے لہجے میں غراہٹ کا عنصر

اپنا نام بتاؤ جلدی! — عمران نے غلڑے سے کہہا۔
 اسی لئے قدموں کی آدانا بھری۔ لیکن چونکہ یہ آدانا اس طرف سے
 اڑی تھی جبکہ عمران کے ساتھ تھے اس لئے عمران نے کوئی توجہ نہ کی۔
 میرا نام میری ہے۔ اور میں باس مہتری کا نمبر تو ہوں۔
 انجان نے کر لیتے ہوئے کہا۔

ابراہیم نے عمران نے اُسے نیچے پھینک دیا۔ پھر جیسے ہی اس کا
 ہونچے گا عمران نے اچھل کر اس کی گردن پر پیر رکھا اور تیزی سے گھوم
 گیا۔ نوجوان کی بھیجی ہوئی آواز کے ساتھ ہی کھٹاک کی ٹکلی سی آواز نکلی
 وہ نوجوان میری کی آواز میں جیسے نور ہوتی گیس اس کی گردن ٹوٹ گئی تھی۔
 میں تم لوگوں کے انتظار میں تھا۔ آؤ جلدی! — عمران نے مڑ کر
 بائیں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اودھو سر سے لے کر پوٹا۔
 لڑکھو لڑکھو کو افسوس لے کا نہ ہے پراٹھا یا ہوا تھا۔

میرا ہوا جو لیس کوٹا۔ عمران نے چونکا کر پوچھا۔

اس کی حالت خراب ہے عمران حسبِ فورسی جی ابراہیم پوچھتے
 خدائے کہا۔

آؤ جلدی کرو۔ جلدی کرو۔ عمران نے تیز بولے ہیں کہا۔
 نایک طرف پڑا پمپل اٹھا کر اس گھرے کی طرف دوڑ پڑا۔ جب دھڑکتے
 پائے چادر میں اٹھائی تھیں۔ جو باقی ساتھیوں کی حالت بھی ٹھیک نہ
 تھی لیکن بہر حال وہ مرد تھے۔ اس لئے وہ ہمت کر کے عمران کے
 پوچھنے سے۔ صفحہ کی اپنی حالت بھی ٹھیک نہ لگا رہی تھی۔ وہ
 لڑکھو لڑکھو جاتا۔ لیکن پھر بھی وہ جو لڑکھو اٹھائے ہوئے تھا۔

نے جھک کر نوجوان کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر اس کے جسم کو یک لخت پٹا
 ادا پوری قوت سے اس کی ٹانگوں کو دیوار کی طرف موڑ دیا۔ نوجوان کا سر
 دیوار سے جک کر کا ہوا تھا۔ اس لئے عمران کے زور دار جھکے نے
 اس کی ریڑھ کی ہڈی کے کئی مہرے کھسکا دیئے۔ اودھو شدید تکلیف
 کی وجہ سے کب لخت ہوش میں آکر مڑی طرح چیخنے لگا۔ عمران نے اُسے
 ایک بار پھر لٹ کر چھوڑ دیا۔ اودھو اس کی بے جان ٹانگیں فرش پر گر گئیں۔
 نوجوان کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو رہا تھا۔ عمران نے اس کی
 ٹانگیں چھوڑیں اور ایک بار پھر جھک کر ایک بار اودھو اس کی گردن میں ڈالا اور
 بازو کے زور سے اُسے اوپر فضا میں اٹھالیا۔ نوجوان کا پچھلے جسم
 بے جان ہو کر فضا میں لٹکنے لگا۔ عمران نے دوسرے ہاتھ سے پھر پوٹا
 اس کے گال پر چاڑھا۔ اودھو نوجوان کے حلق سے ایسی چیخ نکلی جیسے زور
 ہوتے ہوئے جانور کے حلق سے نکلتی ہے۔ غرغراہٹ بنا ہونے۔
 اودھو اس کے منہ سے نہ صرف کئی خانت اچھل کر باہر آ کر گرنے بلکہ اس کی
 ناک اور منہ سے خون بھی بہنے لگا۔

میں تمہاری ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا۔ بتاؤ۔ ورنہ۔ عمران
 نے ایک لخت دو سر پوٹا پڑا مارتے ہوئے کہا۔

بب۔ بب۔ بتانا ہوں۔ بتانا ہوں۔ نوجوان نے
 بڑی طرح چیخنے ہوئے جواب دیا۔

بب۔ بب۔ باس نے مجھے یہاں تم لوگوں کی راکھ اکٹھی کرنے
 بھیجا تھا اور خدوہ میں آپریشن مہم میں گیا ہے۔ نوجوان نے کہا
 کج جواب دیا۔

اس کی انگلیاں جو لیا کی بغض پر چبھی ہوئی تھیں۔ چند لمحے بغض چپک کر گئے۔ بعد اس نے دوبارہ انجکشن نقل کیا اور تیسرا انجکشن لگا کر وہ اٹھ کھڑا۔

اسے یہاں فرسٹ پریلٹاڈو۔ جلدی کو دے۔ عمران نے تڑکھڑکھاتا ہوا کہا۔ اور صفد نے نہ صرف جو لیا کو فرسٹ پریلٹاڈو دیا بلکہ وہ خود بھی ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ کیپٹن شیگیل اور ڈویر بھی کھڑے نہ رہ سکے اور فرسٹ پریلٹاڈو کے ان کی آنکھیں بار بار بند ہو رہی تھیں۔ ہونٹ بھی ہوتے تھے۔ اور یوں لگ رہا تھا جیسے وہ صرف اپنی قوت ارادی پر جب سے اپنے آپ کو دوبارہ بے ہوش ہونے سے روکے ہوئے عمران نے ایک الماری کے خانے سے ایک چھوٹا سا باکس باہر نکالا۔ یہ باکس وہ پہلے ہی دیکھ چکا تھا۔ لیکن اس وقت اس کے ذہن میں صرف یہی سوچا تھا۔ باکس پر کس کا نشان بنا دیا تھا کہ اس میں بیٹھ چکی ایڈ کے متعلق ادویات ہیں۔ عمران نے باکس کھولا تو اس میں کچھین چمک اٹھیں۔ اس میں فوری اعضا بنی طاقت کے لئے موجود تھے۔ اس انجکشن تھے۔ عمران نے جلدی سے سر سچا اٹھائی۔ ایک انجکشن ابھر کر اس نے لیڈ کر سب سے پہلے جو لیا کے بازو پر انجکشن لگا دیا۔ جو لیا کی آنکھیں بند تھیں۔ ادرا اس کا سانس بے آہستہ چل رہا تھا۔ جیسے ہوسے چہرے پر تقریباً مردنی سی چھائی ہوا تھی۔ عمران نے اس کی بغض چپک کی اور پھر جلدی سے دوسرا انجکشن لگا کر وہ بھی دوسرے بازو میں لگا دیا۔ ایک بار پھر بغض چپک کر کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔ انجکشنوں نے اثر شروع کر دیا تھا۔ اس کے بعد عمران نے کیپٹن شیگیل۔ صفد اور تنویر کو بھی ایک ایک انجکشن لگا دیا اور دوبارہ جو لیا کی طرف متوجہ ہوا۔

تم لوگ یہاں رکو۔ میں آگے جا کر چپک کرتا ہوں۔ عمران نے صفد اور کیپٹن شیگیل سے کہا اور خود تیزی سے دروازے کی طرف اٹھا گیا۔ جو اس کمرے کی بائیں دیوار کے کونے میں نظر آ رہا تھا۔ ابھی وہ دروازے کے قریب ہی پہنچا تھا کہ ایک نکتہ دردازہ ایک دم اٹھا۔ عمران خود دروازے کے بائیں کونے سے پہنچ چکا تھا۔ اس نکتہ اٹھ کر ایک طرف بیٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس میں شیگیل کی نال اس کے سینے پر جم گئی۔ آنے والا ایک لمبا تونگا ملا جوان تھا۔ اس کے پیچھے دو اور مسخ آدمی تھے۔

عمران نے فوری طور پر دونوں ہاتھ اٹھائے۔ باقی دو افراد نے بھی لڑکی تیزی سے اندر مگر پوزیشنیں سنبھال لیں۔ صفد، کیپٹن شیگیل اور تنویر انہیں دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ جب کہ جو لیا اب آنکھیں کھولنے لگا وہ یہی تھی۔

تم لوگ زندہ ہو۔ کمال ہے۔ بائیں تو کچھ رہا تھا کہ چل کر دکھو ہو۔ تمہیں کسے معلوم ہو گیا کہ ہم زندہ ہیں۔ بھائی ہم تو مر چکے ہیں۔ تمہیں ہوتے تو گولی چلا کر دیکھ لو۔ عمران نے ایک نکتہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

طرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ عمران کمرے کے اندر داخل ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ کمرے کا اندر دروازہ نہ تھا۔

”یہ کیا۔۔۔ اس کمرے کا اندر دروازہ ہی نہیں ہے؟“ — صفدر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ میرے خیال میں نفٹ سے دروازہ بند کر دوں۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور صفدر نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کر دیا۔ عمران سوچنے لگا کہ ڈی کی طرف برصغیر سوچے ہوئے پورے چار دہائیوں میں موجود تھے۔ عمران ایک لمحے کے لئے ٹیٹوں کو دیکھتا ہوا چاروں سادہ سے ٹین تھے۔ عمران نے ایک ٹین کو انگلی سے دبا دیا۔ لیکن کمرے سے حرکت نہ کی تو اس نے دوسرا ٹین پریس کر دیا۔ اس ٹین کے پریس ہوتے ہی ایک ٹنٹ ان کے قدموں سے سے فرش غائب ہو گیا۔ اودھ بے اختیار چپٹے ہوئے گہرائی میں گرے جلے گئے۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر سوچے ہوئے پورے کی کوشش کی، لیکن بے سود۔ اپنا ہاتھ نیچے کرنے کی وجہ سے اس کا ہاتھ گرفت نہ کر سکا۔ عمران نے جھجھکتے وقت اپنے ساتھیوں کی چہلیں سن چکا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کا جسم ایک زوردار دھمکے سے کسی سمت چپڑ سے گھرایا۔ اور پھر اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر ایک ٹنٹ اٹھیرول نے یقیناً کر دی۔ اور اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔

قصر سے جن آپریشن روم میں اپنے شیشے کے کیبن والے دفتر پہنچا، وہ ٹیکٹ پر کام ہوتا دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر اچھینان کے اثر و وجود تھا۔ لیکن ساتھ ساتھ وہ بار بار نظریں گھما کر بال کے بالے کی طرف بھی دیکھ لیتا۔ آتے اور اصل میری کا انتظار تھا۔ اس نے عمران اودھ اس کے ساتھیوں کے جسموں کی رائے لینے بھیجا تھا۔ لیکن جب اڑنا کھینچے ہوئے کافی دیر ہو گئی اور میری واپس نہ آیا تو میری کے اس ایسا کلبے چینی اور تشریش کی لہریں دوڑ گئی۔ اور اسی ٹنٹ ایک ٹنٹ جیسے بادلوں میں کبھی چمکتی ہے اس طرح ایک خیال اس کے ذہن پر ابھرا اور دوسرے لمحے وہ ایک ٹنٹ اچھیل کر کھڑا ہو گیا۔

اودھ میری کے دروازہ کھولنے سے ایسا تو فخر کھینچتا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے ساتھیوں کے کمان میں لگی ہوئی آگ بھی کھینچتی ہو گئی۔ اودھ شیشے والی دیوار میں ہی ختم

سب کو آگ ہو گیا ہو گا۔ ہنری کے ذہن میں پلٹنے سے گھمنے کے
اس وقت جو شمسرت اور فرخ کے چکر میں یہ پہلو تو اس کے ذہن
آ رہی نہ تھا۔

”اوہ۔ کہیں وہ لوگ زندہ نہ ہوں۔“ ہنری نے انتہائی
بے چینی سے کہا۔ اور تیزی سے کہیں کے دروازے کی طرف دوڑ
وہ خود جانا چاہتا تھا۔ لیکن وہ سمرے کے لئے وہ ایک اور خیال سے گزرتے
سے ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس نے خود جلنے کا فیصلہ بدل دیا تھا۔
نے سوچا تھا کہ اگر وہ زندہ ہوں تب بھی خود اس کا جانا غلط اور ادا کرنے
نہ ہوں تب بھی۔ اس نے جلدی سے میز پر پڑے ہوئے مٹی کی فن
دیکھ کر اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”میں کس۔۔۔ آسٹن اسٹینڈنگ۔۔۔ رابطہ قائم ہوئے ہیں
آواز سنا رہی۔“

”ہنری بول رہا ہوں۔“ ہنری نے حکماً نہ سمجھے ہیں کہا۔
”میں پاس۔ حکم نہ۔“ آسٹن کا لہجہ بے حد مزاجانہ
ہو گیا۔

”آسٹن۔۔۔ دو آڈیوں کو ساتھ لے کر میں ونگ کے زیرِ در
سے سرنگ میں جاؤ۔ وہاں یاد لینڈ کے چند دشمنوں کو میں نے آگ
کمپوٹر کی مدد سے جلا کر رکھ دیا تھا۔ ہیری آلن کی راکٹ لینے گیا تھا
لیکن ابھی تک ناپس نہیں آیا۔ تم خود وہاں جا کر صورت حال کو
چیک کرو اور مجھے رپورٹ کرو۔ اور سکو۔ انتہائی احتیاط اور جوشیلا
سے جانا۔ ہو سکتا ہے وہاں اچانک کسی خطرناک صورت حال کا سامنا

کر پڑے۔۔۔ ہنری نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔
”میں پاس۔“ آسٹن نے جواب دیا۔

”فون مجھے رپورٹ کرو۔“ ہنری نے کہا اور سیدھ دکھ کر وہ
بہارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ بار بار گھڑی دیکھتا اور کرسی پر بے چینی سے پہلو
بٹاتا۔ اب اس کی توجہ بین آپریشن روم کے پروجیکٹ کی طرف تھکا نہ
رہی تھی۔ وہ ہونٹ بیٹھنے میں تھک گیا تھا کہ کھول دیتا۔ اس کے ساتھ ساتھ
دندانہ کر رہا تھا کہ اب آسٹن زیرِ در میں پہنچ کر اب سرنگ میں داخل
ہو چکا ہو گا۔ اور پھر کچھ دیر مزید انتظار کرنے کے بعد جب آسٹن کی طرف
سے کوئی رپورٹ نہ ملے تو اس کی بے چینی عروج پر پہنچ گئی۔ ہنری اپنی
ٹائپ تھا اور اب آسٹن کی طرف سے بھی کوئی رپورٹ نہ آ رہی تھی۔ حالانکہ
اس کے خیال کے مطابق اتنی دیر میں تو آسٹن کو دکان سے دوبارہ واپس
بجنا چاہئے تھا۔ اور پھر میری کے ساتھ کیا ہوا۔

”یہ آخر ہو کیا رہے۔“ ہنری آخر کار بیٹھ نہ سکا اور کرسی سے اٹھ
کر ہوا۔ اسی لمحے کہیں کا دندانہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس
کے ہاتھ میں سرخ رنگ کی فائل تھی۔

”پاس۔۔۔ یہی سکن میزائل کا ڈیٹا ہے دیکھ لیں۔ یہ آپ کی ہدایات
کے مطابق بنایا گیا ہے۔“ نوجوان نے ڈیڈ ہاتھ میں کہا۔

”اوہ اٹھا۔“ ہنری نے ہونٹ بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے
ان نوجوان سے فائل لے کر اُسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے
کہہ دیا۔

”یہ ابھی دیکھ لیتا ہوں۔“ ہنری نے کہا۔ اور

دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہی پاؤں لیشہ کا جینٹ ڈیزائن تھا۔ اور منہری اس کے سامنے کوئی ایسی بات نہ کرنا چاہتا تھا جس سے پاؤں لیشہ کے رعب و وجہ میں کمی واقع ہو سکتی ہو۔ اس لئے مجبوراً اسے اپنی پریشانیوں سے باز رکھنا پڑی۔ لیکن ذہن میں تو عمران اور اس کے ساتھی چھپائے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ ڈیزائن کو توجہ سے دیکھتی نہ پا رہا تھا۔

”باس۔ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے۔ آپ کی پیشانی پر لپ پینڈ ہے۔“ وہی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میں ذہنی طور پر سمجھا ہوا ہوں۔ ٹھیک ہے تم نائل پر ہاں بچا جاؤ۔ میں ہاے اللہ ننان سے چیک کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اس میزائل پر پاؤں لیشہ کی طاقت کا کافی انحصار رہے گا۔“ منہری نے طوین سانس لیتے ہوئے نائل بند کر کے کہا۔

”اوه ٹھیک ہے۔ باس۔ مجھے انہوں سے میں نے آپ کو ڈسٹرب کیا تھا۔ وہی نے فوراً ہی کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اوه منہری کے صبر طماننے پر وہ سلام کر کے وہ دروازے کی طرف ہٹ گیا۔ منہری خاموش بیٹھا اسے اس وقت تک دیکھتا رہا جب تک وہ اپنی آپریشن روم سے بھی باہر نہ نکل گیا۔

اسی لئے سامنے میز پر یہ بھی مشین سے ایک آواز آ رہی۔
 ”فرائڈ بول رہا ہوں باس۔“ وہی نے بتایا ہے کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔“ بولنے والے کا لہجہ خاصا مودبانہ تھا۔ اور منہری نے چونک کر دیکھا بیٹھے کی دائیں دیوار کے ساتھ برقی سی مشین کے آگے بیٹھا فرائڈ بول تھا میں دیکھا کپڑے بول رہا تھا۔ یہ میں لیبیا وٹری کا اہلکار تھا۔

”اوه فرائڈ بول میں کچھ ذہنی الجھن سی محسوس کر رہا ہوں۔ کچھ بے معنی۔“ اصل منہری کو میں نے زیر و سرنگ میں سمجھا تھا۔ وہ ان میں نے ایکٹو فیڈ بیک پر اس کے ذہنی کچھ مشنوں کا خاتمہ کیا تھا۔ لیکن وہ ابھی تک واپس نہیں آیا۔

منہری نے آخر کہا ہی دیا۔
 ”اوه۔۔۔ اس میں الجھن کی کیا بات ہے۔ میں ایکسی چیکنگ کر رہا ہوں آپ تھرٹی نائو پور نو دیکھ لیں۔“ فرائڈ نے جواب دیا۔
 ”اوه سیں۔۔۔ میں مجھے اس کا خیال ہی نہیں آیا۔ ٹھیک ہے ایکسی چیکنگ شروع کر دو۔ شروع شروع کرنا اور پھر اسے سرنگ میں لے جانا۔“ منہری نے چونکتے ہوئے کہا۔

اور فرائڈ سیں سہ فوجہ کر دائیں اپنی مشین کی طرف مڑ گیا اب اس کی منہری کی طرف ایشٹ ہو چکی تھی۔ منہری نے ہاتھ آگے بڑھا کر مشین پر لگے ہوئے مختلف بین پریس کئے تو سکرین کے ایک کونے پر جو کھٹا سا روشنی ہو کر علیحدہ نظر آنے لگا۔

چند لمحوں بعد اس چونکتے پر مختلف ہندسے تیزی سے ابھرنے اور مٹنے لگے۔ پھر جیسے ہی زیر و کا ہندسہ ابھر کر غائب ہوا چونکتے میں یک لحظت ایک کمرے کا منظر ابھر آیا۔ یہ منظر دیکھتے ہی منہری کی آنکھیں یک لمخت چھلنے لگیں۔ اس نے بے اختیار ہاتھ اٹھا کر اپنی آنکھیں ملتی شروع کر دیں جیسے اسے اس منظر پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”بب۔۔۔ باس۔۔۔ یہ تو آسٹن اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں ہیں زیر و لیبیا وٹری دنگ کے آسٹن کی۔“ فرائڈ کی اگلائی ہوئی آواز مشین سے نکلی تو منہری کو جیسے ہوش سا آ گیا۔

سنا فرمائے۔ پانچ گھنٹے یا سیکڑت سردی کے چادر اور ایک عورت
 پہننے کے بہترین دشمن ہیں پشیمک کو ہلکا کر کے اس کے میک اپ
 ہانڈ رنگ میں داخل ہونے میں کامیاب ہوں گے۔ میں نے ان کے
 منہ سے لے پورا زبردست تباہ کر دیا۔ لیکن وہ پھر بھی نچا کھئے۔ اور
 جگ میں آ گئے۔ میں نے وہاں ایک ٹیوٹر کیمپوٹر کے ذریعے انہیں ایک
 جڑ بکر کے ان کے جسموں میں آگ لگا دی لیکن میری حکمت کی
 بدست ایک ٹیوٹر اچانک بند ہو گیا اور وہ پوری طرح نہ جل سکے۔ اس
 کے بعد انہوں نے میری اور اسٹیشن وغیرہ کو قتل کر دیا۔ چونکہ ان کے لباس
 پر پگے چوں گے۔ اس لئے انہوں نے ان کی ٹیلوں اناکو کہیں لی جن اور
 ان کو اسٹیشن کی ٹیلوں اور تیس پھانسی گئی ہوگی۔ اب تمہارے ان
 لاکھ لاکھ ہوتے۔ لیکن اب ایک عجیب بات پر میں غور کر رہا ہوں کہ سرنگ
 دہرہ دوم میں واردات کرنے کے بعد وہ کہاں گئے ہیں۔ اگر وہ لفظ کے
 ذریعے میں رنگ میں داخل ہوتے تو جیننگ کیمپوٹر فوراً تباہ ہوتا۔ لیکن جیننگ
 کیمپوٹر خاموش ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ میں رنگ میں ابھی تک داخل
 ہوا ہوتے۔ پھر وہ کہاں ہیں؟۔ ہنری نے تیز تیز لہجے میں کہا۔
 "اے ایس باس۔ مجھے تو اس بات کا خیال نہ آیا تھا۔ کہیں وہ لفظ
 تیز چھپے ہوئے ہوں؟۔ فرمائے نے کہا۔
 "لیکھ کے۔ پہلے لفظ کو چیک کر دو اور اس کے بعد اس کی صفحہ
 ہائی کر دو یقیناً وہیں ہوں گے۔" ہنری نے کہا۔
 "اور فرمائے نے اسے کچھ دیا۔
 "میری سے ایک ہار پیور نمبر ہٹنے لگے اور پھر عجب کے سے لفظ والے

"ہاں میں دیکھ رہا ہوں۔ انہیں مشین گن کی گولیوں سے بھون ٹال دیا
 ہے۔ اور اسٹیشن کی ٹیلوں اور تیس بھی غائب ہے۔ جب کہ دوسروں
 کی صرف ٹیلوں غائب ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ صرف
 زندہ رہ گئے ہیں بلکہ وہ ٹھیک ٹھاک بھی ہیں۔ وہ یقیناً سرنگ میں
 چھپے ہوئے ہوں گے۔ سرنگ کو چیک کر دو۔" ہنری نے انتہائی
 تیز لہجے میں تقریباً چیخنے ہوئے کہا۔ اس نے بڑی مشکل سے اپنے
 ٹھیکے اور پوش پر کنٹرول کیا تھا ورنہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ یہ سرفرد بھی
 اسی وہ چھینا اور دوسرا شروع کر دے۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ وہ پہل
 پاؤ رہیں گے کچھ نہیں ہے اور اسے اپنے آپ پر دوسروں کے ساتھ
 کنٹرول میں رکھنا ہے۔

"ٹھیک ہے باس۔" فرمائے کی آواز سنائی دی اور اس کے
 بعد سکریں پر دوبارہ تیزی سے نمبر بدلنے لگے۔ چند لمحوں بعد پھر جھکا
 ہوا اور سرنگ کے پہلے حصے کا منظر نظر آیا۔ اس بار ہنری نے ایک ٹیل
 سانس لیا۔ سانس ہی سانس ہی میری کی لاش پڑی صاف نظر آ رہی تھی۔
 اس کی بھی ٹیلوں غائب تھی۔

"بب۔ بب۔ بب۔" فرمائے کی انتہائی خوف زدہ سی آواز
 سنائی دی۔

"میں نے دیکھ لیا ہے۔ یہ میری کی لاش ہے۔" ہنری نے
 سچا سچ لہجے میں کہا۔

"لیکن باس۔ یہ ان کی ٹیلوں کیوں غائب ہیں اور کن لوگوں نے
 انہیں ہلاک کیا ہے؟" فرمائے نے پوچھا۔

چھوٹے کمرے کا منظر ابھر آیا لیکن کمرہ خالی تھا۔

لغٹ تو خالی ہے، باس۔ فرمائے گی آزاد ستانی دی۔

تو پھر ماہیاری کو چیک کر دے۔ ہنری نے سر ہاتھ ہستے ہوئے کہا
 دیا۔ اور سکرین پر ایک بار پھر نمبر دہانے کے بعد ماہیاری کا منظر ابھر آیا۔
 ماہیاری بھی خالی تھی۔

باس۔ یہ بھی خالی ہے۔ فرمائے گی حیرت زدہ آواز میں کہتی رہی۔

یہ آخر کیا جو رہا ہے۔ یہ توگ کہاں بیٹھے گئے ہیں۔ ہنری نے
 دانت پیستے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ یک لخت چونکا پڑا۔ جیسے اس کے
 ذہن میں ایک مینا خیال آیا ہو۔

فرمائے۔ لغٹ کو دوبارہ چیک کر دے۔ ہنری نے فرمایا
 یہ سمجھتے ہوئے کہا۔ اور سکرین پر نمبر دوبارہ بدلتے گئے۔ چند لمحوں بعد کمرہ
 پر دوبارہ لغٹ کا منظر ابھر آیا۔

ادہ فرمائے۔ تم نے کوئی خاص بات چیک کی ہے۔ ہنری
 نے کہا۔

نوس۔ بس کمرہ خالی پڑا ہے۔ فرمائے نے جواب دیا۔

تم نے چیک نہیں کیا کہ لغٹ کا دوازہ اندر سے بند ہے۔ وگ
 ہوا ہے۔ اس کا مطلب ہے وہ وگ لغٹ میں آئے اس کے بعد غائب
 گئے۔ ہنری نے تیز بھین کہا۔

ادہ یس باس۔ اب میں نے چیک کیا ہے۔ آپ کی نظریں دائیں
 سے حدیثیں۔ میرا تو اس طرف خیال ہی نہیں گیا۔ لیکن پھر وہ کہاں غائب
 کتے ہیں۔ فرمائے نے شرمندہ سے ہنسی میں کہا۔

میں سمجھ گیا کہ وہ کہاں ہیں اور وہاں کیسے پہنچے ہوں گے۔ انہوں نے

تینا سوچے بود پیر دیر دم والا شبنم دادا یا سوگا۔ اور لغٹ کا فرش اچانک
 کھل گیا ہوگا۔ اس طرح وہ دیر دم میں گرے ہوں گے۔ دیر دم کو
 چیک کر جلدی۔ ہنری نے پھینچے ہوئے کہا۔

دیر دم۔ لیکن باس وہ ایک سی جیک میں نہیں آسکتا۔ آپ اُسے
 لیرو ابونی پر چیک کر سکتے ہیں وہ شہد علیہ ہے۔ فرمائے نے جواب
 دیا۔

ادہ ٹیک ہے۔ زیرو ایون آن کر دے۔ جلدی کرو۔ ہنری نے
 تیز بھین کہا۔

ادہ فرمائے مشین کے سامنے سے اٹھ کر تقریباً دوڑتا ہوا بائیں کونے
 میں موجود ایک اور مشین کی طرف بڑھا اس نے مشین کی سائڈ پر لگے ہوئے
 ایک لیور کو نیچے کھینچا تو مشین میں ایک لخت زندہ کی لہری دھڑکی۔ فرمائے

مشین کو چیک کر کے واپس دوڑتا ہوا اپنی مشین کی طرف آیا۔ اداس کے
 مختلف جن دبانے شروع کر دیتے۔ اس بار ہنری کے سامنے پڑی
 ہوئی مشین کی پوری سکرین روشن ہو گئی۔ اور پہلے تو اس پر جھلکے سے

ہوتے رہے اور پھر یک لخت ایک بڑے کمال کمرے کا منظر ابھر آیا۔
 یہ دیر دم تھا۔ جہاں میں لیڈا ہنری کے چار جنگ ایٹمک میٹریوں کے
 سامنے تمام مال کے لور پر کام آنے والے مخصوص دھات کے بڑے بڑے

بگس کٹناؤں کے ساتھ رکھے گئے تھے۔ ان باکسز میں ایٹمک میٹریوں
 انہی میں بدلتا جس کی مدد سے ایٹمک میٹریوں میں مسلسل چلائی جاتی تھیں۔
 ادہ پار لینڈ کی لیڈا ہنری انہی میٹریوں کی وجہ سے کام کرتی تھیں۔ ان

وہا ہے۔ اب میں ان کا یقینی خاتمہ کرنا چاہتا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ چار مسلح افراد لے کر پیش و سہ کھولی کر دیر دم میں پہنچ جاؤ۔ میں یہاں سکرین پر انہیں پیک کر رہا ہوں۔ اور میرے سامنے ان بے ہوش افراد کو گولیوں سے بھرا ڈالو۔ ایک ایک آدمی پر اسٹین فائر کر دو کہ ان کے جسم کا کوئی حصہ بھی سلامت نہ رہے۔ ہنری نے تیز بولے ہیں کہا۔

"یہیں بائیں۔ میں ابھی پہنچ جاتا ہوں۔ ویسے بائیں اگر آپ مناسب سمجھیں تو یہ کام بین ونگ کے لفٹ والے گھر سے بھی ہو سکتا ہے" کارٹن نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ لیکن اس میں رسک ہے کہ اگر کوئی گولی اچھٹ کر ڈیٹیک بائیں میں سے کسی کو لگ گئی تو پھر خوف ناک تباہی بھی ہو سکتی ہے۔" ہنری نے تیز بولے ہیں کہا۔

"اور یس بائیں۔ مجھے اس کا خیال نہیں رہا۔ ٹھیک ہے بائیں میں پہنچ رہا ہوں۔" کارٹن نے جواب دیا۔ اور ہنری نے ادرے کہہ کر سیورہ دکھ دیا۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں جس پر عمران اور اس کے ساتھی پرستور بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

باکسز کی تعداد چوتھی اور وہ ایک کنارے پر اوپر سے نیچے دیوار کے ساتھ رکھے گئے تھے۔ ان کے اوپر سرخ ونگ کی مخصوص نشانیوں سے مسلسل گری ہوئی تھیں۔ جنہوں نے انہیں پوری طرح ڈھانپا ہوا تھا تاکہ یہ انہی ایندھن محفوظ رہتے۔

دیر پاؤس کے بیان و بیانیہ میں عمران اور اس کے ساتھی میڈرے میڈرے انداز میں پڑے ہوئے صاف نظر آ رہے تھے وہ سب کے سب ساکت چپے ہوئے تھے۔

"یہیں بائیں۔ یہ دیر دم میں پڑے ہیں اور میرے خیال میں اوپر سے پختہ فرش پر گرنے کی وجہ سے ہلاک ہو چکے ہیں۔" فرانا کی پر جوش آواز سنائی دی۔

"ہاں میں دیکھ رہا ہوں۔ میرا اندازہ درست ثابت ہوا ہے۔ اور بظہ یہ مردہ نظر آ رہے ہیں لیکن جس قسم کے یہ لوگ ہیں اب ان کی موت پہلے مجھے یقین نہیں آ سکتا۔ میں ان کا بندوبست کرنا چاہوں۔" ہنری نے کہا اور جلدی سے پاس پڑے یٹی فون کا سیورہ اٹھا کر برق رفتاری منتقلی نمبر پر ایس کرنے لگا۔

"کارٹن فرام پیشل ونگ۔" مابلہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ہنری سپیکنگ۔" ہنری نے حکمانہ بولے ہیں کہا۔

"یہیں بائیں۔" کارٹن کا اچھٹ ٹھٹ خود بانڈ ہو گیا۔

"کارٹن۔" بین ونگ کے نیچے دیر دم میں پاور لیڈنگ کے مترادف میں بے ہوش پڑے ہیں۔ میں نے انہیں لفٹ کے ذریعے نیچے سپیکنگ

کی پشت والی جیب تک پہنچ گیا۔ اس نے مشین پشیل پتوں کی ایک جیب
جو لٹا ہوا تھا۔ کیونکہ سوائے پتوں کے اس کے جسم پر اور کوئی چیز نہ

تھی۔
ابھی اس کا ہاتھ پشیل کے دستے تک پہنچا ہی تھا کہ اس کے کانوں
پہلوئیں طرف سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے
لگیں۔ چونکہ وہ خورش پر پڑا ہوا تھا۔ اس لئے قدموں کی دھمک اُسے
مان سنائی دے رہی تھی۔ دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز ادھر آتی
سنائی دے رہی تھی۔ اور آئے والوں کی تعداد چار پانچ کے قریب تھی۔
لوہان نے یہ آواز سنتے ہی بجلی کی سی تیزی سے پشیل کھینچا۔ اور

دوسرے لمحے ایک دھماکے کے ساتھ ہی فریڈ ایون لاکٹ بجھ گئی۔ اور
اس کے ساتھ ہی عمران ایک بخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ جس کمرے میں
وہ موجود تھا اور دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز جس طرف سے سنائی دے
رہی تھی ادھر ایک دروازہ سا تھا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے دوڑا تا جوا
ان دروازے کے قریب پہنچا اور دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ چند لمحوں بعد
دھماکہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے پانچ افراد ہاتھوں میں
شیلنگیں اٹھائے دوڑتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

عمران دیوار سے پشت لگائے چمٹا ہوا اکھڑا تھا۔ آئے والوں نے
عمران کو دیکھا ہی انہیں وہ تیزی سے دوڑتے ہوئے عمران کے ساتھ دون
ہاتھوں پر پانچ گئے۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ رکتے عمران نے
خبردار بنا۔ مشین پشیل سے گولیوں کی بوچھاڑ سی تھی۔ اور دوسرے لمحے
فریڈ ایون پشیل سے گونج اٹھا۔ وہ پانچوں اچھل کر پشت اور پہلو کے بن

عمران کی آنکھیں کھلیں تو ایک لمحے تک تو وہ لاشوری کیفیت
میں آنکھیں کھلا کر دیکھتا رہا۔ اُسے اپنے سر کی پشت میں درد کی شدہ پہلو
سی دوڑتی محسوس ہو رہی تھی۔ اور پھر اس کی نظروں سامنے والی دیوار
اور چھت کے قریب ایک گول راڈ پر جم گئیں۔ اس راڈ سے انتہائی تیز
روشنی نکل رہی تھی اور راڈ کے سینٹر ڈسک سے تیز نیلے رنگ کے رجب
ست نمایاں تھے۔ اور انہی دھبوں کی وجہ سے عمران کی نظروں ان پر
مرکز ہوتی تھیں۔ یہ مخصوص رجبے تیار رہے تھے کہ مخصوص نیلے ریبز جنہاں
فریڈ ایون کہا جاتا ہے اس کمرے کو کسی سکرین پر چیک کیا جا رہا ہے۔
کمرے کی دوسری دیوار کے اندر سے بھی روشنی نکل رہی تھی لیکن یہ پتلا
عالم نوعیت کی تھی۔ جیسے ہی عمران کو فریڈ ایون چیک کیا کہ اس میں
اس نے آہستہ سے اپنا ہاتھ دایا۔ دیکھا کہ اتنی شہت تھی کہ خود ہی طوبہ
بانٹ کر حرکت چیک نہ ہو سکتی تھی۔ ہاتھ آہستہ آہستہ کھسکا ہوا اس کی تھکا

ہفتیم پر ایک امد دروازہ تھا۔ عمران راہباری میں دوڑتا ہوا اس دروازے
 پہ پہنچا ہی تھا کہ ایک سخت سمر بک تیز آواز کے ساتھ دروازے کے
 ملنے ٹھوس فولادی چادری گر گئی۔ عمران تیزی سے مڑا۔ اور اسی
 لمحے اس کے عقب میں ہی ٹھوس فولادی چادری سے راہباری کو بند کر دیا۔
 جب کہ اس کے سانحہ خوب دروازے سے اندر داخل ہو رہے تھے
 اس ٹھوس فولادی چادری کے پیچھے رہ گئے۔

عمران نے بجلی کی سی تیزی سے مشین گن سیدھی کی تاکہ فولادی دروازے
 پر ناکھول کر اس کا سمر بیکار کر کے کہا ایک ایک اندھا دھنگے
 سے مشین گن اس کے ہاتھوں سے نکل کر راہباری کی اونچی چھت سے
 گر گئی۔ امد عمران حیرت سے دیکھتا رہ گیا کہ مشین گن چھت سے
 گر کر اس کے اندریوں غائب ہو گئی جیسے چھت نرم ریشمی بنی ہوئی ہو۔
 مگر مشین گن کی چھت سے ٹکرانے کی آواز ایسی آتی تھی جیسے وہ ٹھوس
 چیز سے ٹکرانی ہو۔

عمران نے مشین گن کو امد غائب ہوتے دیکھ کر ایک سخت اپنی منگ
 سے لاتی جھپ کے انداز میں جھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے اس نے
 لٹاں اٹھتے ہوئے ودفوں ہاتھ پوری قوت سے چھت سے جا ٹکرانے۔
 دوسرے لمحے وہ واپس لپٹے پر دل پر آکھڑا ہوا۔ کیونکہ چھت
 ٹھوس تھی اور اس کے ہاتھوں کو اچھی خاصی چوٹ آتی تھی۔ عمران نے
 ہنٹ بیٹھے۔ اور دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک آئینہ آ گیا اس
 نے انتہائی تیزی سے اپنی پٹوں کی بیک پکٹ میں اڑ سے جوئے پیش
 کے دستے پر ہاتھ رکھ کر اُسے کھینچی۔ اور اس کی توقع کے عین مطابق

فرش پر گرے۔ عمران نے پک چھپنے سے بھی کم عرصے میں ان پٹوں کو
 ہی غائب کر دیا تھا۔ اُسے آسانی اس لئے بھی ہوتی تھی کہ وہ پٹوں اٹھنے
 ہی ایک بلکہ رکے تھے۔ اگر وہ پھیل جاتے تو پھر شاید اتنی آسانی
 سے ان کا غائب نہ کر سکتا۔ اس نے پیش کا ٹرنگر اس وقت تک نہ چھڑا
 جب تک اُسے یقین نہ ہو گیا کہ وہ پٹوں ختم ہو گئے ہیں۔
 اسی لمحے صفد کی آنکھیں اُسے کھلی دکھائی دیں وہ شاید وہما کوں
 کی وجہ سے ہوش میں آ گیا تھا۔

”صفد۔ جلدی ہوش میں آؤ۔ ہم شدید خطرے میں ہیں،
 عمران نے جھج کر کہا۔ اور خود تیزی سے وہ جو لیا کی طرف دوڑ پڑا۔ صفد
 اس کی آواز سن کر ایک جھنگے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

”جلدی کرو۔ باقی ساتھیوں کو ہوش میں لاؤ۔ جلدی کرو۔“ عمران
 نے جو لیا کو ہوش میں لانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔
 اور صفد تیزی سے اٹھ کر پاس پڑے ہوئے کید پٹن سٹیکل کی
 طرف بڑھ گیا۔

جو لیا نے جب کواہ کر آنکھیں کھولیں تو عمران تو زبرد پر جھک گیا۔ اد
 پھر زیادہ سے زیادہ تین پارمنٹ کے امد وہ سب ہوش میں آ چکے
 تھے۔

”جلدی اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ مشین گنیں اٹھا لو۔ ہم پر کسی بھی وقت
 کوئی خوف ناک حملہ ہو سکتا ہے۔“ عمران نے تیز بیٹھے میں کہا۔
 اور مشین گن اٹھا کر اس دروازے کی طرف بڑھا۔ جدھر سے مسلہ اٹھتا جاتا
 تھے۔ دود افسے کی دوسری طرف ایک چھوٹی سی راہباری تھی جس کے

جیسے ہی پشیل اس کی حیب سے باہر آیا اس کے ہاتھ کو ایک نور دار
 جھلکے لگا۔ اور پشیل پہلی کی سی تیزی سے چھت کی طرف اٹھا لیکن اس
 باد عمران سمجھتا ہوا تھا۔ اس لئے زوردار جھک گئے کے باوجود اس
 نے دست پرست ہاتھ کی گرفت نہ چھوڑی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عمران
 کا جسم پشیل سمیت چھت کی طرف اٹھ گیا۔ جیسے ہی پشیل کی تال
 چھت سے ٹکرانی ایک لمحے کے لئے ایسی آواز سنائی دی جیسے لوہا
 سخت چیز سے ٹکراتا ہے۔ مگر دوسرے لمحے پشیل کی تال دیوار
 میں گھسی گئی اور اسی لمحے عمران نے اپنا دوسرا اٹھا ہوا ہاتھ بھی پشیل
 کے ساتھ دالی جگہ پر مارا اور اس کا ہاتھ بھی اندر چلا گیا۔ یوں لگ رہا تھا
 جیسے چھت کسی بھوس چیز کی جگہ سے دھوس کی جی ہوتی ہو۔ اس کا
 پشیل والے ہاتھ اوپر کی طرف مسلسل ادب تیزی سے پھینچا جا رہا تھا۔
 اور چھت ہی ٹھوس میں اس کا جسم بھی اس دھوس سے نکل کر پشیل کے ساتھ
 ہی اوپر چلا گیا۔ اور ایک اور لمحہ لگا۔ اس کا جسم پشیل کے ساتھ ہی
 اس اوپر ڈالے گھرے کی چھت تک پہنچ گیا۔ اس کی آکھین گئی کے علاوہ
 تین اور تین گئیں بھی ذرا خلا سے چھت سے چھٹی ہوئی تھیں۔ جیسے ہی
 پشیل اس چھت سے ٹکرایا عمران نے ہاتھ چھوڑا اور جسم کو ذرے
 جھکول دے کر وہ دالیس عین اسی جگہ جہاں سے وہ برآمد ہوا تھا گئے
 کی بجائے ذرا اہٹ کر جا کھڑا ہوا۔ یہاں جگہ کھو ڈی تھی۔
 عمران قدموں پر کھڑا ہی ہوا تھا کہ اُسے اس گھرے کے بائیں طرف
 دیوار میں موجود دروازہ نظر آ گیا۔ عمران تیزی سے اس دروازے
 کی طرف بڑھا۔ لیکن یہ دروازہ کسی مخصوص دھات کا بنا ہوا تھا۔

یہاں کوئی سوراخ حتیٰ کہ لاک تک نہ تھا۔ ایک سفید رنگ کی چادری
 نے عمران نے ادھر ادھر کر کے دیکھا۔ لیکن اس بند دروازے کے
 ذریعہ اس گھرے میں اور کوئی راستہ حتیٰ کہ روشندان تک نہ تھا۔
 رہنے ایک طویل سانس لیا۔ وہ اب ذریعہ ہوا اس گھرے
 باہر جانا چاہتا تھا۔ لیکن اسی لمحے گھرے کا فرش تیزی سے اوپر
 بازن اٹھنے لگا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ مزنی اُسے کس طرح مانا چاہتا
 ہے۔ اس لئے ایک لمحت چھلانگ لگائی اور اس کا جسم وہ دروازے
 کا خاص ساخت کی چادری سے جکڑ لیا۔ عمران اس چادری سے اُپس
 باہر نکلا گیا۔ جیسے پھینکی دیوار سے ٹکراتی ہے۔ کیونکہ عمران نے
 سٹین بھانپ لیا تھا کہ دروازے والی جگہ سے فرش اوپر
 چلا جائے۔ اور دروازے اور اوپر اٹھتے ہوئے فرش کے درمیان
 کچھ شش بہر حال بھی کہ عمران کے جسم کو بس خراشیں ہی آئیں۔
 چھائی ایسے ہی۔ عمران کے دروازے سے چھتے ہی اس کا وہ حصہ
 کھینچی ہوئی دیوار کی طرح عمران کے جسم کو گڑھا ہوا اور چھت سے
 اُپس عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی پشت پر کسی نے زخم
 لگا کر اس میں سرخ مریچیں بھر دی ہوں۔ لیکن بہر حال وہ فرش
 چھت کے درمیان میں چلنے سے بچ گیا تھا۔ فرش ایک لمحے
 چھت سے ملتا رہا پھر اسی تیز رفتار ہی سے جس سے وہ اوپر کو اٹھا
 نہ پشیل نیچے ہوا۔ اور اس باہمی عمران کی پشت پر گڑبڑیں
 لگنے سے سختی سے جوٹ پھینچ لئے۔ فرش کے ساکت ہوتے
 پہلے اہل کو فرش پر کھڑا چھو گیا۔ پشیل اور تین گئیں اسی طرح چھت

سے چھٹی ہوئی تھیں۔ فرش کے بھیت سے مٹنے کے باوجود شاید پھر وہ
مقتضیٰ سی سہم ختم نہیں ہوا تھا۔ عمران — بھائی کی سی تیزی سے
بھیت کر آئی دردانہ سے کی سائیدگی دیوار سے ٹک کر کھڑا ہو گیا۔
اُسے یقین تھا کہ اس کی بچی ہوئی لاش اٹھانے کے لئے کوئی نہ کوئی
ضرور اندہ آئے گا۔ اور اس کا خیال درست ثابت ہوا۔ چند لمحے
بعد دردانہ سے کی دوسری طرف سے انسانی قدموں کی آواز ابھری اور
پھر صر کی آواز کے ساتھ ہی دردانہ کی چادر ادر کی طرف اٹھتی ہوئی
دیوار میں غائب ہو گئی۔ اور ایک شخص تیزی سے اندر آیا۔ جیسے
ہی وہ اندر داخل ہوا۔ عمران ایک نکتہ اس پر بھینسا لیکن وہ شخص عمران
کی توقع سے زیادہ ہوشیار نکلا جیسے ہی عمران اس پر بھینسا وہ کچلی
کی سی تیزی سے نہ صرف مڑ گیا بلکہ اس نے انتہائی پھرتی سے اپنا
گھٹنا اٹھا کر اپنے پر بھینکتے ہوئے عمران کی ٹان پر مارا۔ یہ ضرب
اسی زور سے آئی کہ عمران بے اختیار تین چار قدم پیچھے لوٹ کر آ گیا۔
بار عمران نے واقعی بڑی مشکل سے اپنی پیچ بیک کٹر دل کیا تھا۔ وہ ٹوٹا
اور اچانک چوٹ نے واقعی اُسے چھینے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس کے
لوٹ کر آ کر پیچھے جلتے ہی آئے والے نے اچھل کر اُسے دبا ہوا ضرب
لگانے کی کوشش کی لیکن عمران اب پوری طرح سنبھلا ہوا تھا۔ اس نے
جیسے ہی اس شخص نے اچھل کر عمران کو ٹٹا تنگ گاک مارنے کی کوشش
کی۔ عمران تیزی سے اپنی جگہ سے نہ صرف مٹ گیا بلکہ اس کا
ہاتھ تیزی سے اوپر بکواٹھا اور آئے والے کے کی ٹانگوں کے نیچے اس نے
مغضوض انداز میں تھپکی دی تو آئے والے کا جسم گھومتا ہوا اُٹھرے

اچھلی دیوار سے جا کھرایا۔ اس کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور
ہاتھ نیچے گر کر اچھل کر کھڑے ہوئے کی کوشش کی اس دردانہ
میں دردنا تھا اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اور آئے والا ابھی
اپنی طرح اٹھتا تھا کہ عمران کی لڑات گھومی امداد بڑی طرح چیخا ہوا
بند کی دیوار سے کسی گیند کی طرح جا کھرایا۔ عمران ایک بار پھر دوڑ کر
بازت گیا۔ اور اس با عمران نے جھک کر دونوں ہاتھوں سے
کا جسم کھڑا اور اپنے سر سے اونچا اٹھا کر اس نے اُسے پوری
سے گھم کر نیچے فرش پر دے مارا۔ یہ چوٹ اس قدر زور سے آئی کہ
آئے والے کی آنکھیں پھیل گئیں۔ اور اس کا پورا جسم میں پھرنے
نہیے پھلی پانی سے باہر نکل کر پھرتی ہے۔ عمران نے اس کی گردن
پر ہانک اور ذرا سا جسم کو گھمایا تو آئے والے کا چہرہ مسخ ہوتا گیا اور
تک حلق سے گھٹی گھٹی سی کہانہ چھین نکلتے گئیں۔

”ہم بتاؤ۔“ عمران نے پیر کو ذرا سا موٹے ہوئے کہا ہے
”پہلے غزا بہت تھی۔“

”م۔ م۔ ماؤس۔“ آئے والے نے بھینے بھینے ہے
”کہا۔“

”تیزی کہاں ہے۔ جلدی بتاؤ۔“ عمران نے پہلے سے بھی
زور سخت ہے میں کہاں۔“

”ب۔ ب۔ باس تیزاب کے تالاب پر گیلے تاکہ تو ہاڈے
شکل کو اس میں ڈالاجا سکے۔“ ماؤس نے لکڑ لکڑ کر جواب
دیا اور عمران اچھل کر ایک طرف مٹا۔ اور دوسرے لمحے اس نے جھک

کہہ رکھی تھی کسی تیزی سے ایک ہاتھ سے ماؤس کی گردن پکڑ کر اسے نفاذ میں اٹھایا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ پوری قوت سے ماؤس کے چہرے پر پڑا۔ ماؤس کے منہ سے دانت پھیلنے لگیں کی طرح کچھ کر باہر گرے۔ اور اس کا حضا میں پھرنے لگا۔ اور زیادہ پھرنے لگا۔ عمران نے پوری قوت سے دوسرا تھپڑ مارا اور ماؤس کا گال پھٹ گیا۔ اس کی ناک اور منہ سے خون نکلنے لگا۔

”بولو۔ پوری تفصیل بتاؤ۔“ دندنہ ایک ایک ہڈی تو اٹھو لگا۔ عمران نے ایک نودہ دار جھنگے سے اسے نیچے پھینکا اور اچھل کر اس کے پیٹ پر دو فوں لائیں مادیں۔ ماؤس ذبح ہوتے ہوئے جانور کی طرح چیخنے اور پھر سکھنے لگا۔

”جلدی بولو۔ بہترین کیا حکم ملا تھا۔ اور تم مجھے اٹھا کر کہاں لے جاتے جلدی بولو ورنہ۔“ عمران نے پوری قوت سے اس کی پسلیوں پر ضرب لگاتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ اس قدر خوف ناک تھا کہ ماؤس کا پھرنے لگا ہوا جسم یک لمخت ساکت ہو گیا۔

”بولو ورنہ۔“ عمران نے دوبارہ لات اٹھاتے ہوئے کہا۔

”بب۔ بب۔“ اس نے مجھے کہا تھا کہ میں تمہاری پکلی ہوئی لاش اٹھا کر پیدلشن دنگس کے تیزاب کے تالاب پر لے آؤں گا کہ تمہاری لاش وہ اپنے سامنے تیزاب کے تالاب میں ڈالے۔

ماؤس نے انتہائی خوف زدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”راستہ بتاؤ۔“ جلدی کہو۔“ عمران نے یک لمخت اس کی پسلیوں پر کک لگاتے ہوئے کہا۔ اور کمرہ ماؤس کی خوف ناک بیچ

کے گونج اٹھا۔

”جلدی بولو۔ پوری تفصیل بتاؤ۔“ عمران نے بڑی طرح چیخے ہوئے کہا۔ اور ماؤس نے اسے سب کچھ بتانا شروع کر دیا جیسے ٹیپ ریکارڈ چلتا ہے۔ پھر جیسی اس کی زبان کی عمران پوری قوت سے اچھلا اور اس کے دونوں ہاتھوں نے سینے پر دال دی جگہ اس کے پورے جسم کا بوجھ لے پڑے۔ اور ماؤس نے منہ اور منہ سے خون خار سے کی طرح ابل پڑا۔ عمران جب لگا کر فرش پر آیا۔ پھر کبھی کسی تیزی سے دوڑتا ہوا اس غلغلہ منارہاز سے باہر نکل آیا۔ باہر آتے ہی وہ ایک لمحے کے لئے نہ ٹھکا۔ کیونکہ دروازے کے باہر ہی دیوار کے ساتھ ایک مشین لگی ہوئی موجود تھی۔ ماؤس مشین لگی باہر چھوڑ آیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اندر جانے ہی مشین لگی تھی۔ اور قہر ہے وہ اندر لوٹنے کی نیت سے تو گیا ہی نہ تھا۔ وہ تو عمران کی پکلی ہائی کاش اٹھنے لگا تھا۔

عمران نے جھپٹ کر مشین لگی اٹھائی اور پھر اس نے دائیں طرف کو دوڑ لگی۔ وہ جلد از جلد اس تیزاب کے تالاب تک پہنچتا چاہتا تھا چھوٹا سا کبھی بے ہوش ساقیوں کو لے جایا گیا تھا۔

خدا نے جین کر کہا۔ اور وہ سب اچھل کر دیواروں کے ساتھ ہو گئے۔ اور لوگو
 اپوں نے صفد کے کہنے پر سانس روک لئے تھے۔ لیکن تیز اور ناگوار
 پروان کے تھنوں میں جیسے زبردستی گھسی علی جا رہی تھی۔ اور پھر
 سب سے پہلے جو لیا لہرا کر بیچے گری۔ اور اس کے بعد تو یہ پھر کپکپ
 نہ کی اور آخر میں صفد بھی بے اختیار لہراتا ہوا نیچے فرش پر گر گیا۔
 اس کے ذہن پر بھی ایک نخت اندھیرے نے چھایا مانا تھا۔ پھر درد
 لہڑا ہوا صفد کے جسم میں اٹھتی محسوس ہوئی۔ اور اس کی آنکھیں ایک
 لمحے کے کھل گئیں۔ دوسرے لمحے اس کے جسم نے تڑپنے کی کوشش
 کی لیکن اس کا جسم جیسے سفلیں جموں کر رہ گیا۔ اور اسی لمحے اس کے
 خونے ساری پلکاشن کا احاطہ کر لیا۔ وہ اٹا ہوا میں نلکا ہوا تھا۔ اس کے
 دونوں بازو پشت پر بندھے ہوئے تھے اور دونوں پر بھی کسی سی سے بندھے
 ہوتے کے ساتھ تھے ہوئے کنڈے سے نکل رہے تھے۔ نیچے
 گئے رگ کے کسی سی تال کا ایک بڑا سا تالاب تھا۔ اس نے سر گھرا کر
 کھڑکھولے عمران کے باقی ساتھی بھی اسی کی طرح چھت میں گئے ہوئے
 کھڑکھولے کے ساتھ اٹے۔ لیکن اس تالاب کے اوپر کھول سے تھے صفد
 نے اندھا کر دیکھا تو اس کے جسم پر چادر کی سبکے ایک لاگڑی سی وجود
 آئی۔ شاید چادر کھل کر گر جانے کے بعد ان لوگوں نے اسے لاگڑی
 لٹائی ہوئی تالاب کے دائیں طرف جہدھر صفد کا منہ تھا ایک کافی چوڑا
 ڈبٹ لارم سا تھا۔ جس پر دیوار کے ساتھ مختلف رنگوں کے بے شمار بیورڈ
 لٹے ہوئے تھے۔ ان بیورڈ کے ساتھ ایک شیٹیں گیس سے مسلح آدمی کھڑا
 تھا۔ اس کے ساتھ تالاب کی طرف منہ کئے تین مسلح اشخاص برسرے

صفد راہ باقی ساتھی جیسے ہی عمران کے کچھے آئے ان کے
 دروازہ کھان کر کے راہ باری میں آئے۔ ایک نخت کسرتی تیز آواز کے
 ساتھ ہی ان کے سامنے ٹھون فولادی دیوار آگئی۔ اور پک پکے جینے
 ہی ہی دیوار کھلے جوئے صفد سے کے اوپر آگئی۔ اور وہ سب ماہر ہانک
 چھوٹے سے صف میں قید سے ہو گئے۔ اسی لمحے ان سب کے ہاتھوں کو
 زبردوار جیکے گئے اور شیٹیں گیسوں ان کے ہاتھوں سے نکل کر راہ باری کھین
 سے نکل آئیں اور دوسرے صفے غائب ہو گئیں۔ اب وہ غالی ہاتھ کھین
 ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے تھے۔ عمران ان سے علیحدہ دوسرے
 صفے میں تھا۔ اور فولادی دیواروں کی وجہ سے انہیں اس کے متعلق
 معلوم نہ تھا۔
 یہ کیا ہو گیا؟ جو لیا نے پچھتے ہوئے کہا۔
 دیواروں کے ساتھ جو جاؤ۔ اور سانس روک لو۔ مجھے گیس کی بو آ رہی ہے۔

کود باغ الٹ ہی جاتا ہے۔۔۔ ہنری نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔

”میرا باغ تو شاید اٹلے نکلنے کے باوجود الٹا ہو۔ لیکن مجھے تو حیرت
تہہ ہار سے دماغ پر ہے۔ ادھر تم جہیں توڑ پھاڑ کر مارنے کا پروگرام بنا
رہے ہو ادھر تم نے جہیں الٹا ٹھکانا ہے۔ ظاہر ہے سب سے
پہلے ہمارا سر تیزاب کے طالب میں داخل ہو گا۔ اور اس کے ساتھ ہی
ہمارا فوری خاتمہ ہو جائے گا۔ اگر میں تہہ ہار ہی جھگڑتا اور ادھر میرا بی پوڈر گرام
ہوتا تو میں تمہیں الٹا ٹھکانے کے بجائے سیدھا باغ ہٹا پھر پہلے
تہہ ہار سے پیر تیزاب میں ڈالتا۔ پھر ٹانگیں۔ پھر کولے۔ پھر پیٹ اور
سینہ اور آخر میں سر۔ پھر تم توڑ پھاڑ کر مرنے کے صفحے
ایسے بچے میں کہا جیسے وہ ہنری کی عقل پر ماتم کر رہا ہو۔ اندازہ واقعی
منطیکہ اڑاتے والا تھا۔“

”اوہ۔۔۔ واقعی تم بات تو ٹھیک کر رہے ہو۔ کھن یہ بات تہہ ہار ہی
بچیں گیوں نہیں آتی۔۔۔ ہنری نے کہا۔ اور ایک نکتہ پہلے سے
کھن نے ایک لمحے آدمی سے مخاطب ہو گیا۔ اس کے لیے میں غصہ
تھا۔“

”جب۔۔۔ جب۔۔۔ اس لمحے آدمی نے مکتا سے
پوچھے کہا۔ شاید اسی کے حکم پر غصہ اور اس کے ساتھیوں کو الٹا
ٹھکانا گیا تھا۔“

”تم واقعی جتنی ہو۔ اور میں اہتوں کو لڑنے نہیں دیکھنا چاہتا جب میں
نے تمہیں حکم دیا تھا کہ انہیں توڑ پھاڑ کر مارنا ہے تو تم نے انہیں الٹا

چرکنے انداز میں کھڑے تھے۔ انہوں نے مشین گنیں غصہ اور اس کے
ساتھیوں پر تان رکھی تھیں۔ غصہ نے چہرہ دکھا کر اپنے ساتھیوں کو اپنا
دیکھا تو سب ساتھی جوش میں آ گئے تھے۔ اور وہ بھی اپنی آنکھوں سے
یہ عجیب و غریب سچویشن دیکھ رہے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے ایک
توت توڑی جاتی ہو۔“

”اسی لمحے اس ٹال کے کونے میں ایک دو واڑہ کھلا اور ایک آدمی
بڑے ناخراہ انداز میں چلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے دو دیگر
اشخاص تھے۔“

”گڈ۔۔۔ دیری گڈ۔۔۔ پائیکسٹریٹ سروس کا یہ انجام ہے۔
خوب صورت ہے۔۔۔ آنے والے نے بڑے ناخراہانہ لہجے
کہا۔“

”باس۔۔۔ حکم ہو تو لیور آن کر دیا جائے۔۔۔ لیور کے تیز
کھڑے مسلح شخص نے کہا۔“

”ابھی نہیں۔۔۔ ابھی ان کے اصل سرغنہ کی پکلی ہوئی لاش جو
میں پہلے اس کی لاش ان کی آنکھوں کے سامنے تیزاب کے تالاب
ڈالوں گا تاکہ یہ اس کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ اس کے
انہیں بھی توڑ پھاڑ کر مارا جائے گا۔۔۔“ باس نے جو ہنری
”اگر تہہ ہار نام ہنری ہے۔ اور تم پاور لینڈ کے چیئرمین ہو پھر
تم واقعی دنیا کے اچھے ترین شخص ہو۔“ اچانک غصہ سے
آواز میں کہا۔

”تہہ ہار اقصوہ نہیں ہے مسٹر۔ جب آدمی اس سچویشن میں ہوتا

کیوں دیکھا ہے۔ ہنری نے غصے سے چیخے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے برقی رفتار سے جیب سے دیوار نکالا اور دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکے کے ساتھ ہی کلٹن کے منہ سے پیچ نکلی اور وہ پہلو کے بل پیٹ فام پر گر کر توڑ پھوٹنے لگا۔

اسے تالاب میں پھینک دینا نسنس۔ اچھن۔ ہنری نے فیصلے لے لیے ہیں کہا تو کلٹن کے ساتھ کھڑے ہوئے مسلح دستاویزوں نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر توڑ پھوٹے ہوئے کلٹن کو اٹھاما اور الجھالی کر تیزاب کے تالاب میں ڈال دیا۔ کلٹن کے منہ سے آخری قڑخ نکلی اور تالاب میں ڈوب گئی۔ چند شبے اٹھے اور پھر کلٹن کی لاش غائب ہو گئی۔

دیکھا تم نے۔ جب میں اپنے ساتھی کو یہ سزا دے سکتا ہوں تو تم بھی اپنے دماغ سے یہ خیال نکال دو کہ تمہارے ساتھ کوئی رعایت ہو سکتی ہے۔ ہنری نے چیخے ہوئے کہا۔

ہم کسی رعایت کے طلب گار نہیں ہیں۔ صفد نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔ اس کے بچے میں گہرا اطمینان تھا جسے اسے اپنی موت کی ذرہ بھرا پرواہ نہ ہو۔

ہوں۔ اب میں واقعی تمہیں تڑپاڑو پا کر مائل گا۔ اب میں دکھتا ہوں کہ تم کتنی دیر اطمینان سے بات کرتے ہو۔ ہنری نے ہنسی بھری نظریں انداز میں پیر چنچے ہوئے کہا۔ اور لیور کے قریب کھڑے آدمی کی طرف مڑ گیا۔

تالاب کو ڈھک کر انہیں نیچے اتار دو۔ اور پھر انہیں بازوؤں کے

باندھ کر اوپر اٹھا دو۔ ہنری نے تیز لہجے میں کہا۔ تیس باس۔ لیور والے نے کہا اور پھر اس نے بجلی کی سی تیزی سے سرخ رنگ کا ایک بڑا سا لیور کھینچ کر منے کو دیا۔ دوسرے لمحے سر کی تیز آواز کے ساتھ ہی تالاب کے ایک کنارے کی دیوار سے کسی رجحان کی چادر سے لگی اور پیٹ فام کی دیوار کے کنارے سے لگ گئی۔ تیزاب کا تالاب اس چادر سے ڈھک دیا گیا۔ جیسے

ای تالاب بند ہو لیور کے قریب کھڑے آدمی نے جلدی سے لطف لیور کھینچ کر منے کو تھوڑے کر دئے، ہر لیور کے نیچے کرتے ہی صفد کا کوئی ساتھی اس چادر پر سر کے بل گر جاتا۔ انہیں صفد نما۔ چونکہ ان کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اس لئے وہ بے بس پڑے تھے۔

انہیں ٹانگوں سے کھول کر بازوؤں کے نیچے سے دی ڈال کر بندھ دیا اور پھر اوپر اٹھا دو۔ ہنری نے تیز لہجے میں کہا۔ اور لیور کے قریب کھڑے ہوئے آدمی کے علاوہ باقی چار افراد تیزی سے اس چادر پر دوڑتے ہوئے صفد اور اس کے ساتھیوں کے قریب پہنچ گئے۔ چونکہ صفد اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اس لئے ان چاروں نے مشین گنیں ساتھ لے کر منے کی ضرورت نہ سمجھی تھی۔ وہ انہیں وہیں پیٹ فام پر ہی رکھ کر گئے تھے۔ صفد والا آدمی ضرورت سے زیادہ تیز تھا۔ اس نے صفد کی انگلیں کھول کر اسے یہ حکایا ہی تھا کہ اچھا لگ صفد نے اچھل کر اپنے لئے آدمی کی ٹاک پزور سے گھری ماری۔ اور اس کے پیچ کر بیٹھے ہی وہ بجلی

سچویشن کو کنٹرول کرنے۔ کیپٹن شکیل کا اچھا ہوا آدمی پوری قوت سے اس آدمی سے ٹکرانا۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل نے ایک نخت ہلی چلا کر لگائی اور وہ خود اس آدمی سے جاگرایا جو یور کے قریب کھڑا تھا۔ اور اب ایک نخت دو ڈگر ایک مشین گن پر بھیپٹ رہا تھا۔ اُسے بھی شاہ اپنے دوڑتے ہوئے ساتھی کو دیکھ کر یہ خیال آیا تھا کہ وہ مشین گن اٹھ کر سچویشن کنٹرول کر سکتا ہے۔

کیپٹن شکیل اس آدمی سے ٹکرایا۔ اور اُسے ساتھ لیتا ہوا دیوار سے جاگرا۔ اور پھر اس طرح تھا بانہی کھا کر واپس ملنا جیسے گنبد دیوار سے جاگرا ہے۔ اور اچھے وقت مشین گن اس کے ہاتھوں میں تھی۔ اور پھر ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی بال کمرہ انسانی پنجوں سے گونگا اٹھا۔ یہ یقین ان کی مقصود جو تیز اوراد جو لیا کو کھوئے بغیر انہیں پشت کی طرف سے آیا ہوین کر لینے کی کوشش کر رہے تھے۔ اور تیز اوراد جو لیا بندھے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ ہی ان سے لڑنے میں مصروف تھے۔ گولیاں ان دونوں کے پہلوؤں پر پڑیں اور اس کے ساتھ ہی کیپٹن شکیل بجلی کی تیزی سے گھومنا اور پک چپکنے میں مصروف آدمی اور وہ آدمی جسے کیپٹن شکیل نے اٹھا کر اس پر پھینکا تھا برسی طرح چھٹے ہوئے فرش پر گئے اور گر پڑے۔ وہ دونوں اب اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی کیپٹن شکیل ایک نخت اچھل کر دو قدم سائیڈ پر مٹا اور اس سے گھوم کر دیوار کے ساتھ پڑے ہوئے اس آدمی پر ناکر کھول دیا۔

یور۔ آپریشن تھا جو دیوار سے ٹکرانے کے بعد ہوش بڑا ہوا تھا اور وہ آدمی سچویشن کو کنٹرول کرنے میں جی ختم ہو گیا۔ گولیوں نے ایک لمحے میں اُسے چھلنی کر دیا تھا۔ اسی لمحے صفدر نے ایک نخت ہنری کی گردن سے تھنی لگا لی اور تھو بانہی کھا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ ابھی تک پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ ہنری کی گردن سے تھنی نکلتے ہی وہ پشت کے بل فرش پر گر گیا اور اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوئے گئے۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ کیپٹن شکیل نے جلدی سے آگے بڑھ کر پہلے صفدر اور پھر تیز اوراد آخر میں جو لیا کے ہاتھ کھول دیئے۔

میں نے تو کمال کر دیا صفدر۔ مجھے تو اب تک یقین نہیں آ رہا کہ ایسے بھی ہو سکتے ہیں۔ جو لیا نے انہیں اتنی پر خلوص تھے میں کہا۔ ٹھیک یومس جو لیا۔ سچویشن ہی ایسی تھی کہ اگر ہم تب کمال نہ کرتے تو اس بار سارا کھل نڈال ہو چکا ہوتا۔ صفدر نے کلانیوں کو مستے ہوئے مسکرا کر کہا۔

اب کیا پروگرام ہے۔ ہمیں عمران کا بھی پتہ کرنا ہے۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

اب ہاں۔ یہ ہنری تو اس کی بجلی موٹی لاشس کے باسے میں پکے ہوئے رہا تھا۔ جو لیا نے چپکنے ہوئے کہا۔

بکواس کر دیا تھا۔ عمران اتنی آسانی سے قابو میں آنے والا نہیں۔ کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں نے کہا۔

اگر میں جو لیا اجازت دین تو میں اس ہنری سے ابھی سب کچھ اٹھوا

کیپٹن شکیل اس آدمی سے ٹکرایا۔ اور اُسے ساتھ لیتا ہوا دیوار سے جاگرا۔ اور پھر اس طرح تھا بانہی کھا کر واپس ملنا جیسے گنبد دیوار سے جاگرا ہے۔ اور اچھے وقت مشین گن اس کے ہاتھوں میں تھی۔ اور پھر ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی بال کمرہ انسانی پنجوں سے گونگا اٹھا۔ یہ یقین ان کی مقصود جو تیز اوراد جو لیا کو کھوئے بغیر انہیں پشت کی طرف سے آیا ہوین کر لینے کی کوشش کر رہے تھے۔ اور تیز اوراد جو لیا بندھے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ ہی ان سے لڑنے میں مصروف تھے۔ گولیاں ان دونوں کے پہلوؤں پر پڑیں اور اس کے ساتھ ہی کیپٹن شکیل بجلی کی تیزی سے گھومنا اور پک چپکنے میں مصروف آدمی اور وہ آدمی جسے کیپٹن شکیل نے اٹھا کر اس پر پھینکا تھا برسی طرح چھٹے ہوئے فرش پر گئے اور گر پڑے۔ وہ دونوں اب اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی کیپٹن شکیل ایک نخت اچھل کر دو قدم سائیڈ پر مٹا اور اس سے گھوم کر دیوار کے ساتھ پڑے ہوئے اس آدمی پر ناکر کھول دیا۔

وں — تنویر نے کہا۔

”اوہ ہاں — یہ یاد لیندہ کا چیئر مین ہے۔ اور اتفاق ہے کہ یہ اس طرح ہمارے ہتھے چڑھ گیا ہے۔ ویسے اگر کیپٹن شکیل ذہانت سے بھرپور انداز میں اس کے سامنےوں کا خاتمہ نہ کرتا اور ایک بھی مشین گن ان کے ہتھے چڑھ جاتی تو پھر ماما خاتمہ یقینی تھا۔“

صفدر نے جواب دیتے ہوئے کیپٹن شکیل کی تعریف کی۔

”ہاں بالکل کیپٹن شکیل نے واقعی انتہائی ذہانت سے کام لیا ہے۔“ جو لیا اور تنویر نے سمرٹا تے ہوئے کہا۔

”اسی لئے منزی کی کرہ سنائی دی تو وہ سب تیزی سے اس کے گرد جمع ہو گئے۔“

”تنویر اس کے بازو پشت پر باندھ دو۔ اب یہ ہمارے لئے سب سے اہم مہر ہے۔“ صفدر نے تنویر سے کہا۔

اور تنویر نے اس حکم کی تعمیل انتہائی بھرتی سے کی۔ منزی کے ہاتھ جب پشت پر بندھے تو وہ پوری طرح ہوش میں آ گیا۔

”تم — تم لوگ انسان نہیں ہو۔ بد مددیں ہو۔“ منزی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اسی لئے تنویر نے ایک تخت مشین گن کا بٹ پوری توت سے اس کے جڑ سے برباد اور منزی چپٹا ہوا پہلو کے بل فرش پر گر گیا۔ اس کا گال پھٹ گیا تھا۔“

”بولو — عمران کہاں ہے۔ جلدی بولو۔ ورنہ ایک ایک پٹی توڑ دوں گا۔“ تنویر نے انتہائی غیصے انداز میں پچھتے ہوئے منزی سے کہا۔

عمران کا جسم چھت اور فرش کے درمیان پچک پچکا ہو گا۔ وہ بڑھتا ہے۔ اب اسے کوئی زندہ نہیں کر سکتا۔“ منزی نے بولنے لگا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ تنویر یا اس کا کوئی ساتھی اس کی بات پر زیادہ عمل ظاہر کرتا۔ بولی گھر کے کی چھت سے عین اُس جگہ جہاں وہ منزی سمیت موجود تھے نیلے رنگ کی تیز شعاعوں کا ایک

پلاں سا گرگڑا اور ان شعاعوں کے ان پر گرتے ہی انہیں یوں جھڑپا دیا جیسے ان کے جسم پتھر کے بن گئے ہوں۔ وہ حرکت کرنے سے محذور ہو گئے تھے۔ تیز نیلے رنگ کی شعاعیں ابھی تک

ان کے اوپر موجود تھیں۔ پھر ان شعاعوں کا دائرہ تیزی سے سمٹتا

اور میان میں موجود منزی کے گرد جمع ہوا۔ ایک لمحت تیز سیٹی کی

دھجکی اور نیلے رنگ کی شعاعوں کا رنگ تیزی سے ہٹنے لگا۔

ان کی رنگ میں بدل گئیں۔ اور پھر وہ تیزی سے چھت کی طرف

آگئی تھیں۔ اور منزی بھی ان لالچی رنگ کی شعاعوں کے ساتھ ہی

بڑھ کر چھت کی طرف اٹھتا چلا گیا۔ شعاعیں اُسے اس طرح اٹھا کر

اوپر ہی اٹھیں جیسے شعاعیں لوہے کی مضبوط تار میں ہوں۔ چند

ان تیز منزی چھت میں بننے والے ایک بڑے سوراخ میں

لب جو گیا۔ اس کے ساتھ ہی چھت برباد ہوئی۔ اور شعاعوں اور

ان کی آواز بھی ختم ہو گئی۔ البتہ جو لیا اور اس کے ساتھی اسی طرح

ٹہنٹے اس تیزاب کے تالاب کے اوپر موجود مخصوص دھات کی

پڑھ کر اُسے کے کھروے وہ گئے۔ وہ اس طرح ساکت دجا ہو چکے

تھے کہ ان کی جلیں بھی نہ پھپک رہی تھیں۔



بہنوں کو ایک نظر دیکھتا ہوا سامنے والی دیوار کے دروازے کی طرف دوڑ گیا
 لائے ہاتھ سے موٹی موٹی باتیں معلوم کر لی تھیں۔ اور اسے یہ بتایا گیا تھا کہ ان
 بیٹوں والے کمرے سے کھلنے والے دروازے کے باہر ایک ماہیاری ہے۔
 میں کا اعتقاد میں دھگاسکے آپریشن ہال میں ہوتا ہے۔ اور اس ہال میں سے
 ایک خفیہ دروازہ اس لفٹ کا ہے جس کے ذریعے اس تیزاب والے تالاب
 کے ہال نما کمرے میں پہنچا جاسکتا ہے۔ چنانچہ عمران ماہیاری میں دوڑتا ہوا
 ہی آپریشن روم کے دروازے تک پہنچا۔ یہ فولادی دروازہ تھا اور
 نہ تھا عمران ایک لمحے کے لئے دروازے کے سامنے رکا۔ پھر اس نے
 مشین گن کی نالی اس کے درمیانی حصے پر نظر آنے والے لاک کے مورخ پر
 اچھی اور تیز دبا دیا۔ زور وارد حملے جوئے اور عمران نے لات مار کر
 دروازہ کھولا اور کھلی کسی تیزی سے اندر داخل ہو کر اس نے اندھا سند
 جدول طرف فائرنگھول دیا۔ انسانی چیخوں سے ہال کمرہ کوچ اٹھا۔ اس کے
 ماہیاری مشینوں کے پھٹنے کے خوف ناک دھماکے سنائی دیتے۔ عمران
 باک سٹھے کمرے کے رکا اور پھر تیزی سے اس دروازے کی طرف دوڑنے
 لگا۔ لفٹ کا دروازہ تھا۔ لیکن جیسے ہی وہ ایک مشین کے پاس سے گزرا
 ایک لاک آدمی اس پر پکلی کی سی تیزی سے چبھتا اور وہ عمران سمیت نیچے فرش
 پر ہلکا رہنے لگا۔ گرتے ہی عمران برسی طرح تڑپا اور اس نے اس آڈی کو گھٹنوں
 کی مدد سے ایک سائیڈ پر پھینک دیا۔ لیکن وہ آدمی تو پیر تسمہ پا
 لاکر عمران کے جسم سے چمٹ گیا تھا۔ اس نے پوری قوت سے عمران
 کی ناک پر کمر ماری۔ اور ایک لمحے کے لئے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے
 زمین د آسمان گھوم گئے ہوں۔ لیکن دوسرے لمحے عمران ایک ٹھٹ اپنے

عمر اپنے مشین گن اٹھائے ماہیاری میں دوڑتا ہوا اس کے
 اعتقادی دروازے تک پہنچا۔ تو اس نے زور سے بند دروازے پر
 لبت ماری۔ دروازہ ایک دھماکے سے کھل گیا۔ اور عمران
 مشین گن سمیت دوسری طرف کود گیا۔ دوسری طرف ایک خاصا بڑا
 ہال نما کمرہ تھا جس میں دو بڑی بڑی مشینیں نصب تھیں جن کے آگے
 دو آدمی بیٹھے ہوئے انہیں آپریٹ کر رہے تھے۔ دروازے کے
 دھماکے سے کھلنے کی آواز سن کر وہ تیزی سے پلٹے ہی تھے کہ عمران
 نے ان پر ناکر کھول دیا اور وہ دونوں ہی چپتے ہوئے پشت کے بل
 مشینوں سے ٹکرا کر پینے گر گئے۔ عمران نے ایک نظر ان مشینوں
 کو دیکھ کر لیا تھا۔ انہی مشینوں کے ذریعے ہی ماہیاری میں دیواروں
 پیدا کی گئی تھیں اور عمران کو چکلانے کی کوشش کی گئی تھی۔ عمران ان

دونوں باغوں کو آمد کی طرف سیکڑ کر پوری قوت سے کہنیاں باس آدمی کی سپرد
 میں رہیں اور وہ آدمی چیتا ہوا لٹ کر ایک طرف جاگا۔ عمران اچھل کر کھڑا ہوا اور
 تھا کہ ایک لمخت ایک اور آدمی بخانہ کے در سے نکل کر اس کی ٹانگوں سے
 چھٹ گیا۔ عمران نے پیر چھٹکا کر اس کی گرفت سے اپنے آپ کو چھڑ
 چا یا لیکن بے سود۔ وہ آدمی پوری طاقت سے عمران کو گرانے کی کوشش
 کر رہا تھا۔ عمران ایک لمخت جھٹکا اور دوسرے لمحے اس نے اس آدمی کے
 پنجے دھڑک دو فوں باغوں سے اوپر اٹھایا اور پھر پوری قوت سے چھوڑ دیا۔
 ایک زوردار حملہ کے سے اس آدمی کا پچھلا دھڑا پس فرس سے ٹکرایا اس
 آدمی کا پچھلا دھڑ شدید زخمی تھا۔ اُسے گولیاں نچلے دھڑ مچگی تھیں اس
 کے باوجود وہ نہ جھکتا ہوا بال یک اپنی تھا اور اس نے عمران کی ٹانگیں پکڑ
 اُسے گرانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن عمران کے اس طرح ضرب لگنے سے
 اس کی گرفت یک لمخت ختم ہو گئی۔ اور عمران نہ صرف اچھل کر ایک طرف
 جٹا بلکہ اس نے کسی ٹھوکی طرح گھوم کر پوری قوت سے لات اس پہلے دانے
 آدمی کے پہلو میں ماری جواب اٹھ کر کھڑے ہونے میں تقریباً کامیاب ہو گیا
 تھا۔ یہ ضرب اس قدر زور دار تھی کہ وہ آدمی کسی گیند کی طرح اٹھا ہوا
 ایک مشین سے جا کھرایا۔ اور عمران نے تیزی سے بھاگ کر ایک طرف بھاگی
 جو تھی اپنی مشین گن اٹھائی اور پھر گھوم کر دوبارہ ٹانگوں پر اور وہ دونوں
 آدمی ایک ہی برسٹ میں پھینکی ہو گئے۔ بال کمرے میں موجود دو مشین
 تباہ ہو کر ڈال دیں تیریل ہو چکی تھیں جب کہ باقی مشینیں اسی طرح چلی رہی
 تھیں۔ عمران کو چونکہ فوری طور پر اپنے ساتھیوں کی نگہ بندی کہ کہیں جنری
 انہیں تیزاب کے تلاب میں ڈال نہ دے۔ اس لئے وہ ان مشینوں

نظر انداز کر ہوا لغت میں پہنچا۔ اور پھر سوچے بورد پر موجود گولیاں دبا تے ہی
 لغت بچکی کی سی تیزی سے نیچے اترتی چلی گئی جب لغت ساکت ہوئی تو
 عمران دہانہ کھول کر ایک ماہاری میں آ گیا جو آگے جا کر دائیں طرف کوٹر
 پہنچی۔ عمران کو اس ماہاری میں دوڑتے ہوئے دود سے تیز سٹی
 کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ سٹی کی آواز سننے ہی دوڑتے ہوئے
 لڑان کے پیروں میں جیسے جلیاں لگ گئیں اور وہ اپنی پوری طاقت
 سے دوڑتا ہوا ماہاری کے آخر میں موجود رواز سے نکل پڑا گیا۔ اس
 نے رواز سے کودھکیلا تو دروازہ کھل گیا۔ اور اسی لمحے کھلنے
 رواز سے اُسے ایک ایسا منظر نظر آیا کہ وہ ٹھٹھک کر ایک لمحے
 کے لئے رک گیا۔ تاہم رنج و گمگ کی شاعروں کا ایک جال سامنری کو اٹھانے
 اہت میں موجود ایک بڑے سے سوراخ کی طرف نے جا رہا تھا اور عمران
 کے دیکھتے ہی دیکھتے جنری چھت میں غائب ہو گیا اور چھت برابر ہو گئی۔
 لڑان اچھل کر کھڑے میں داخل ہوا تو اس کی نظریں اپنے ساتھیوں پر پڑیں۔
 ایک مخصوص دھات کی چادر میں ہر تقریباً سارے بال کے فرش پر پھینکی ہوئی
 تھیں۔ ان کے جسموں کی طرح کھڑے تھے۔ عمران دوڑتا ہوا ان کے
 ارب پہنچا اور اس نے صفد کو ایک زوردار جھٹکے سے بٹایا تو صفد اس
 کا بازوؤں میں آ گیا۔ عمران نے اُسے اسی چادر پر لٹایا تو اُسے نزدیک
 سے چادر کی ساخت دیکھنے کا پہلی بار موقع ملا۔ دوسرے لمحے اس
 غیر نظروں سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اُسے ساری بات سمجھ میں آ گئی۔
 اس ساتھی پر پٹیت فارم تھا اور باقی بال کمرے میں یہ چادر تھی۔ چادر
 مخصوص ساخت بنا رہی تھی کہ اسی چادر استہانہ تیز ترین تیزاب کو

دیکھنے کے کام آتی ہے۔ انتہائی تیز اثر رکھنے والے تیزاب کو اس پتھر پر لگا کر اسے
 دعوات کی چادر کے ڈولیں میں بی بند کیا جاتا تھا۔ دوسرے نسخے
 عمران تیزی سے لیکھا اور صفحہ کو اظفار کبلی کی سی تیزی سے دوڑا تاہم
 پلیٹ خام پر آیا اور اسے پلیٹ خام پر لٹا کر وہ داپس دوڑا۔ اور
 اس نے باری باری باقی ساتیوں کو بھی اسی طرح پلیٹ خام پر پینچا اور
 وہ بچھ گیا تھا کہ اس چادر کے نیچے انتہائی خوف ناک اور تیز ترین تیزاب کا
 تالاب ہے۔ اور اگر چادر اوپر سے کھینچ لی گئی تو یقیناً سب لوگ اس
 تیزاب کے تالاب میں گر جائیں گے۔ سب ساتیوں کو پلیٹ خام پر
 لٹا کر اس نے اسی الجھن کا سانس لیا یہی تھا کہ ایک تخت مرمر کی تیزاب
 ڈال کر اسے میں گونجی۔ اور پھر ایک جھینکے میں تالاب کے اوپر موجود چادر
 پھینکی اور اس میں غائب ہو گئی۔ عمران اور اس کے ساتھی بال بال بچے تھے۔
 اگر انہیں ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو اس وقت تک ان کی ہڈیاں
 تک گل جچی ہوتیں۔

اب منسہ تھا ساتیوں کو صحیح حالت میں لے آئے گا۔ اور عمران نے
 چیک کر لیا تھا۔ کہ انہیں ایلیگ مرمرٹو نامی شعاعوں کی مدد سے بے حس کیا
 گیا ہے۔ کیونکہ ان کا جسم تو نرم تھا لیکن وہ عکرت نہ کر سکتے تھے۔
 ان شعاعوں کی ایک اور خصوصیت یہی تھی کہ جسم میں سے ہلکی نیلے رنگ
 کی روشنی سی نکلتی تھی۔ اور یہ روشنی اس وقت سب ساتیوں کے
 جسموں سے نکلتی صاف دکھائی دے رہی تھی۔ ان شعاعوں کا فوٹو
 توڑ سادہ پانی تھا۔ عمران نے جھک کر پیٹھ صفحہ کو اظفار کا نڈہ پر
 لدا۔ اور پھر صفحہ رسمیت جھک کر بولیا کہ اظفایا اور مدداز سے کی طرف دڈا

کیونکہ وہ انہیں خود ہی طور پر اس کمرے سے باہر نکالنا چاہتا تھا تاکہ
 ان کو کوئی شامی دار نہ کر دیا جائے۔ وہ دلاسے سے باہر بلا باری میں ان
 ڈول کو لٹا کر وہ واپس دوڑتا ہوا اٹھ گیا۔ اور اس چادر کو تیز اور کبلی میں تکمیل
 اظفار کا باہر لے آئے ہیں کیا ماب ہو گیا۔

انہیں پہلے ساتیوں کے ساتھ لٹا کر دھکا گیا ہوا داپس رابا میں
 رہے تھے کیونکہ لفٹ سے نکل کر اس نے رابا باری کی بائبل ساتیوں میں ایک
 ڈرگور کیا تھا جن کا مدواڑہ اٹھا ہوا تھا اور اس میں ایک بڑی سی مشین
 سجھی۔ اسے دراصل اس مشین کے اوپر ایک بڑے سے جاہیں
 رہے ہوتے پانی کی جھلک نظر آتی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ اس کمرے میں
 آکر ہو گیا۔ جاہیں واقعی پانی موجود تھا۔ مشین کی ساخت دیکھتے ہی اسے
 ایک متعلقہ یقین ہو گیا تھا کہ یہ کبھی یہ مشین ایشیاک بیٹریوں کو ڈسٹورڈ اثر
 ڈال کر اسے واقعی مشین تھی تاکہ بیٹریوں میں پانی کا یوں درست رکھا جائے۔
 یہ مشین مشین تھی۔ جب بیٹریوں میں پانی کا یوں کم ہوتا ہے مشین خود بخود
 برقی۔ اس طرح مطلوبہ مقدار میں پانی سیلائی ہوئے ہی مشین خود بخود بند
 ہوتی عمران نے ایشیاک اوپن کر کے چادر کا ڈھکن اوپر اٹھایا اور انگلی جاہ
 پہنچو پانی میں ڈبوئی اور پھر اسے منہ میں ڈالی لیا۔ وہ پھر بھی یقین کر لینا
 چاہتا تھا کہ یہ صرف پانی ہی ہے۔ اسے خطرہ تھا کہ اس میں کوئی ٹھوس
 چیز نہ ملا گیا ہو۔ لیکن انگلی منہ میں ڈالتے ہی اس کی آنکھوں میں ہلکے ابھر
 ناپا لاس پانی تھا خطرہ کیا ہوا۔ وہ تیزی سے گھوما اور اس نے ایک طرف
 دیکھا بے ہوشے ہوتے خانوں میں دیکھے ہوئے بڑے بڑے جاہوں میں سے
 ایک چوڑا جاہ اٹھایا اور اسے مشین کے اوپر موجود جاہوں میں ڈال کر پانی سے

بہر لیا۔ اس کے بعد وہ پانی سے بھر لیا اور یہ جارہے کہ دو دو تاجوا اور پس کا
 جگ پہنچا جہاں ابھی تک اس کے ساتھ بیسے حسن و حرکت پر سے ہونے کے
 اس نے جلدی سے باہری باہری ہر ایک کے جھڑے پہنچنے اور ان کے سر
 کھٹنے ہی اس نے پانی کی دھوا ان کے منہ میں ڈال دی۔ پانی پانی اس نے
 ان کے جسموں پر ڈال دیا۔ اور چند لمحوں بعد ان کے جسموں سے ٹھنڈی
 والی نیلے رنگ کی روشنی غائب ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی وہ سب کر لہڑ
 ہوئے اور گر بیٹھے گئے۔

"جلدی کرو اور اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔" عمران نے تیز بولے ہیں کہا۔
 عمران کی آواز سنتے ہی وہ سب اس طرح اٹھ کھڑے ہوئے جیسے انہیں ایک
 کلافت در کرنٹ لگ گیا ہو۔

"تت۔۔۔ تت۔۔۔ تم زخمہ جو۔" جو ایسے بھلے نہ
 کہہ

"اس کا فیصلہ بعد میں کریں گے۔ فی الحال میرے پیچھے آؤ۔ جلدی کرو۔"
 عمران نے کہا۔ اور تیزی سے واپس دوڑنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی
 اس کے پیچھے تھے۔ اور پھر عمران چند ہی لمحوں میں انہیں ساتھ لے کر
 دوبارہ لغٹ کے ذریعے اوپر چڑھ کر ان مشینوں والے کمرے میں پہنچا۔
 جہاں ابھی تک پانچ افراد کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ اور دو مشینیں تیار
 ہوئی تھیں۔

"ہیں ان ایک بیٹریوں کو تیار کر لے تب ہی یہ جیتے کو اور تیار
 گا۔" عمران نے اس نال کمرے میں پہنچتے ہی تیز بولے ہیں کہا۔
 تیزی سے ایک مشین کی طرف بڑھ گیا جو ابھی تک مسلسل چل رہی تھی۔
 لوہے کے گلابی رنگ کی ٹسٹہ دھات سے بنا ہوا تھا۔ اس کے سینہ دھڑکنے

ابن میں سے ایک موٹا سا پائپ نکل کر دیوار کی چوبیس غائب ہو رہا تھا۔
 تم لوگ ایک طرف مٹ کر کھڑے ہو جاؤ۔ میں اس مشین کو اٹھا کر
 بنا کر لے جاؤں۔ اس طرح یقیناً یہ پائپ دیوار کے ساتھ والے فرش کو تیار
 کر دے گا اور ہمیں بیٹریوں تک پہنچنے کا راستہ مل جائے گا۔" عمران
 نے تیز بولے ہیں کہا۔

اور ساتھ ہی اسے ایک طرف منتقلے ہی عمران نے مشین پر لگا ہوا سرخ
 لک کے پیچھے کو انتہائی تیزی سے اٹھی کلاک گھمادیا۔ دوسرے حصے ایک
 خون ناک اور کان بھرا ڈھکا کر ہوا۔ یہ دیکھا کہ اس قدر شدید اور خوفناک
 ٹھکانا عمران اور اس کے ساتھ ہی باوجود اس کے کہ انہیں دھماکے کی توقع تھی۔
 اس نے وہ پوری طرح سنبھلے ہوئے تھے ایک نخت فضا میں اچھلے اور منہ کے
 بی فرش پر جا کر گئے۔ انہیں ایسا محسوس ہوا تھا جیسے ان کے قدموں
 ٹھٹ کسی نے اچانک زمین کھینچ لی ہو۔ دھماکے کا رد عمل چند لمحوں تک
 ان کے اعصاب پر پڑا ہی رہا۔ پھر جب ان کے حواس قائم ہوئے تو انہوں
 نے دیکھا کہ وہ تو فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ البتہ دیوار کے ساتھ
 ٹپنے سے کافر ش جہاں سے پائپ اندر جا رہا تھا غائب تھا۔ پائپ کے
 ٹپنے پر سے اڑ گئے تھے۔ البتہ جہاں وہ لوگ گرے ہوئے تھے وہاں
 بھی فرش میں دو تیس چوٹی ہوئی تھیں۔ لیکن وہ بالکل ٹوٹ جانے سے
 بچ گیا تھا۔ عمران تیزی سے اٹھا اور اس ٹوٹے ہوئے فرش کی طرف
 بڑھا۔ دوسرے حصے اس کی آنکھوں میں چمک سی لہرا اٹھی۔ کیونکہ اس کی
 ذہن کے عین مطابق نیلے کافی گہرائی پر ایک بڑا کمرہ سا نظر آ رہا تھا۔ یہ
 لوہے کے گلابی رنگ کی ٹسٹہ دھات سے بنا ہوا تھا۔ اس کے سینہ دھڑکنے

میں ایک قطار میں دس ایکسک بیٹریاں اسی گلابی رنگ کی دھات کے اسٹینڈ پر رکھی موجود تھیں۔ اردان بیٹریوں سے ان گنت تاریں نکل نکل کر گھرے کی دیواروں میں گئے ہوئے مخصوص سوئچ بورڈز سے منسلک تھیں۔

آؤ۔۔۔ اندکود جلا۔۔۔ لیکن پیراٹرونیگ کے انداز میں۔۔۔ عمران نے تیز بولے ہیں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے نیچے چھانگ لگا دی۔ اور چند لمحوں بعد بادی بادی کر کے اس کے صوب سا فنی پیراٹرونیگ کے انداز میں نیچے آئے۔

عمران تیزی سے ایک دیوار کی طرف بڑھا۔ اور اس نے جلدی سے سوکے بورڈ پر گئے ہوئے بڑے بڑے کیوں جن کے ساتھ بیٹری سے نکلنے والی تاریں منسلک تھیں کو مخصوص انداز میں دبا کر تاریں علیحدہ کرنی شروع کر دیں۔ باقی سائیکلوں کو چونکہ عمران نے کوئی ہدایت نہ دی تھی اس لئے وہ خاموش کھڑے آئے کام کرتا دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ آتا ہر حال وہ جانتے تھے کہ یہ انتہائی حساس معاملہ ہے۔ اور اگر معمولی سی غلطی ہو گئی تو ہوسکتا ہے اس کا نیشانہ انہیں خود ہی بھگتنا پڑ جاتے۔ عمران کے ہاتھ سجھائی کی سی تیزی سے حرکت کر رہے تھے وہ انتہائی تیز رفتاری سے تمام تاریں علیحدہ کرنا جا رہا تھا۔ تقریباً چار یا پانچ منٹ مسلسل اور تیزی سے حرکت کرنے کے نتیجے میں اس نے تمام تاریں علیحدہ کر دیں۔ اور پھر اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

اس سے کہا ہوگا عمران۔۔۔ جو ایسے سنجیدہ بولے ہیں پوچھا۔

تو نہیں ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا کہ کیا ہوگا۔ اب یاد لیندہ والے ہمارے براتی بن کر تالیاں بجان بھی گئے۔ یاد لیندہ کی تمام مشینری بیکار ہو چکی ہے۔۔۔ اب کمپیوٹر اور مشینری کو ہنری کسی صورت استعمال نہ کر سکتے ہوگا۔ اب اس کے پاس صرف افراد رہ گئے ہیں اور افراد سے مقابلہ تو کیا جاسکتا ہے۔۔۔ عمران نے سسکتے ہوئے جواب دیا۔ لیکن ظاہر ہے افراد سے مقابلے کے لئے ہمیں یہاں سے نکھٹنا ہوگا اور وہ لوگ یہاں آکر تاریں دوبارہ جوڑ سکتے ہیں۔۔۔ تنویر نے بڑا سانس نہاتے ہوئے کہا۔

مسٹر تنویر زندگی صرف عشق کر کے ہی نہیں گزار دینی چاہیے تنویر سی عقل کا استعمال بھی سیکھ لینا چاہیے۔ بڑے کام آتی ہے۔ ایک بیٹریوں کی تاریں علیحدہ ہونے سے بیکار ہو گئی ہیں۔ ان کو چارج کرنے والے جنرٹریں کا سلسلہ ان سے منقطع ہو چکا ہے۔ چنانچہ اب تیزی سے یہ ختم ہوتی جائیں گی۔ اور پھر انہیں چارج کرنے کے لئے جو مخصوص یاد استعمال کی جاتی تھی وہ مشین تباہ ہو گئی ہے۔ اس لئے اب جب تک ساری مشینری کو دوبارہ نئے ٹمر سے نہ نصب کیا جائے یہ بیٹریاں کام نہیں کر سکیں اور اس کے لئے طویل عرصہ چاہیے۔۔۔ عمران نے سسکتے ہوئے کہا اور واپس اس خٹاک کی طرف بڑھا جہاں سے کوڈ روہنیے آئے تھے۔

ان لوگوں نے اس مخصوص دھات کی چھت نہ بنا کر اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی ہے۔ صرف اوپر والے گھر سے کفرش کو ہی کافی سمجھ لیا ہے۔۔۔ ورنہ اگر اس دھات کی چھت ہوتی تو ایٹم بم

سے مشین گن لگانے تیزی سے اس میٹری کی مدد سے نیچے اترنا نظر
 پار عمران نے ہاتھ اٹھا کر سب ساتھیوں کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔
 نیچے اترنے والے شخص کی ان کی طرف پشت تھی۔
 دھیان سے اتر رہی، انتہائی احتیاط سے۔ اور تمام سوکھ لگا دو
 بہت اسی پہلی آواز نے کہا۔

اسی لئے تو آہستہ اتر رہا ہوں۔ اترنے والے رہی نے
 جواب دیا۔ اور دوسرے لئے اس کے قدم فرش پر گئے اور اس نے
 بڑی چھوڑ دی۔

عمران اس دوران کھسکتا ہوا اس کو لئے کسی انتہائی سائید پر پانچ
 کتا تھا۔ جیسے ہی رہی نے میٹری چھوڑی عمران نے یک نخت ہاتھ بڑھایا
 اور دوسرے لئے رہی پون پھیل کر عمران کے سینے سے آگے جیسے
 اندری رات میں بچھی سی چلتی ہے۔ عمران نے اس کے منہ پر
 ہاتھ رکھ دیا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے رہی کے جسم کو مضبوطی
 سے پکڑ لیا تھا۔

کیا ہوا رہی۔ تم کھڑے ہو۔ اوپر سے چینی ہوئی
 آواز سنائی دی۔

بلیئر بیچے آؤ۔ جلدی نیچے آؤ۔ ادھر کیا ہوا بلیئر سے۔ اذہ۔ انتہائی
 نرنگ۔ جلدی نیچے آؤ بلیئر۔ عمران نے رہی کے پیچھے میں انتہائی
 قربانی ہوئی آواز میں گریا۔

رہی اپنے آپ کو پھیلانے کی مسلسل جدوجہد کر رہا تھا لیکن عمران
 ظاہر سے اس طرح بکھرا ہوا تھا کہ وہ پوری قوت سے حرکت بھی نہ کر

سے بھی نہ ٹوٹتی۔ عمران نے اوپر خلا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
 اسی لئے اوپر دروازہ کھلنے اور تیز قندیل کی آوازیں سنائی دیں۔
 آنے والے دو افراد تھے۔

ادھر۔ عمران نے سرگوشیاں بھیجی ہیں کہا رادو انتہائی
 برق رفتار سی سے خلا کی وائیں سائیڈ پر ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اوپر
 سے آنے والی آوازیں سن چکے تھے۔ اس لئے وہ سب بھیڑنے
 پاؤں اس طرف ہو گئے۔ یہ ایک ایسا کوند تھا۔ جو اوپر سے کسی
 صورت بھی نظر نہ آسکتا تھا۔

ادھر۔ یہ تو چھت تو ٹوٹی گئی ہے۔ دھیان سے آگے بڑھنا
 ایک حیرت زدہ آواز سنائی دی۔

باس۔ فائر نہ کھول دیں۔ ایک ادا دانا بھری۔
 اتھم ہو گئے ہو نیچے انہی کا میٹری روم ہے۔ سارا ہیڈ کوارٹر
 اڑ جائے گا۔ لیٹ کر آگے بڑھو۔ پہلی آواز نے کہا۔

اور چند لمحوں تک کھکنے کی آوازیں سنائی دیتی رہیں۔
 اس سے یہ تو بیٹریاں ڈسکنکٹ کر دی گئی ہیں۔ روم خالی ہے۔

ایک ایک ایک چینی ہوئی آواز سنائی دی۔
 ادھر۔ اسی لئے سارا نظام بیکار ہو گیا۔ جلدی کو سیرٹی بیچے

ڈاؤ۔ جلدی کو ابھی وقت ہے انہیں جوڑ کر سپیشل آرگن استعمال کر دو۔
 ایر جنسی کام چل پڑے گا۔ پہلے والی آواز سنائی دی۔

اور دوسرے لئے عمران اور اس کے ساتھیوں نے ناکون کی
 رہی کی بنی ہوئی میٹری نیچے گرتی دیکھی اور پھر ایک نوجوان کا منہ سے

پارہ ہفتاد

”کیا سہواً کیسا ہے۔ جلدی بتاؤ۔“ اوپر سے چینی ہوئی اور آواز سنائی دی۔

”بیچ۔ بیچ۔ جلدی۔ ادہ گاڈ۔ ادہ یہ کیا کیا.....“

عمران نے ایسے بچے میں کہا جیسے انتہائی حیرت سے بے ہوش ہوتا ہوا آدمی کہتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران نے اس بچے کو جس سے اس نے رگبی کا منہ پوری قوت سے بھینچا ہوا تھا یک لخت اپنے بازو کی طرف زور سے جھٹکا دیا۔ اور دوسرے لٹے رگبی کی گردن ٹوکو کی طرح گھومی اور کٹھاک کی آواز سے اس کی گردن کی پٹی ٹوٹ گئی اور عمران نے جلدی سے ڈھیلے پڑھنے والے رگبی کے جسم کو باس کھڑے صفد کی طرف بڑھا دیا۔ صفد نے اسے سنبھالا تو عمران نے تیزی سے اس کی بغل سے مشین گن آمانی۔

”میں آ رہا ہوں۔ تم بول کیوں نہیں رہے۔“ اس دوران اوپر سے آواز سنائی دی اور پھر ایک لمبا تڑنگا آدمی جلدی جلدی سیرچی آرتا دکھائی دیا۔ چونکہ وہی کی سیرچی تھی اس لئے وہ جبوڑا عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف پشت کر کے اتر رہا تھا۔ عمران نے مشین گن کی نالی پکڑی ہوئی تھی۔ اترنے والے کے قدم جیسے ہی زمین سے لگے عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور مشین گن کا دستہ پوری قوت سے آنے والے کی کھوپڑی پر پڑا اور وہ چیخا ہوا فرش پر جا گرا۔ اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے گئے۔

”یہ مشین گن لے کر اوپر چڑھ جاؤ تاکہ کوئی آدہ نہ آسکے۔ میں اس سے

رہی کا پتہ معلوم کروں۔“ عمران نے مشین گن کی پیشینگی کیل کی

ون اچھلتے ہوئے کہا۔ ادہ خودہ تیزی سے بے ہوش پڑے

فض کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے سر سے خون رس رہا تھا۔ عمران نے

زیر پا جانے ہی پوری قوت سے اس کی پسلیوں میں ٹھوکا مارا ہی اور

پھر مسلسل ٹھوکوں میں مارتا چلا گیا۔ چند ٹھوکوں کے بعد ہی اس آدمی

نے گر پڑے ہوئے آگین گھول دیں۔ اور عمران نے اچھل کر اس کی گردن

پھر رکھا اور دوسرا سا گنگ کو موڑ دیا۔ اس آدمی کے حلق سے فریخ پھینکنے

والے جانور جیسی آواز نکلی۔ اور پھر وہ برسی طرح مسخ ہو گیا۔

”خزنی کہاں ہے۔ جلدی بولو ورنہ۔“ عمران نے انتہائی محنت

پہنچے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹانگ کو اور زیادہ لگھا دیا۔

”سیکورٹی روم میں۔ باس سیکورٹی روم میں ہے۔“ اس

آدمی نے لگھیاٹے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

”پوری تفصیل بتاؤ۔ کہاں ہے یہ سیکورٹی روم۔ جلدی“

عمران نے اور زیادہ پیر کو گھماتے ہوئے کہا۔ اور آنے والے کا جسم

بڑی طرح پھیرنے لگا۔

”جسب۔ جسب۔ بتاؤ ہوں۔“ اس آدمی نے پھر کہتے ہوئے

لہجے میں کہا تو عمران نے ٹانگ کو دوسرا سیدھا کر دیا۔

”میں روم سے دائیں طرف چھوٹے کمرے میں لفٹ ہے وہاں سے

اوپر میں سیکورٹی کا راستہ جاتا ہے۔ باس سیکورٹی روم میں ہے۔“

اس آدمی نے برسی طرح پھر کہتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا

جیسے اس کی جان نکل رہی ہو۔ اور وہ انتہائی ترس و شش کر کے آخری

گفتگو کر رہا ہو۔

”پادری لینڈ میں اس وقت کتنے افراد موجود ہیں۔ پورے پادری لینڈ میں
جلدی پورے۔۔۔ عمران نے لات کو ڈرا سا گھما کر پیر سیدھا کر کے
ہو گئے کہا۔

”سس۔۔۔ سس۔۔۔ سو کے قریب ہوں گے۔۔۔ مارے
شعبوں میں۔۔۔ اس آدمی نے جواب دیا۔

”پادری لینڈ میں اسٹے کا سٹور کہاں ہے۔۔۔ عمران نے پوچھا۔
”لفٹ کے ساتھ بڑا مال ہے۔۔۔ اس آدمی نے جواب دیا۔ اور
عمران نے باک نمٹتے ہوئے اسے مروڑ دیا۔ کھٹاک کی آواز کے ساتھ
ہی اس آدمی کا پھلنا جسم کسی مکان کی طرح فضا میں اوجھلا ہوا اور پھر دھماکے
سے پیچھے گر کر بے حس دھرت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں اوپر کھڑے کئی مقین
عمران اچھل کر ایک طرف ہٹا۔ اور پھر تیزی سے سیڑھی چڑھتا ہوا
اوپر پہنچ گیا۔ دکان اس کے ساتھی مختلف دروازوں کے ساتھ بڑے
چوکنے آواز میں کھڑے تھے۔

”یہ اوپر بھی مشین چلی پڑی تھی۔ یہ شاید دوسرے آدمی کی تھی“
صغیر نے عمران کی طرف بڑھ کر کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ آدمی میرے ساتھ۔۔۔ عمران نے تیز بے
میں کہا۔ اور دوڑتا ہوا دائیں طرف موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے دوڑنے لگے۔

لہتر سیڑھی ایک پھوٹے سے کمرے میں اونچی نشست کی
اڑی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ پتھر کی طرح سخت ہو چکا تھا۔ اور ہتھیلیاں
تھکی ہوئی تھیں۔ اس کی پشت پر چار مسلح افراد بڑے چوکنے نماز
انکھڑے تھے۔ جب کہ ہنری کے سامنے ایک چھوٹی سی مشین
آب میز پر رکھی ہوئی تھی۔ مشین میں زندہ گی کی لہر جاری تھی اور اس کے
اوپر لگی ہوئی سکین روشن تھی۔

سکین پر ایک ٹال کھڑے کا منظر موجود تھا۔ جس میں بے شمار
لٹینے تھیں لیکن یہ سب مشینیں خاموش اور بے جان پڑی ہوئی تھیں۔
مہال کمرے کے درمیان میں چار افراد کھڑے آپس میں باتیں کر
رہے تھے۔

”ان سے ٹرانس میٹر پر راپڈ ملو۔۔۔ ہنری نے یک لمخت
بٹن ہونے کہا۔ اور اس کی سائیڈ میں کھڑے ایک بوٹے سے

آدمی نے جس نے سفید کوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کے سر کے بال بڑے برف کی طرح سفید تھے۔ جلد ہی سے آگے بڑھا اور اس نے مشین کی سائینڈ میں موجود ایک تاب کو گھما کر شروع کر دیا۔ چند لمحے تاب گھما کر اس نے ایک بٹن دبایا تو مشین میں سے ٹول ٹول کی مخصوص آوازیں ابھریں۔ اس کے ساتھ ہی گھرے کے درمیان کھڑے جوئے افراد تیری طرح چوکنے اور پھران میں سے ایک دوڑتا ہوا سائینڈ پر موجود میز کی طرف بڑھ گیا۔ میز پر ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر بڑا احصاف نظر آ رہا تھا۔ اس آدمی نے جلد ہی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا۔

"ہیلو۔۔۔ جنری کا ٹنگ مارجر ایمر جنسی کال اور۔۔۔" جنری نے اسی طرح چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"ییس باس۔۔۔ مارجر اسٹینڈنگ یو باس اور۔۔۔ مارجر کی موجودہ آواز سنائی دی۔

سینو مارجر۔۔۔ یاد دلینڈ میں دشمن افراد کو گھسن آگے میں اندازہ نہیں لگایا گیا کہ وہ کئی میٹر دور سے آگے بڑھ کر آئے ہیں۔ اس لئے سپر ایمر جنسی ٹانڈ کر دی گئی ہے۔ تم لوگ انتہائی محتاط رہنا جو بھی مشکوک آدمی نظر آئے اسے بھون ڈالنا۔ ایک لمحے کے لئے بھی توقف نہ کرنا یہ تمہاری اب فرسٹ ڈیوٹی ہے اور اینڈ آف۔۔۔ جنری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی بوڈے نے ہاتھ بڑھا کر بٹن آف کر دیا۔

پروڈیوسر آکھنڈ۔ ان لوگوں کو تلاش کرو۔ وہ لوگ کہاں ہیں کیا کر رہے ہیں۔ ہم یہاں قید ہو کر بیٹھے رہے تو اس طرح یاد دلینڈ کس طرح لکے کے گا۔ یہ دیش کے خطرناک ترین افراد ہیں۔۔۔ جنری نے فریسیس سے مخاطب ہو کر کہا۔

ییس باس۔۔۔ لیکن اس کے لئے جو کنگ ریڈ اسٹیمال کرنی ٹیپے باس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔ کیونکہ ان کا دائرہ کار بے حد وسیع ہے۔۔۔ پروڈیوسر نے چونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔ اوہ۔۔۔ اس طرح تو ہیڈ کو اور میں موجود ہر جاندار ختم ہو جائے گا۔ تمام سائنسدان۔ تمام لوگ۔ جن میں ہم نے بچانے کتنی محنت سے بروہی دینڈے اکٹھا کیے۔ سب ختم ہو جائیں گے۔ ان کی اور حل تلاش کرو پروڈیوسر۔۔۔ جنری نے بے اشتیاق جھٹکا کھا لیتے ہوئے کہا۔

اور کوئی حل نہیں ہے باس۔ ہیڈ کو اور شروع جلتے گا۔ یہ دوبارہ اس کی کرنی پڑے گی بس۔ لیکن اگر ہیڈ کو اور تیری ختم ہو گیا تو پھر۔۔۔ پروڈیوسر نے گھبرائے ہوئے میں کہا۔

ٹینگ ہے۔ تم ٹینگ کہتے ہو۔ واقعی اس کے سوا چارہ نہیں ہے۔ ٹینگ ہے۔ میں تمہیں اجازت دیتا ہوں جو کنگ ریڈ نکال کر۔۔۔ جنری نے چونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

پیشل کو ڈیتا میں باس جو صرف آپ کو معلوم ہے۔۔۔ بھرے کہا۔

اگال نوٹ کر ڈیسٹل کوڈر ٹرپل زیرو ڈیٹیل دن ڈبل نوٹ۔۔۔ جنری نے تیز رفتاری سے کہا۔

باس۔۔۔ کہیں آپ تو۔۔۔۔۔" اپنا کپچھے کھڑے کے ایک آدمی نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

ڈونٹ دہی۔ میرے سیکورٹی روم کے گرد ان شیٹوں کا حائل نہیں آئے گا۔ صرف ہم لوگ ہی چکیں گے۔ بوڑھے پر وفیسر نے کہا اور تیزی سے ایک دیوار کی طرف بڑھ گیا۔

ہنری اس کے دیوار کی طرف بڑھتے ہی اس طرح دو بارہ کری پر لگا کہ جن طرح کوئی جوادی ایسی زندگی کی آخری باندھی بھی مار چکا ہو۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے سر تھک لیا۔

پر وفیسر نے دیوار کے ایک حصے پر مخصوص انداز میں دستک دہی دی اور درمیان سے پورٹ کر سائینڈوں میں مہٹ گئی اور پر وفیسر دوسری طرف غائب ہو گیا۔

ہنری نے تیز تیز سانس لینے شروع کر دیے۔ یہ شاید پاور لینڈ کے لئے سب سے بدترین لمحہ تھا جب کہ خود اپنے ہاتھوں سے پاور لینڈ کی مٹکتوں پر پانی پھر اجاڑا تھا۔ یہ تو ہنری جانتا تھا کہ اب دو بارہ اس

دوہن کے لوگ اکٹھے کرنے ان کی بیرون داشت تک کوئی اور پاور لینڈ کو دیکھنا صحیح حالت میں لے آئے پر کتنا مرنا یہ۔ کتنا طویل عرصہ اور کتنی محنتیں وہ کوششیں کرنی پڑیں گی۔ لیکن اب اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی

نہ تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی مخفی تہوں کی طرح پاور لینڈ کو اس کے اندر گھس کر تباہ کرتے جا رہے تھے۔ اور مکمل تباہی سے بچنے کے لئے یہ آخری راستہ رہ گیا تھا۔ قطعی آخری۔

ہنری کی نظر میں سکرین پر چلی ہوئی تھیں۔ جس پر ابھی تک وہ چاروں آڈی نظر آ رہے تھے۔ یہ سپیشل ڈیپ ٹیم تھا۔ اور یہ چاروں دنیا کے چوٹی کے سائنسدان تھے۔ اور اس وقت وہ مشینوں کو آپریٹ کرنے کی جگہ کے ہاتھوں

میں تھیں انھیں اٹھائے دو اڑنے کے گرد بڑھے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں دو دستے گھڑائی۔ تمہاری خدمات پاور لینڈ میں ہمیشہ اور کھے گا۔ ہنری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے دو بارہ اولے غلام میں ساتیں ساتیں کی تیز آوازیں ابھریں۔ اور ہنری نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں۔

"ب۔ ب۔ باس"۔ اچانک اُسے اپنے جیسے خوف سے گھٹکیاٹی ہوئی آواز میں سنائی دیں اور ہنری نے ایک لمبائی آنکھیں کھول دیں۔ اس نے سکرین پر ان چاروں سائنسدانوں کو اپنے گے پکڑنے

دیکھتے ہوئے دیکھا۔ وہ گے پکڑنے یا گل کتوں کی طرح ادھر ادھر اترتے پھرتے رہے تھے ان کی آنکھیں پھٹ گئی تھیں اور چہرے سرخ ہوتے رہے تھے اور پھر ایک لمبائی وہ سب فرسش پر گئے اور چند لمحے پڑنے کے بعد ختم ہو گئے۔ سبے جس و حرکت لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔

ہنری بھی پڑھی آنکھوں سے کرسی پر چھٹا یہ نظارہ دیکھ رہا تھا۔ چند لمحوں پر وفیسر واپس آیا۔

"باس"۔ آہرین کھل ہو گیا ہے۔ سب لوگ ختم ہو چکے ہیں سہرا ہمارے چوٹی پاور لینڈ میں موجود ہے۔ جہاں بھی موجود ہے۔ سولے ہم لوگوں کے۔ پر وفیسر نے ادا اس سے لہجہ میں کہا۔

"میں ختم ہو گئے۔ پاور لینڈ کے تمام سائنسدان تمام دوست تمام گناہ ختم ہو گئے۔ میں نے دیکھ لیا ہے پر وفیسر تم ایسا کرو سیر سیکورٹی نام کو آف کر دو۔ اور ان لوگوں کو ساتھ لے جا کر عورتوں کو ڈھونڈو۔ ان لوگوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں انہیں کتوں کی طرح گھیسے ہوئے یہاں

اس جگہ کی طرف کر کے جہاں سے جا دو چھت سے نکل ہی تو گر دو باوڑا۔ وہ ساتھ ساتھ ہاتھ کو جیادہ کی چوڑائی کی طرف لے جا رہا تھا۔ زمین گھومتے گھومتے دانی گویاں تو اتار کے ساتھ دو مسانی سومان جن پر پڑ ہی تھیں سدا پھر جا دو کے ساتھ ہی گھٹ کر نیچے گر پڑیں۔ وہ بچکی ہوئی صورت پر نیچے گر رہی تھیں۔ عمران جانتا تھا کہ اگر ایک بھی گویا سیدھی جا دو پر پڑی تو وہ اچانک گرنا داپس آئے گی۔ اس لئے اس نے ہاتھ کو زور ادھر کی طرف اٹھایا جو اٹھا۔ دو تین بار مسلسل چوڑائی میں راند ڈیٹھ چلائے کہ بعد اچانک ایک دھماکہ سا ہوا اور زور دار گڑ گڑاہٹ کے ساتھ پوری جا دو نیچے فرسٹ میں غائب ہو گئی۔ سلسلے میں یہ جہاں ادھر جانی دکھائی دے رہی تھیں۔ عمران سیر جہاں پھلنا گھٹا ہوا اور پڑھتا گیا اس کے سامنے اس کے پیچھے تھے۔ سیر جہوں کے انتظام پر ایک عام سا دروازہ تھا۔ عمران نے زور سے لات ماری تو دروازہ ٹوٹ کر بھونک گیا۔ دوسری طرف ایک بڑا بل جھاگڑہ تھا جس کے اندر اسلحہ کی بڑی بڑی پیشیاں رکھی ہوئی تھیں۔

جلدی کر دو اس میں سے ماریں فیوز بم نکال لو۔ اب یہی ہو سکتا ہے کہ ہم ورے جیہ کو اور میں وائر میں بم پھیلادیں۔ عمران نے انا داخل ہونے ہی سب سے کہہ کیا۔

اور اس کے ساتھ تیزی سے اسلحہ کی پیشوں کی طرف بڑھ گئے۔ عمران خاموش کھڑا اور دھرم دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ اس کمرے کا ارد کوئی دروازہ نقر شاہ رہا تھا۔ اس کا تو یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ اسلحہ واپس صرف اسی جگہ جلتے تھے جہاں سے آئے تھے۔ عمران تیزی سے

جئے بڑھ کر مختلف دیواروں کو مشن گین کی نالی سے ٹھونکنے لگا۔ اُسے کسی خفیہ راستے کی تلاش تھی۔ اور پھر اچانک ایک جگہ جیسے ہی اس نے ٹھوکر ماری۔ یہی آواز ابھری جیسے دوسری طرف نکلا جو۔ عمران کا ہاتھ رک گیا۔ اس نے تیزی سے ہاتھ اس جگہ پر اوپر نیچے پھرا اور دوسرے کھٹے ایک کھٹے سے ابھری ہوئی سی محسوس ہوئی۔ اس نے وہیں ہاتھ کو زور سے دیا تو ٹھنک کی آواز کے ساتھ ہی دیوار میں ایک المادی سی ظاہر ہو گئی۔ یہ المادی انتہائی حساس قسم کے جدید ترین اسلحے سے بھری ہوئی تھی۔ عمران فوراً اس المادی کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے المادی کی سائڈ پر ہاتھ ڈالا تو ایک چھوٹا سا مین اس کے ہاتھ سے نکرایا عمران نے مین کو دیا تو المادی کا اندر دنی حصہ ایک لحنت مہر کی تیز آواز کے ساتھ پورے غائب ہو گیا۔ اب وہاں ایک خلا سا تھا جس کی دوسری طرف ایک راہ اڑی ہو جی تھی۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اسلحہ لے لیا ہے۔ عمران نے مگر کہ اپنے ساتھیوں کی انا دیکھا۔

جان۔ انتہائی طاقتور وائر میں فیوز بم کافی تعداد میں لے لئے ہیں۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے آؤ۔ عمران نے کہا۔ اور اس خلا کو کراس کر کے دوسری طرف راہ ماری میں آ گیا۔ جیہ کو اور شادھی انتہائی وسیع و

صفدر۔ ایک بم اس اسلحے کے سٹور میں بھی چھپا دو۔ نو ذرا آن کر انا۔ عمران نے کہا۔

میں نے پہلے ہی رکھ دیا ہے۔ محمد نے جواب دیا اور
عمران سکا دیا۔

راہداری میں تقریباً دوڑتے ہوئے وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔
راہداری کے دونوں اطراف میں ٹھوس دیواریں تھیں۔ آگے جا کر
راہداری مڑ گئی تھی۔ پھر جیسے ہی وہ راہداری کا موڑ ٹھہرے، اچانک
سانے ایسا دروازہ اگلیا جیسے اچانک لیبارٹریوں کے انتہائی خاص
کیبنز کے سامنے بنایا جاتا ہے۔ دروازے کے اوپر سرخ رنگ کے
بڑے بڑے ہندسوں میں سپر سیکورٹی روم کے الفاظ لکھے ہوئے
تھے۔

تو ہم اس سپر سیکورٹی روم تک پہنچے ہی گئے جہاں ہماری چھپا ہوا
ہے۔ عمران نے جوتے بھینچتے ہوئے کہا۔

میرے پاس طاقتور ڈیسے ہم ہے، اس دروازے کو اڑایا جاسکتا
ہے۔ اچانک کیپٹن شکیل نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ سب لوگ پیچھے ہٹ کر دیواروں کے ساتھ لیٹ
جائیں۔ کیپٹن شکیل ہمارے گام۔ عمران نے تیز بولے ہیں کہا۔

اور وہ سب تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ عمران خود بھی پیچھے ہٹتا
تھا۔ جب وہ مناسب فاصلے پر پہنچے تو دیواروں کے ساتھ لیٹ گئے۔

کیپٹن شکیل نے بیلوں کی جیب سے ایک چھوٹا سا سرخ رنگ کا
کیپسول نکالا اور کھینچے ہتھتے ہتھتے وہ جب ایک مناسب فاصلے

پر پہنچا تو اس نے انگوٹھے کی مدد سے ہم کا فیوز غلیحہ کیا اور آگے بڑھ
توت سے اس دروازے کی طرف اچھال دیا۔ ایک خوف ناک دھماکا ہوا

یا خوف ناک دھماکا کہ دیواریں اور فرش لٹا گئے۔ افسردانے پر
ہاں سا پھیل گیا۔ وہ سب سانس رکنے کے بڑے ہوئے تھے۔

اب جب دعوای پشٹا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ دروازہ دیسے کا
ایسا وجود تھا اس پر گورھا تک نچڑا تھا۔

کمال ہے۔ یہ کس قسم کا دروازہ ہے۔ عمران نے حیرت
پرے بولے میں کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے باقی ساتھی بھی اٹھ کر

اڑے ہوئے۔ وہ سب بھی حیرت سے دروازے کو دیکھ رہے
تھے۔ اس قدر طاقتور درہم گھنے کے باوجود دروازے پر خراش

نہ نہ آئی تھی۔
ابھی وہ دروازے کو دیکھ ہی رہے تھے کہ اچانک ان کے سانس

کھٹنے سے ریر کاوٹ اس قدر اچانک اور تیز تھی کہ ان کے ہاتھوں سے
سنگ گر پڑا۔ اور بے اختیار ان سب نے دونوں ہاتھوں سے

پٹنے لگے پٹنے لگے۔ ایک لمحے کے ہزار دین سے ہیں وہ سب گئے
پٹنے نے اختیار اور ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ ان کے چہرے تیزی سے

پڑھتے جا رہے تھے۔
تھتہ تھتہ۔ تھوک گھو۔ جس قدر ہو سکے۔ عمران نے

پچھے پیچھے بولے ہیں کہا۔
اور ان سب نے بے اختیار تھوک کے گھونٹ بھرنے شروع کر

رہے۔ لیکن انہیں محسوس ہو رہا تھا کہ ان کا حلق تیزی سے خشک ہوتا
جا رہا ہے۔ لیکن وہ سب عمران کی ہدایت پر تیزی سے اور مسلسل

کا قدم بھی لعاب ان کے منہ میں تھا بار بار شکل رہے تھے۔ اور پھر

اچانک چولیا لڑکھڑا کر گری۔ اور اس کے بعد تو جیسے زہریلی دوا چھڑا کر
 سے کھیناں گرتی ہیں۔ اس طرح وہ سب ایک دو سرے کے پیچھے
 گرتے گئے۔ انہوں نے ابھی تک اپنے گلے کیلوسے ہونے
 اور سب سے آخر میں عمران نیچے گرا۔ اور وہ سب نے جس دحرکت
 گئے۔ ان کے چہرے انتہائی حد تک مسخ ہو چکے تھے۔ آنکھیں اب
 چڑھ گئی تھیں۔ ان کے چہرے دیکھ کر یوں لگ رہا تھا جیسے وہ
 انتہائی حد تک شدید تکلیف کے غناب سے گزر رہے ہوں۔ شہ
 ترین اور عذاب ناک تکلیف کے آثار جیسے ان کے چہروں پر ثبت
 ہو کر رہ گئے تھے۔

لفظی سے میرا پوسر رکھے اسی طرح بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا دماغ
 بوجھ سا ہو کر رہ گیا تھا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی دلدل
 لڑائیوں میں ڈوبنا چلا جا رہا ہو۔ پوری دنیا پر حکومت کرنے کا
 اب بیکر کر رہ گیا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ اب کم از کم اس بیچ تک
 کئے لئے بیس سال مزید چاہئیں۔ اور اب وہ اتنی جہمت اپنے آپ
 بٹھوس رہا تھا۔ اچانک اس کے ذہن میں عمران کا خیال
 برآو سے اس کے جسم کو کرٹ سا لگا وہ ایک جھگڑے سے سیدھا ہوا
 پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین غصے اور نفرت
 لانا دکھائی دے رہا تھا۔

میں ان کی بوئیاں اٹا دوں گا۔ کاشش یہ زندہ میرے ہاتھ لگ
 تے۔ ان لوگوں نے مجھے تباہ کر دیا ہے۔ اب میں ان کی لاشوں
 کو حشر کروں گا کہ دنیا ان کی لاشوں سے عبرت حاصل کرے گی۔

ہنری نے فرشتوں پر پیر پھینچے ہوئے کہا۔
 اور میں اسی لمحے دروازہ کھلا اور بوڑھا پردیفسر اندر داخل ہوا۔

کے چہرے پر مسرت کے آثار تھے۔ اس کے چہرے آسنے داسا ایک نجات زور دیتے ہوئے کہا۔
 افراد عمران اور اس کے ساتھیوں کی ٹانگیں پکڑے انہیں بڑی بے رحمی سے گھسیٹتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ ایک ایک آدمی

کو گھسیٹ رہا تھا۔
 "باس۔ یہ لوگ ہائی سپر سے گیلری میں پڑے تھے۔
 انہوں نے ہائی سپر گریٹ پر زبردالیوں کا ڈیسے ہم بھی مارا تھا۔
 پردیفسر نے تیز بھجی میں کہا۔

اسی لمحے عمران اور اس کے ساتھیوں کو گھسیٹ کر لے آئے
 والوں نے انہیں ہنری کے سامنے اچھال دیا۔ عمران اور اس کے
 ساتھیوں نے ابھی تک گلے پکڑے ہوئے تھے۔ اور ان کے چہرے
 مسخ ہو رہے تھے۔

"ہوں۔ تو یہ ہیں وہ عفریت جنہوں نے باور دیندہ کو کھن تباہی
 تک پہنچا دیا ہے۔ کاشش یہ زندہ میرے ہاتھ لگ جلتے۔"

ہنری نے ہوش بیٹھتے ہوئے کہا۔
 "بس۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ یہ زندہ ہو سکتے ہیں۔
 اچانک پردیفسر نے ہنری سے کہنے لگے۔

"زندہ ہو سکتے ہیں۔ کیا مطلب۔ کیا تمہارا دماغ خواب
 جو گیا ہے پردیفسر۔ اتنی طاقتور جو کنگ رینر سے مرنے والا ہے
 زندہ ہو سکتا ہے۔ ہنری نے بڑی طرح چوکتے ہوئے کہا۔"

میں نے محسوس کیا ہے کہ یہ زندہ ہو سکتے ہیں۔
 "بس۔ اب یہ آدمی گھسے گھسے کے اندر ہوش میں آجائیں گے۔
 پردیفسر نے بے چینی سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

میں نے محسوس کیا ہے کہ یہ زندہ ہو سکتے ہیں۔
 "بس۔ اب یہ آدمی گھسے گھسے کے اندر ہوش میں آجائیں گے۔
 پردیفسر نے بے چینی سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

میں نے محسوس کیا ہے کہ یہ زندہ ہو سکتے ہیں۔
 "بس۔ اب یہ آدمی گھسے گھسے کے اندر ہوش میں آجائیں گے۔
 پردیفسر نے بے چینی سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

میں نے محسوس کیا ہے کہ یہ زندہ ہو سکتے ہیں۔
 "بس۔ اب یہ آدمی گھسے گھسے کے اندر ہوش میں آجائیں گے۔
 پردیفسر نے بے چینی سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

چیک کیا تو یہ انتہائی آخری حالت پر تھے۔ لیکن زندہ تھے۔ چنانچہ میرا آپ کے خوف کی وجہ سے خاموش ہو گیا کہ کیونکہ آپ نے بہر حال انہیں گولیوں سے چھلنی تو کرنا تھا۔ لیکن جب آپ نے اس حسرت کا اظہار کیا کہ اگر یہ زندہ ہوتے تو آپ کا انتقام زیادہ پرسکون ہوتا تو میں نے بتا دیا۔ اور اب انٹی چوکنگ ڈوز دینے کے بعد یہ درست ہو جائیں گے۔ بوڑھے پر دفیصر نے جواب دیا۔

لیکن چوکنگ ریز تو انتہائی مہلک اور طاقتور ہوتی ہیں۔ وہ آجندہ لہوں میں جاندار کا خاتمہ کر دیتی ہیں پھر یہ اب تک زندہ کیسے رہے، ہنری نے ہونٹ بیچھے ہوئے پوچھا۔

”اس بات کی مجھے کبھی سمجھ نہیں آئی باس۔ حالانکہ میری ساری عمر اس قسم کی شعاخوں کے تجربات میں ہی گزری ہے۔ لیکن میں نے اس قدر طاقتور چوکنگ ریز کے شکاروں کو اتنی دیر تک زندہ کبھی نہیں دیکھا۔ آپ اگر محسوس نہ کریں تو ان کے ہوش آنے کے بعد یہ معلومات مجھے پوچھنے دیں کیونکہ یہ ہمارے لئے ایک نیا انکشاف ہو گا۔ اور چوکنگ ریز ہم کی تیار ہی میں اس نئی چیز کا بھی خیال رکھوں گا۔ پر دفیصر نے کہا۔

”ٹھیک ہے ٹھیک ہے ایسا ہی ہو گا۔ انہیں ستانا ہی پڑے گا۔ اس سے بھی میرا انتقام پورا ہو گا۔ کیونکہ میں ان لوگوں کی فطرت کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہ مزاج قبول کریں گے لیکن کچھ ستائیں گے نہیں۔ اور اسی پوچھنے کے حکم میں ان پر تشدد کا زیادہ لطف آئے گا۔ اور ویسے بھی پر دفیصر تم اب یا درلینڈ کے عملی طور پر ایجاد ہو

یہ بھی تم نے عین وقت پر مداخلت کر کے میری جان بچائی ہے۔ تیزاب والے کمرے میں انہوں نے جس طرح مجھے بے بس رہا تھا۔ اگر تم مجھے اپنی ایجاد کردہ شعاخوں کے ذریعے نہ اٹھا لیتے تو یہ یقیناً میرا خاتمہ کر دیتے۔ تو بے۔ انتہائی خوف ناک لوگ ہیں۔ بندھے ہوئے ہاتھوں کے باوجود ان لوگوں نے جس طرح پلشن بھری تھی۔ میں اس کا زندگی بھر تصور بھی نہیں کر سکتا۔

ہنری نے بے اختیار جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔
 ”باس۔ یہ آپ کی ٹہر پانی ہے کہ آپ مجھے کریڈٹ دے رہے ہیں۔ بس اچانک ہی میں نے زبرد آبرائش کے متعلق بات اپنے کتے لئے آپ کا پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ آپ تیزاب والے کمرے میں ہیں۔ اور جب میں نے سکرین پر اس کمرے کو فوکس کیا تو براؤن گھوم گیا۔ یہ تو شکر ہے کہ تجربات کے لئے میں نے اہل ایگ سرانٹوریز اور فی ٹھریٹرز کا آپریشن نصب کیا ہوا تھا۔ ان کام آیا۔ لیکن باس۔ میں نے آپ کو ہوش میں لے آنے کے بعد تیزاب کے اوپر سے اچانک چادر مٹا دی تھی۔ اس کے وجود یہ لوگ پہنچ گئے۔ اور پھر حیرت اس بات پر ہے کہ ایگ سرانٹوریز شکر دہونے کے باوجود یہ لوگ بالکل صحیح سالم حالت میں آئے۔ گراڈیمک بیٹریں۔ روم میں پہنچ کر انہیں بیکار کر دیا۔ اگر یہ سادہ کردوانی تھیں یہاں سکرین پر نہ دیکھ رہے ہوتے تو کیا ہوتا۔ مجھے اب خیال آ رہا ہے کہ یہ بھی عجیب اور ناقابل یقین بات ہے۔ پر دفیصر نے کہا۔

اداسے۔ تم نے آدھا گھنٹہ بتایا تھا۔ اداس کہیں انہیں ہوش نہ آجائے۔ ایسا کر دان کی بھر پور تلاش سے کران کے ہاتھ پشت پر مضبوطی سے باندھو اور پھر انہیں کرسیوں پر جھکا کر سیوں سے مزید باندھ دو۔ اور مجھے ایک تیز دھار خنجر لگا دو۔ آج میں ان کا وہ حشر کر دوں گا کہ آج تک کسی کا بھی نہیں ہوا ہوگا۔ ہنتر کھانا اچانک ایک خیال آنے پر تیز تیز بچھے میں کہا۔

”یس بس“۔ ایک آدمی نے کہا۔ اور وہ تیزی سے ایک المار سی کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد جب وہ واپس پلا۔ تو اس کے ہاتھوں میں ناکھون کی رسیوں کا ایک گھجھا اور ایک تیز دھار خنجر تھا۔ اس نے خنجر ہنتری کی طرف بڑھا دیا۔ جب کہ وہ خود اپنی ساتھیوں کو اشارہ کرتا ہوا فرش پر بے حس پڑے ہوئے عمران ادا اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

ہنتری ہوش بھیننے کر خنجر کی تیز دھار پر انگلی پھیرنے لگا۔ اس کے چہرے پر ملتی جلتی کیفیات موجود تھیں۔ افسوس سے انتقام کی بھی اور ہنتر کی طرح گھونٹ بھرا جیسے حلق میں لعاب رک گیا ہوا اداس نے سب کچھ بار بار اس کے ذہن کے پردے پر ابھرتا اور سنتا۔ اداس کے ہوش اور زیادہ بھینچ جاتے اور آنکھوں سے شعلے سے نکلنے لگے۔

اور وہ عمران اداس کے ساتھیوں کو اس طرح دیکھنے لگتا۔ جیسے برکاتی سینا بن بائبل بھوکا رہنے کے بعد برکاتی بھیرے گویا چانگ شکار نظر آ گیا ہو۔

”جلد سے ہوش میں آؤ کہینے انسان۔ میرا خون کھول رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میں تمہارے سب سے حسن جسم پر سی فائر کھول دوں“

عمران کے ذہن سے اچانک چھینچتی ہوئی آواز گھرائی۔ اور عمران کیوں اسوں ہوا جیسے اس کے دماغ پر بڑی ہوئی آندھیرے کی چپ اور ناک تخت کسی نے کھینچ لی ہو۔ اور اسی لمحے بے اختیار اس نے اس طرح گھونٹ بھرا جیسے حلق میں لعاب رک گیا ہوا اداس نے گویا۔ اور اداس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں ایک جھگٹے سے کھل گئیں۔

”ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ اب میری حسرت پوری ہوگی۔ اور عسکر تم نے واقعی اسے زندہ کر کے مجھ پر مہربانی کی ہے۔ ہنتری کی تمہارے طرح چھینچتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور عمران کے لبوں پر بے اختیار سکر اسٹریٹ ریٹنگ لگی۔ اس

نے ایک لمحے میں ساری صورت حال کا جائزہ لے لیا تھا۔ یہ ایک خاصا بڑا گمرہ تھا۔ جس میں کرسیوں کی ایک قطار کی صورت میں وہ اپنے ساتھیوں سمیت بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ اس کے ہاتھ بھی پلٹ پباندھ دیئے گئے تھے۔ اور پھر اس کے جسم کو کئی انتہائی سختی سے کرسی سے باندھا گیا تھا۔ سٹنٹ منٹری ایک اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور ایک بوڑھا پروفیسر اس کے ساتھ کھڑا عجیب سی نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ جب کہ چار مسلخ اڈاز منٹری کی کرسی کے پیچھے بڑی مستعدی کے انداز میں کھڑے تھے ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

عمران نے غمگین کر لیا تھا کہ اس کے ساتھیوں کو بھی ہوش آنا جا رہا ہے۔ وہ لعاب لگنے کے لئے بڑے گھونٹ لے رہے تھے۔ اور ان کے گھونٹ بھرنے کی آواز عمران کو اس خاموشی میں صاف سنائی دے رہی تھی۔ عمران کا ذہن اب پوری طرح بیدار ہو چکا تھا۔ اور بیدار ہوتے ہی اس کے ذہن نے اپنے بچاؤ کی کوششوں پر تیزی سے خود کو ناسروار کر دیا تھا۔

”باس۔ وہ میری بات۔۔۔ پروفیسر نے منٹری سے مخاطب ہو کر مودبانہ لیکن اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔
 ”ماں عمران یہ بتاؤ کہ پونگ دیر کا شکار ہونے کے باوجود تم لوگ زندہ کس طرح بچ گئے؟“ منٹری نے ہونٹ پھینچے ہوئے کہا۔
 ”تمہاری جو کنگ دیر کنواروں پر اثر نہیں کرتی منٹری۔ یہ بات پروفیسر کو نوٹ کر اود۔ یہ گلہ لگنے والا دھندہ شادی کے بعد ہی ہونا

ہے۔“ عمران نے مسکرتے ہوئے جواب دیا۔

اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے بے اختیار ساری کی آواز نکل گئی کیونکہ منٹری نے ایک تخت اچھل کر پوری قوت سے منٹری سے زیادہ اس کے بازو میں آکر دیا تھا۔

”کتے کے بیچے۔ مذاق کرتے ہو میرے ساتھ۔ تمہاری تو ہرأت ہے۔“ منٹری نے بڑی طرح جھنجھے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی خون آلود منٹری کو کچھنے کے لئے پوری قوت سے اُسے دوبارہ پہلے والے زخم میں گھونپ دیا۔

”میں تو اب تک یہی سمجھتا رہا منٹری کہ تم ایک عقلمند آدمی ہو۔ لیکن اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم دنیا کے سب سے بڑے اہل حق انسان ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ اس طرح تشدد کرنے اور میرے باپ کو گالی دینے کے بعد تم اپنے آپ کو اور اپنے منٹری کو اڑھارے سے بچالو گے۔“ عمران کا اہجہ اس قدر سرد تھا کہ منٹری بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ عمران کی نظریں اس طرح منٹری کے چہرے پر گڑھنی ہوئی تھیں جیسے اس کی نظریں نیزوں کی طرح منٹری کی آنکھوں میں گھستی جا رہی ہوں۔ اس کے بازو سے خون ابل ابل کر نکل رہا تھا۔

”یوشٹ اپ۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم کس طرح اپنے آپ پر قابو پاتے ہو۔ تم ابھی کتے کے پے کی طرح بیٹھو گے۔ یہ میرا عدوی ہے منٹری نے بھیرے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے تھپتھپ عمران کے گالی پر جڑ دیا۔

کہتا ہوں۔۔۔ برو فیسرنے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔
 "ہاں بتاؤ۔ یہ تمہیں بڑا سائنسدان کہہ رہا ہے۔ اسے بتاؤ کہ
 نیچے سیکڑوں سائنسدان باور لینڈ کے چیمبرین کے بورٹ
 ہٹ چاٹ کو زندگی بسر کرتے ہیں۔ ہنری نے تیز اور
 اونچی آواز میں کہا۔

"نہیں برسے ہرانی آپ کرسی پر تشریف رکھیں اور تماشا
 دیکھیں تاکہ میں ان پر ثابت کر سکوں کہ باس کا کتا بھی ان کے لئے
 نہیں ہے۔۔۔ بوڑھے برو فیسر نے کہا۔

اور ہنری بڑے فاعلانہ انداز میں سہ ہلاتا ہوا بوجھ مٹھ کر
 اسی پر بیٹھ گیا۔ بوڑھا برو فیسر جو کرسی کی پشت پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا
 اس جھکا اور پھر سیدھا ہوا کہ اس نے ہنری کے پیچھے کھڑے
 ہل میں سے ایک کوشین گئی دینے کا اشارہ کیا۔ اس آدمی نے
 کوشین برو فیسر کی طرف بڑھا دی۔

"کوشی! انہیں گولی نہ مار دینا۔ میں نے ان کی اپنے ہاتھوں
 ایشیاں اٹائی ہیں۔" ہنری نے منہ اٹھا کر برو فیسر کو مشین
 لیتے دیکھ کر سخت لہجے میں کہا۔

باس مجھے معلوم ہے۔ لیکن پہلے میرے علمی سوالوں کا
 بساٹے گا۔ اس کے بعد جو چاہیں ان سے سلوک کریں مجھے کوئی
 ہل نہ ہو گا۔ برو فیسر نے مشین گن سے کہ ایت سا تینڈر
 ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ ہنری اس کی بات کا جواب دیتا اچانک

"سنو ہنری۔۔۔ عمران پر تشدد کی ضرورت نہیں ہے جو کچھ پوچھ
 ہے مجھ سے پوچھو۔ میں سیکرٹ سرورس کی چھت ہوں۔
 اچانک جو لیلے نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔ اور ہنری اس کی آواز
 سننے ہی اس کی طرف گھوما۔

"تم فکر نہ کرو چیل کی جی۔ تم نے ترمذی کا خاتمہ کیا ہے۔ وہ تمہارے
 حسن کے جال میں پھنس گیا تھا لیکن میں ایسا نہیں ہوں پہلے میں اس
 عمران کی بوشیاں اڑاؤں اس کے بعد تمہارا بھی نمبر آجائے گا۔
 ہنری نے ترمذی طرح جھینٹے ہوئے کہا۔

"سنو ہنری۔۔۔ اگر تمہارے ذہن میں یہ خیال ہو کہ تم مجھ سے
 کچھ پوچھ لو گے اس طرح تشدد کے ذریعے۔ تو یہ خیال ذہن سے
 نکال دو۔ البتہ اگر برو فیسر وہ خواہست کرتے تو میں اسے علمی طور پر
 یہ بتانے کے لئے تیار ہوں کہ جو انگ ریز اور ایٹم بمز اور بڑے کا دفاع
 کیسے کیا جا سکتا ہے۔ مجھے برو فیسر کی پیشانی پر کھانا نظر آ رہا ہے
 کہ وہ دنیا کا بہت بڑا سائنسدان ہے۔ انتہائی ذہین آدمی"

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔۔۔ تم مجھے بتاؤ گے۔ مجھے۔ میں پوچھوں گا تم سے۔
 میں باور لینڈ کا چیمبرین۔ برو فیسر میرے سامنے کوئی حیثیت نہیں
 رکھتا۔ یہ تو میرا کتا ہے۔ کیوں برو فیسر۔۔۔ ہنری نے یک لخت
 برو فیسر کی طرف گھومتے ہوئے کڑھت لہجے میں کہا۔

"تیس باس۔ میں آپ کا کتا ہوں باس۔ آپ کے سر چاٹنے
 والا کتا۔ آپ اجازت دیں تو میں انہیں بتا دوں کہ میں واقعی ہوں

پروفیسر نے ٹریگر وبادیا۔ اور ترقی و اصلاح کی آوازوں کے ساتھ ہمزئی کے پیچھے کھڑے ہونے چاہوں افراد پیچھے ہوتے فرس پر گرسے اور تڑپنے لگے۔

”یہ۔ یہ تمہارے کیا کردیا۔“ ہمزئی نے ایک ہتھکے سے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ دوسرے ہتھکے سے اس کی آنکھوں پر پٹی چلا گیا۔ کیونکہ باوجود کوشش کے وہ کرسی سے اٹھ نہ سکا تھا۔ اس نئے ہاتھ بھی کرسی کے ہتھکوں پر چسپاں کیے گئے۔

”اہلئینان سے بیٹھے رہو باس۔ تم اس وقت پر سیکورٹی روم میں ہو۔ جس کا پتہ آج میں ہوں۔ پروفیسر آکھینڈہ شعلی سائنس میں دنیا کا سب سے بڑا سائنسدان۔ جس کا نام زبان پر آتے ہی دنیا کے بڑے بڑے سائنسدان احتراماً جھکا جاتے ہیں۔ وہی پروفیسر آکھینڈہ جسے تم اپنا کتا کہہ رہے ہو۔“ پروفیسر نے انتہائی غصے سے لہجے میں کہا۔

اور عمران کے لبوں پر بڑا اسرار سی مسکراہٹ رہ گئے تھی وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا۔

پروفیسر۔ پروفیسر کیا تم بغاوت کر رہے ہو۔ پاور لینڈ سے بغاوت۔ ہمزئی نے حلق کے بل چیخے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں بغاوت نہیں کر رہا۔ اگر میں بغاوت کرتا تو سب سے پہلی گولی اس شخص کے سینے میں اترتی جو پروفیسر آکھینڈہ کو کتا کہہ رہا ہے۔ اور یہی میں لو باس۔ میں اس لئے بغاوت نہیں کر رہا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ جیسے ہی میرے ذہن میں پاور لینڈ سے بغاوت کا

بل آئے گا میرے اعصابی نظام کے مرکز میں موجود ایل۔ ٹی بسکس ہائیکو لیبول ہڈت جلتے گا اور میری پورٹیاں اڑ جائیں گی۔ میں بوڑھا آدمی ہوں اس لئے مجھے اپنے جذبات اور خیالات پر کنٹرول ہے۔ لیکن تم پر ان نظام کی ہشت سوار ہے۔ تمہارے جس وحشیانہ انداز میں اس عمران نامی آدمی کے

بازو میں خنجر ہا۔ سے ہن اس سے مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم کسی بھی لمحے وحشت پر جو سن میں خنجر اس کے سینے میں بھی اُتار سکتے ہو۔ اور اگر تم نے ایسا کر دیا تو ساری عمر میرے دل میں یہ غلش رہے گی کہ آخر ان لوگوں نے ایک ریز اور ایگم سرائٹوریز کا قاتل بننا چاہا۔ کیا ہے۔ یہ ایک

لمبی سکہ ہے۔ اور اسے پوچھے بغیر تو میں ہمزئی نہیں سکتا۔ میری یہ بھڑی ہے اس لئے میں نے تمہیں کرسی پر بٹھایا تھا۔ یہ میری تیار کردہ شخص ہے۔ اس پر میں نے تمہیں ریز کا سکہ رکھا ہے۔ اور اس سکہ کے تحت اب جب تک میں خود نہ چاہوں تم کبھی بھی اس کرسی کی گرفت سے تازہ نہیں ہو سکتے۔ بہر حال جب میں اس آدمی سے پوچھ چکھ کر کے اپنی

لمبی کڑیوں کا اس کے بعد تمہیں آواز کر دوں گا۔ اس کے بعد مجھے پوچھا نہ۔ ہاکی تم چاہے مجھے گولی مارو۔ ویسے میں جانتا ہوں کہ اس وقت پاور لینڈ بڑا تڑپ رہا ہے۔ تم اسے میرے تعاون کے بغیر کبھی دو بارہ دست نہیں کر سکتے۔ اس لئے مجھے زندہ رکھنا بھی تمہاری مجبوری ہوگی۔

پروفیسر نے بڑے جو شے انداز میں پوری تقریر کر ڈالی۔ پروفیسر تم سائنسدان ہو۔ اور میں جانتا ہوں کہ تم جیسا عالمگیر تہمت رکھنے والا سائنسدان کتنا قابل احترام ہوتا ہے۔ میں نے بھی تمہیں ڈاکٹر ٹریف کیا ہوا ہے آکسفورڈ یونیورسٹی سے۔ اور اب

مجھے یاد آگیا ہے کہ تم ان دنوں آکسفورڈ یونیورسٹی کے شعبہ تعلیمات کے ڈین تھے۔ دیکھتے ہیں تمہارے مضامین بڑے متاثر کن ہوں۔ خاص طور پر ڈی این ریڈر تمہارے مضمون نے مجھے بے حد متاثر کیا تھا۔ لیکن ایک بات ہے ڈی این ریڈر کے مضمون میں ایک تشبیہی رو گئی تھی جو مجھے آج تک یاد ہے مجھے خیال آیا تھا کہ تمہیں خط لکھوں لیکن پھر تم اچانک غائب ہو گئے۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ اوہ۔۔۔ تم کہیں وہ پانچوشیا کے علی عمران تو نہیں جو بوجا گنہارا یونیورسٹی میں پرنس آف ڈومپ کے نام سے مشہور تھا۔ برو فیصر نے ایک نخت آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید توجہ حیرت کے آثار نمایاں تھے۔

”ہاں برو فیصر تمہیں ٹھیک پہچانا ہے۔ تمہیں یاد ہوگا کہ ایک بار میرے کلبے ہوئے مضمون کو چیک کرتے ہوئے تم نے بے اختیار جبری کلاس میں کہا تھا کہ علی عمران اس حدیسی کو کیا آئندہ آنے والی ہزار صدیوں میں سب سے بڑا سائنسدان بنے گا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ مائی گولڈے۔ اوہ مائی گولڈے۔ اوہ مجھے یاد آگیا۔ اوہ مائی وہ تم ہو۔ انتہائی اعلیٰ نڈر سے۔ انتہائی لا پرواہ۔ لیکن ذہنی لحاظ سے تمہارا بلندی نے مجھے ہمیشہ متاثر کیا ہے۔ اوہ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ تم نے اس حالت میں بھی ملاقات ہو سکتی ہے۔ برو فیصر نے ایک نخت مشین گن پیچھے پھینکتے ہوئے کہا اور تیزی سے بے اختیار عمران کی طرف پیک پچا۔ اوہ وہ مہر سے لھے اس نے جھک کر عمران کو گلے سے لگا لیا۔

”برو فیصر۔ یہ بقاوت ہے پراولینڈ کے دشمنوں سے اس طرح ملنا بقاوت ہے۔ اچانک ہنری حلق کے بل چٹیا۔

”ریڈر صاحب۔ تمہیں کیا معلوم کہ علی عمران کیلئے ہے۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ میں تمہارے کہنے پر وٹائے سائنس کے انتہائی قیمتی ترین شخص کو مار رہا ہوں۔ اگر یہ مر جائے اور مجھے بعد میں پتہ چلتا تو یقیناً کہہ دیتا کہ وہ خود کسی کر لیتا۔ برو فیصر نے ایک نخت چھوڑ کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”برو فیصر۔ پہلے میرے بازو پر پٹی باندھو۔ ایسا نہ ہو کہ دنیا کے سائنس کا یہ قیمتی ترین شخص اس زخم کے راستے ہی بہہ جائے۔ اچانک عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ ہاں۔ ابھی لو۔ برو فیصر نے کہا اور دوڑتا ہوا ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں فرسٹ ایڈ باکس تھا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے عمران کے بازو پر بینڈیج کر دی۔ ہاں۔ اب بناؤ علی عمران پلڈر۔ مجھے سب کچھ بتا دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں زندہ رہنے دوں گا۔ البتہ تمہارے ساتھیوں کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ کچھ بھی ہو میں پراولینڈ سے بقاوت نہیں کر سکتا۔ یہ میری مجبوری ہے۔ برو فیصر نے جھک کر عمران کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے بڑے عقیدان لہجے میں کہا۔

”تمہیں وعدے کی ضرورت نہیں برو فیصر۔ علی عمران کسی سے زندگی کی تحبیب نہیں مانگا کرتا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ ایک نخت جھینٹا بٹھا کر کسی کی اندرونی طرف کو تیزی سے صہٹ گیا۔ اس کے اس طرح چھٹنے سے دسیاں ڈھیلی ہو کر نیچے

کو کھسکی ہی بتیں کہ عمران نے ایک لخت جہپ لگایا اور اس کا جسم ان
رسیوں میں سے اس طرح لٹکی کر اور پرفضا کی طرف اٹھا جیسے غبار سے
میں سے ہوا نکلتی ہے۔ اور دوسرے لمحے پروفیسر حجتا ہوا منہ کے
بل کر سی کے امداد مانگا۔ جب کہ عمران اب فرش پر کھڑا تھا اور اس کے
دونوں ہاتھ بھی آزاد ہو چکے تھے۔ پروفیسر نے اچھل کر سیدھا ہونے کی
کوشش کی تو عمران اس پر چھپا۔ اور دوسرے لمحے اس نے
بوڑھے پروفیسر کو بائقوں پر اٹھا کر دوبارہ اس طرح کر سی پر بٹھا دیا جیسے پہلے
عمران چٹھا ہوا تھا۔ البتہ فرق اتنا تھا کہ پروفیسر کا جسم اکڑوں ہو کر رسیوں
میں جھین گیا تھا۔

”تنتنت۔۔۔ تم۔۔۔ پروفیسر نے بڑی طرح جھکتے ہوئے
کہا۔“

”گھبر او نہیں پروفیسر تم میرے استاد ہو۔ تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔
لیکن پہلے مجھے اس ہنری سے حساب کتاب بے باقی کرنا ہے۔ اور
تمہیں میں نے یہ چھوہا سنا تھا اس لئے دکھایا ہے کہ تم یہ بد بھجیو کہ
عمران اپنی زندگی کے لئے تمہارا محتاج ہے۔ تمہیں البتہ میں نے
استعمال ضرور کیا ہے اور یہ ہنری کی حماقت تھی کہ وہ اپنے غروں میں میرے
ناک میں آگیا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے
مڑا اور اس نے ہنری کا میز پر ہوا خونخوار اٹھا یا جس پر اس کا پتلا خون لگا
ہوا تھا پھر اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر کی رسیاں کاٹ کر
اس نے خونخوردگی کی طرف بڑھایا اور خود اپس ہنری کی طرف مڑ آیا۔
”ٹان تو پاؤر لینڈ کے چیئر میں صاحب۔ اب آپ فرمائیے کہ آپ کا

دماغ کیسے درست کیا جائے۔“ عمران نے ہنری کے سامنے دکتے
بٹھائے بڑھے الیمینان بھرے نماز میں کہا۔
”ٹھیک ہے عمران۔ میں اپنی خشکت تسلیم کرتا ہوں۔ تم لوگ واقعی
میرے بس سے باہر ہو۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ پروفیسر اس قسم کی
حرکت کرے گا۔ جب تم نے پروفیسر کو بانس پر چڑھایا تھا تو مجھے اس
دقت ہی سمجھ جانا چاہیے تھا۔ لیکن سچا نے میری عقل پر پردہ کیوں پڑ گیا تھا۔
بہر حال اب تم جو چاہو میرے ساتھ سلوک کرو تمہیں اجازت ہے۔“
ہنری نے ٹوٹے ہوئے ہلچل میں کہا۔

”جو حربہ میں نے پروفیسر کے ساتھ استعمال کیا ہے وہی حربہ اب
تم میرے ساتھ استعمال کرنا چاہتے ہو۔“ عمران نے بے اختیار ہنستے
ہوئے کہا۔

”میں کوئی حربہ استعمال نہیں کرنا چاہتا۔ میں ادیپا ور لینڈ دونوں ختم ہو
چکے ہیں۔“ ہنری نے اسی ہلچل میں کہا۔

”اچھا۔ جب تم ہتھیار ڈال ہی گئے تو پھر تم سے کیا بڑا سلوک کرنا۔
پہلی ہی گولی تمہارے دل میں آکر دوں گا کہ تمہیں مرے ہوئے ٹھیکیت
نہ ہو۔“ عمران نے بڑھے الیمینان بھرے ہلچل میں کہا۔

”تنتنت۔۔۔ تم مجھے معاف نہیں کر سکتے۔“ ہنری نے
ایک لخت چوکتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں خون کے تاشرات
اُبھر آتے تھے۔

”معافی کس بات کی مسٹر ہنری۔ یہ تو ایسی جگہ تھی جس میں ایک
فریق کو بہر حال مرانا تھا۔ جب ہم تمہارے قبضے میں تھے تم نے مٹا فنی

شخص ذمہ برابر بھی میرے ملک کو نقصان پہنچاتا ہے میرے نزدیک اس کا جرم ناقابل معافی ہے۔ جب کہ تم نے بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ اس لئے اب تم بتاؤ کہ میں تمہیں کیسے معاف کر سکتا ہوں۔ تمہاری جگہ اگر میرا سگا بھائی بھی ہوتا تب بھی اپنے وطن کے مفاد کی نظر میں اس کے گھے پر چھری چلانے میں ایک لمحے کے لئے بھی نہ ہچکچاتا۔ عمران کا جب سے مدد ضرور تھا۔

ادھ۔ وہی لمحہ تو بادولینڈ کی بد بختی کا لمحہ تھا۔ جب لیڈی ایٹھ لے پائیکیشیا کے سائنسدانوں کو اغوا کرنے کا فیصلہ کیا۔ حالانکہ میں نے اسے منع بھی کیا تھا لیکن وہ چیر میں بھی تھی اور عورت بھی۔ اپنی ضد پر اٹھی۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج بادولینڈ اس حال پر پہنچ گیا ہے۔ ہر حال اب میں مزید کیا کہہ سکتا ہوں۔ تم جو چاہو کرو۔ ہنری نے لہجے سے ہنسنے لگا۔

پروفیسر۔ پائیکیشیا کے سائنسدان کس حصے میں ہیں۔ عمران نے ہلکے لخت مڑ کر پروفیسر سے مخاطب ہو کر کہا۔ جس کے سر پر خند و شین گگنے لگے چونکہ کھڑا تھا۔

ادھ۔ وہ تو مر گئے ہوں گے۔ چونکہ گنگا رینے ان کا خاتمہ کر دیا۔ اگر لیکن تم نے مجھے نہیں بتایا کہ..... پروفیسر نے اب انک کہ کہا۔

بتا دوں گا۔ اتنی جلدی کیا ہے۔ اور مسٹر ہنری تم نے سنا کہ میرے ملک کے قابل مبالغہ مر گئے ہیں۔ اور تم زندگی کی ہیکل مانگ رہے تھے۔ عمران نے اس بارہم سے فیصلے لہجے میں کہا لیکن ہنری

کے بارہم سے میں سوچا تھا۔ تم نے ہم پر کیا کیا فائدہ نہیں کئے میرے ساتھیوں کو تم تیزاب میں ڈال کر ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ تمہیں ہمیں ہلاک کرنے کے لئے پورا دلگ اڑا دیا۔ تمہارے بچے چھت اور فرزند کے درمیان سینڈ ویج بنا کر مارنے کی کوشش کی۔ دنیا جہان کی خطرناک شعاعیں ہم پر استعمال کی گئیں۔ یہ سب کچھ کرنے کے لئے تمہارا ہی حوصلہ ہے کہ تم معافی بھی مانگ رہے ہو۔ عمران نے ایک سخت سنجیدہ ہونے ہوئے کہا۔

مسٹر۔ میری پوری زندگی کا خواب چکنا چور ہو چکا ہے۔ تم نے کیلئے ہی اپنے چند ساتھیوں سمیت ہماری پوری تنظیم کا خاتمہ کر دیا ہے۔ میرا ہمیشہ کا دشمن ہے اس سے پہلے میں سرنگھاٹے ناقابل تسخیر محقق تھا تمہارے ہاتھوں پہنچاؤ کو پہنچ چکا ہے۔ اب تم مجھے مار کر تیا کرو گے۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں دنیا کے کسی کونے میں اپنی زندگی کے بقایا دن پورے کر لوں گا۔ ہنری نے کہا۔

مسٹر ہنری۔ تمہیں شاید یاد نہیں رہا کہ تم نے ہمارے ملک کی اہم ترین لیبارٹری سے ہمارے قابل ترین سائنسدانوں کو اغوا کر لیا تھا۔ اور تمہاری اس حرکت نے ہمارے ملک کو کس قدر نقصان پہنچایا ہے۔ جس اہم ترین پروجیکٹ پر وہ سائنسدان کام کر رہے تھے۔ وہ ادھورا رہ گیا۔ اور ہمارے ملک کے عوام کی گاڑھے پیسے کی کٹائی کے

کرداروں اور بون روپے بھی ضائع ہوئے اور ہمارا ملک دفاعی طور پر بھی پیچھے رہ گیا۔ اور میری یادولینڈ کے ساتھ کوئی ذاتی دشمنی نہیں تھی۔ کہ میں تمہیں معاف کر دوں۔ میں تو اپنے ملک کا نمائندہ ہوں۔ اور جو

گیا۔
 "باس۔ مسکشی سیوں۔" اچانک کرسی میں بیٹھا ہوا پردیوسر
 آکھینے بیٹھا۔

اداس کی آواز سنتے ہی ہنری جو دیوار سے ٹکرا کر ڈاڈیر کے لئے
 بے حس و حرکت ہو گیا تھا پاک لذت پارے کی طرح تڑپا اور تھکا بازی
 کھلتے ہوئے اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے دیوار کے ایک
 مخصوص حصے پر پڑیں تو جیسے بجلی چمکتی ہے اس طرح جھکا کہ جوا اور ہنری
 دیوار کے اندر غائب ہو گیا۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا کہ
 عمران اداس کے ساتھ اٹھی بھی نہ ہلا سکے ہنری کے غائب ہوتے
 ہی دیوار برابر ہو گئی۔

"اوہ پردیوسر۔ یہ تم نے کیا کیا۔" عمران نے پھرے ہوئے
 اچھے میں مڑ کر پردیوسر سے کہا۔

"صرف تمہیں یہ بتانے کے لئے کہ میں بھی کوئی حیثیت رکھتا ہوں"
 پردیوسر نے بڑے تکیں بھرے اچھے میں کہا۔

عمران نے ایک لذت مڑ کر جلدی سے مینز پر پڑی ہوئی مشین کے
 پین آن کرنے شروع کر دیئے۔ مشین کے اوپر لگی ہوئی سکرین ایک
 جھماکے سے روشن ہوئی۔ ادھر عمران نے اس کے نیچے لگی ہوئی ٹاب
 گھائی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد اس نے ہاتھ روکا تو سکرین پر اسی
 راہبادی میں ہنری دوڑتا ہوا اصناف نظر آنے لگا جہاں عمران اور اس
 کے ساتھ چوکنگ ویز کا شکار ہوئے تھے۔

"حفدر۔ وہ دائر لیں آپریشن کہاں ہے۔" عمران نے

بے محنت چیخ کر کہا۔

"ادھر مینز کی سائینڈین بڑا ہوا ہے۔" حفدر نے تیز لہجے میں
 کہا۔ عمران اداس کے ساتھیوں کی چیخوں سے نکلا ہوا اتمام سامان
 لٹاؤں نے مینز کی سائینڈین ڈھیر کیا ہوا تھا۔

"کیپٹن شکیں۔" تم پردیوسر کے خیال رکھو۔ اور حفدر آپریشن
 اٹھاؤ جلدی۔ ہنری اسی اسکے خانے کی طرف جا رہا ہے جہاں ہم
 روکتے ہو۔ یہ سنہری موقع ہے۔" عمران نے چیخے ہوئے کہا۔

اور حفدر نے جھپٹ کر ڈھیر کے اوپر بڑا دائر لیں آپریشن اٹھا لیا۔
 "فیوڈان کر کے اٹھی روکو۔ جیسے ہی میں خامہ کھوں شیوسو پوچ پر لیں
 کر دیتا۔" عمران نے چیخ کر کہا۔

سکرین پر بے ستماشا دوڑتا ہوا ہنری دکھائی دے رہا تھا وہ گیدشکی
 لڑ باری مڑ کر پچھے دکھتا اور کسی کو نہ پا کر اور زیادہ تیزی سے دوڑنے

لگا۔ اب وہ راہبادی کے آخری حصے میں پہنچ چکا تھا۔ اس جگہ جہاں
 اے الماری کے غلامین سے عمران اداس کے ساتھی اسلحہ سٹور سے

لی کر راہبادی میں آئے تھے۔ اب الماری والی جگہ برابر نظر آرہی تھی۔
 ہاتھ کے قریب پہنچ کر ہنری ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکا۔ اور پھر

بڑے پوری قوت سے دیوار کی چڑ میں ٹکڑو کر ماری تو دیوار میں غلا دوبارہ
 بڑا ہوا اور ہنری اچھل کر اندر داخل ہوا۔

"فائر۔" عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے قریب کھڑے حفدر
 نے دائر لیں فیوڈو سو پوچ پر لیں کر دیا۔ وہ سر سے لمحے سکرین ایک لذت
 لیکر ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی خوف ناک گڑا ہٹا اور دھماکے

سنائی دیتے۔ اور اس کے بعد تو جیسے خوف ناک دھماکوں کا تاننا بند ہو گیا وہ کمرہ جن میں وہ سب موجود تھے جیسی طرح لرز نے لگاریوں لگ کر دبا تھا جیسے خوف ناک زلزلہ آ گیا ہو۔

یہ تم نے کیا کیا۔ یہ کیا کیا۔ یہ برو فی سر نے ایک لمختی بچہ کو اٹھاتے ہوئے کہا، لیکن دو سہرے لمحے ایک بار پھر جیتا ہو کر سی ہر گرا۔ اور کرسی سمیت الٹ کر فرش پر جا گرے۔ ایک پیشین سٹیکل کے زرد پتھر نے اُسے دوبارہ کرسی میں پھینک دیا تھا۔ دھماکے اور گڑبگڑا مسلسل جاری تھے بلکہ اب اس میں لمحہ بہ لمحہ شدت آتی جا رہی تھی۔

دو لوگوں کے ساتھ ہوجاؤ دیواروں کے ساتھ۔ عمر ان کے کمرے کو بندوں کی طرح لپٹے دیکھ کر چیخ کر کہا اور وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ جب کہ برو فی سر نے جس و حرکت میں دھیان میں فرش پر پڑا تھا۔ اور پھر ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور اسے گھرے کا فرش میں اس جگہ سے جہاں برو فی سر پڑا ہوا تھا کسی آتش فشاں کی طرح کی طرح پٹھا اور ایک اور دھماکے کے ساتھ پھٹ کر بھی توڑا ہوا اور آسمان کی طرف بڑھ گیا۔ عمر ان اور اس کے ساتھیوں پر جو دیوار کی جڑیں پڑا ہوا تھا۔ اس نے جلدی سے اٹھنے کی کوشش کی تو دیکھے ہوئے تھے بلے کی بارش سی ہو گئی۔ دھماکے اب بھی مسلسل آ رہے تھے۔ ان سے کہیں تیسرے بازو کی بٹیاں الٹی تو نہیں ٹوٹیں گی۔ اور مہیا اس قدر تیزی سے ان پر ڈھیر ہوا تھا کہ ایک لمحے میں وہ سب بلے کے اس ڈھیر میں زندہ دفن ہو کر رہ گئے۔

ارے سے کہیں تیسرے بازو کی بٹیاں الٹی تو نہیں ٹوٹیں گی۔ اگر سیدھی ٹوٹیں تو بازو اوپر بندھے ہوئے ہوتے۔
 نے اونچی آواز میں کہا۔ تو ایک سائیڈ پر کھڑا ایک ڈاکٹر اور دو دو دوڑتی ہوئیں اس کے قریب آئیں۔

”تمہارے ہاتھوں میں جھنگڑیاں ہیں اور تمہارا کیا خیال تھا کہ تم جیسے مجرموں کے ہاتھوں میں بھولوں کے ہار پہننے جاتے“
ڈاکٹر نے اور زیادہ کڑھت لہجے میں کہا اور ملا گئے بڑھ گیا۔

”کمال ہے۔۔۔ آج کھیلے چارہ سو پور فیاض تو اسی حسرت میں وہ گیا کہ عمران کے ہاتھوں میں جھنگڑیاں پہنانا سکے۔ اور یہاں جھنگڑیاں پہنانا بھی دی گئیں۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”اے مسٹر۔۔۔ میرا نام انسپکٹر ٹارڈی ہے۔ میں سی۔ سی۔ آئی۔ اے کا چیف انسپکٹر ہوں۔ تم اپنا بیان لکھو اور۔۔۔ اسی لمحے ایک درشت چہرے والے انسپکٹر نے قریب آ کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”لکھو انسپکٹر۔۔۔ جب گیدڑ کی شامت آتی ہے تو وہ شہر کا رخ کرتا ہے۔ اور جب شہر کی شامت آتی ہے تو وہ گیدڑ کے شکار کے لئے جنگل کا رخ کر لیتا ہے۔ اور جب جنگل کی شامت آتی ہے تو۔۔۔

۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں بولنا شروع کر دیا۔
”یہ کیا جو اس ہے کیا تم باگل ہو گئے ہو۔۔۔ انسپکٹر نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”نہیں انسپکٹر۔۔۔ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اس کے دماغ پر کوئی چوٹ نہیں آئی۔ صرف بازو پر زخم ہیں۔ اور سانپ رک جانے کی وجہ سے یہ لوگ بے ہوش ہو گئے تھے۔ البتہ اب یہ اپنے آپ کو باگل ظاہر کر کے اپنے انجام سے بچنا چاہتا ہے جو کہ۔۔۔ اچانک پھپھے سے اسی ڈاکٹر کی آواز سنائی دی۔

”تمہیں چوشن آ گیا مسٹر۔۔۔ ڈاکٹر نے قریب آ کر حیرت بھرا لہجے میں کہا۔

”ان نوب صدورت نرسوں کو ساتھ لے آنے کے بعد بھی چوشن پوچھ رہے جو۔۔۔ کمال ہے بڑے بد مذوق قسم کے ڈاکٹر لگتے ہو۔“
عمران لا شعوری طور پر ایسی چوشن میں بھی فقرہ چیت کرنے سے باز نہ رہ سکا۔

”جو اس صحت کرو۔ اگر تمہارے پیشے کی بجز وہی نہ ہوتی تو تم جیسے قوی شخصوں کا گلہ میں لینے ہاتھوں سے گھونٹ دیتا۔۔۔ ڈاکٹر نے انتہائی درشت لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں سے سٹخے سے لپک رہے تھے۔

”داہ۔۔۔ یہ خوب رہی۔ یہ ایک بریا نجلے کیسا ملک ہے۔ یہاں جو بھی سے گلہ گھونٹنے کا شوقین نظر آتا ہے۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب مجھے بے وقوف مت بناؤ۔ نرس۔ انسپکٹر جاڑی کو کہو۔ کہ ایک مجرم چوشن میں آ گیا ہے۔۔۔ ڈاکٹر نے انتہائی کڑھت لہجے میں عمران سے کہا اور چہ نرس سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نرس ڈاکٹر۔۔۔ نرس نے کہا اور تیزی سے اسی طرف کو مڑ کر جدھر سے آئی تھی۔

”یہ میرے ہاتھوں کو کیا ہوا ہے مسٹر کر دوئے ڈاکٹر۔“
عمران نے اس طرح منہ بنا تے ہوئے کہا جیسے کونین کی گولی نگلی لی ہو۔

”ادہ۔ تو تم نے ہمیں جسے نکالا۔ لیکن تم لوگ دہاں پہنچ کیسے گئے۔“

عمران نے عمران کہتے ہوئے پوچھا۔

”ہمیں خود حیرت ہے کہ تم لوگ اس قدر بڑے جسے کے ڈھیر کے

پہنچے سے زندہ کیسے پہنچ کر باہر آئے۔ پہلے خوف ناک دھماکے کی

رپورٹ جب حکومت کو ملی تو حکومت نے فوری طور پر کورس سٹی کے

قریب ایک نھوہی شہے کو حکم دیا کہ ان دھماکوں کی فوری تحقیقات

کی جائے۔ یہ سیم جب دہاں پہنچی تو اور خوف ناک دھماکے شروع

ہو گئے۔ اس قدر خوف ناک کہ دو در در تک زمین پھٹ گئی ہر چیز

ترہ و بالا ہو گئی۔ جب یہ دھماکے دیکھے تو سیم نے ان دھماکوں کا

ماخذ تلاش کرنے کی کوشش کی۔ اسی وقت سیم کے ایک دشمن

نے جسے ایک بہت بڑے ڈھیر کو حرکت کرتے دیکھا تو وہ سب

دہاں پہنچے اور پھر اس ڈھیر کے نیچے سے تم لوگ برآمد ہوئے نیم مردہ

حالت میں۔ چنانچہ تمہیں فوری طور پر ایسٹاپلی طبی امداد دی گئی اور

اس کے بعد خصوصی ہسپتال کا پیر کے ذریعے تمہیں یہاں ناما کے ہسپتال

میں بھیجا گیا۔ جہاں تمہیں اب ہوش آیا ہے۔ تحقیقاتی سیم کے ابتدائی

سرورے کے مطابق جس جگہ سے تم ملے ہو۔ دہاں زیر زمین کوئی بہت

بڑی خفیہ لیبارٹری کے تباہ ہونے کے آثار ملے ہیں۔ اور ایسے

آثار بھی ملے ہیں کہ تم لوگ دہاں خفیہ طور پر انتہائی خوف ناک اور جدید

جنگی مہیا تیار کر رہے تھے کہ تمہاری کسی غلطی کی وجہ سے لیبارٹری

تباہ ہو گئی اس لئے تم فوری مجرم ہو۔ اب تم سمجھو گے کہ تمہارا ایسا

کیوں لکھا جا رہا ہے۔ اور یہ بھی سن لو کہ اب تم جو چھو کہو گے اسے

ہمارے مفادات عدالت میں بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔ انسپکٹر

نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”میرے ساتھی ہوش میں آگئے ہیں۔ سب زندہ ہیں نا۔“

عمران نے یہ نعمت گردن گھما کر بستر دل کی تظار کی طرف دیکھتے ہوئے

کہا۔

”بے فکر ہو۔ سب صحیح سلامت ہیں اور ہوش میں آگئے ہیں۔

ایک عورت اور تم سمیت چار مرد۔ ڈاکٹر نے اس صرح جو ش

بانتے ہوئے کہا جیسے ان کے زندہ رہنے پر اسے دلی افسوس

ہو رہا جو۔“

”انسپکٹر ڈارڈی۔ یہاں پیدل سیکورٹی سروس کے چیف لارڈ

میکن ہیں۔ ان سے میری بات کراؤ۔ اسے کہو کہ پاکیشیا کا پریس آف

ڈیپٹ ان سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں اپنا بیان انہیں ہی کھانا

گا۔“ عمران کا اچھہ یک نعت بے حد سخت ہو گیا۔

”لارڈ میکن۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تم لارڈ میکن کو کیسے جانتے ہو۔“

انسپکٹر ڈارڈی نے حیرت کی شدت سے انکھیں پھاڑتے ہوئے

پوچھا۔

”اس کی بیٹی کو نامہ سیکری ہے۔ اس لئے جانتا ہوں۔ جو میں کہہ رہا

ہوں وہ کرو ورنہ یاد رکھو سادی عمر چھپتے رہو گے۔ راجا ڈاسے فون

کر وعلدی۔“ عمران نے اس طرح غرا کر کہا کہ انسپکٹر ڈارڈی ٹھنک

کر ایک آدمی پر سمجھے ہٹا۔ اور پھر نکلنے آئے عمران کے چہرے پر کیا

نظر آیا کہ وہ تیزی سے واپس مڑا اور تقریباً دوڑتا ہوا سر دنی گیت

کی طرف بڑھ گیا۔ ڈاکٹر اس وقت تک کہیں اور جا چکے تھے۔

تقریباً دس منٹ بعد ایک نحت، انسپکٹر مارڈیسیں لہاتہ میں داخل ہوئے۔ فون اٹھانے سے سچا شادو ڈاکٹر اور عمران کی طرف آ کر کھڑی کیا۔ اسے اس عرصہ دوڑتے دیکھ کر ڈاکٹر اندر نہیں جیت۔ سے دیکھتے تھے۔

انسپکٹر نے انتہائی بوجھلے ہوئے تھے۔

سواری میں بات باتوں سے کیا کرتا ہوں۔ اور میرے ہاتھ آزاد نہیں ہیں۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا تاکہ اس کی آواز لارڈ بیکن کے کانوں تک پہنچ جائے۔ کیونکہ وہ دائرہ میں فون کا آلہ بن کر چکا تھا۔

انسپکٹر مارڈیسیں۔ نان سنس۔ یہ تمہارے کیا کیا۔ پرنس اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ کیوں جکڑے۔ جلدی کھولو۔ عمران کی توفیق کے عین مطابق دائرہ میں فون سے لارڈ بیکن کی دھاتی ہوتی آواز سنائی دی۔

یہ سن کر۔۔۔ ابھی کہ۔۔۔ انسپکٹر مارڈیسیں نے یہ بوجھلے ہوئے کے عالم میں تقریباً ناپتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر اس نے دائرہ میں آہٹیں عمران کے ساتھ بیٹھ کر رکھا اور بیٹری سے بیرونی گیٹ کی طرف دوڑ پڑا۔ وہ شاید کسی کانسٹیبل سے چابی لینے گیا تھا۔

”ہیلو لارڈ بیکن۔ تمہارے حکم میں آ کر میرے ہاتھوں میں

بھٹک رہا ہے۔ عمران نے اپنے مخصوص بیٹے میں کہا۔

”اوہ جیس۔ اتنی ایم۔ ڈیر ہی سوئی۔ ان لوگوں کو قطعاً تمہاری دیکھتے کہ تمہارے۔۔۔ سب کچھ غلطی میں ہوا۔ اس پورے ایجنڈے کی طرف سے مددنی، مگن ہوں، پیر۔۔۔ لارڈ بیکن سے توفیق کھینچنے ہوتے ہیں کہا۔

”لیکن میرے تو ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ میں یہ دے دے سکتا ہوں۔ عمران نے سنجیدہ بیٹے میں کہا۔

”اوہ کیا مطلب۔ کیا نہیں دے سکتے۔۔۔ لارڈ بیکن واقعی بوجھل گیا۔

”مددنی۔ جو تمہارا گاہک دے ہو۔ اب ظاہر ہے اس کے لئے مجھے اپنی جیبیں ٹھونٹی پھینکی۔ شاید کسی کو لے لے کر دے میں پڑھی ہو۔ اور اہل میں ان چیزوں کی زیادہ پرواہ نہیں کرتا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور دو سو طرف سے لارڈ بیکن کا زور اور توجہ جیسے دائرہ میں سے آہٹ کی طرح اہل پڑا۔

”اسے اسے۔ یہ بڑا ڈاکر سا آہٹیں لگاتے۔ اس سے ڈرا۔۔۔ تمہاری ریٹنگ بھکی رکھو۔ عمران نے کہا اور لارڈ بیکن ایک بار پھر ہنس پڑا۔

اسی لمحے انسپکٹر مارڈیسیں چار سپاہیوں کے ساتھ ایک بار پھر سچا شادو انڈیا میں دوڑتا ہوا عمران کی طرف آیا۔

”جلدی کھولو۔ سب کو کھولو۔ جلدی۔۔۔ انسپکٹر مارڈیسیں نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

اور دوسری طرف یوں خاموشی چھا گئی جیسے لارڈ ڈیکین کی قوت گوہنی کی سبب
پھانسی ہو۔

جینڈہ — کوارٹر — پاور لینڈنگ — اوہ — اوہ — برس
اور عمران صاحب — اوہ — یہ تو بہت بڑی خبر ہے، بہت بڑی — اوہ مجھے فوراً
صدر صاحب کو اطلاع دینی چوگی، ٹیکسٹ ہے میں صدر صاحب سے بات کرنا
ہوں — چند لمحوں بعد لارڈ ڈیکین کی ہنگامی ہوائی آواز سنائی دی اور اس کے
ساتھ ہی ملاحظہ فرمائیے کہ گویا اور توں توں کی آواز سنائے گئے۔

قریب بکھرے انکیش نے جہتی سے آگے بڑھ کر آپریشن اٹھایا اور
عمران اٹھ کر مچھ گیا۔ اس کے باقی ساتھی بھی اپنے اپنے بستروں پر مچھے ہوئے
تھے۔

یہ ہمیں محنت نہ کیوں لگا دی گئی تھیں — صفوں سے ہٹے ہوئے
پوچھا۔

یہاں علاج و جبر ہو رہا ہے۔ ڈاکٹروں کو نیاں تھا کہ اگر تم جیسے مریض
بھاگ گئے تو عمران کے پاس کون آئے گا — عمران نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا اور صفہ نہیں پڑا۔

ڈاکٹر عمران اور اس کے ساتھیوں کی جھگڑاؤں کھتے ہی پیر پھینچا ہوا باہر چلا
گیا تھا۔ شاید وہ ضرورت سے کچھ زیادہ ہی محب الوطن گانہ رچھا تھا۔

ابھی عمران بائیں ہی گورہ تھا کہ اچانک طویل کمرے کے کئی دروازے
محمکے سے کھلے اور اندر کئی ڈاکٹر اور نرسیں دروازوں سے بے تحاشا بھاگتی
ہوئی اندر داخل ہوئیں۔

پہنچنے ہوئے کہا۔

اور خورد، عمران کے پاؤں پر چھب گیا۔ چند لمحوں بعد عمران کے
دو دونوں ہاتھ آزاد ہو گئے تھے اور اس کے ساتھیوں کو بھی، ان کرنٹ
سے چھٹکارا مل گیا۔

”یک کی رو سے جو انکیش پر ڈیٹی — یہ توئی مجرم“
اچانک دو کمرے ڈاکٹر نے تیزی سے قریب آئے ہوئے کہا۔
”یوشٹ اپ ڈاکٹر — برس ہیں۔ پینٹل سیکرٹ، مردوں کے
چین لارڈ ڈیکین کے دوست — انکیش پر ڈیٹی اس عین گھگھاتا کر
ڈاکٹر پر چڑھوٹا جیسے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں کو
بکھرنے کا اصل قصور دار ڈاکٹر ہو۔“

”برس یہ قلعہ کہا تھا، مجھے ابھی رپورٹ ملی ہے کہ کوئی خلیہ لیا گیا
تباہ ہوئی ہے، جس میں جدید ترین جنگی مینتیا تیار ہو رہے تھے۔ اور
تم لوگ وہاں ایکسٹ کے ڈھیر میں دفن تھے“ لارڈ ڈیکین نے
سختی سے ہوتے ہوئے کہا۔

”کبھی پاور لینڈنگ کا نام سنبھلے“ عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

”پاور لینڈنگ — گنگ — کیا مطلب، کیا کہہ رہے ہو۔
کیا یہ پاور لینڈنگ کی لیبارٹری تھی“ لارڈ ڈیکین کی آواز اس طرح ابھرتی
کہ عمران نے محسوس کر لیا کہ وہ بے اختیار کرسی سے اچھل کر کھڑا ہو
گیا ہوگا۔

”پاور لینڈنگ کی لیبارٹری نہیں بلکہ اس کا جیٹ کوارٹر تھا — عمران نے

جیسے ہی کسی ست منجھے ہی تمہیں دوسے دل لگا۔ ڈونٹ دوسری۔ عمران نے جہنم سے اُسے منگتے ہوئے کہا۔ ادا اسی لمحے باہر سے سیواٹ کرنے والے قدموں کی تیز آواز نا بھری ادا ڈاکٹر تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ اسی لمحے درد از سے ایک مریبا کا صدر لہڑا، لیکن ادا چند دوسرے افراد کے ساتھ اندر داخل ہوا۔

”ادا ستر عمران۔۔۔ آپ عظیم انسان ہیں۔ مجھے ابھی ابھی لارڈ ہیکن نے اطلاع دہی ہے کہ آپ نے صرف چند ساتھیوں کے ساتھ اس خوفناک تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کو مکمل طور پر تباہ کر دیا ہے۔ میں ذاتی طور پر بھی ادا پوری دینکے عوام کی طرف سے آپ لوگوں کا شکریہ گزارا جن۔ اس سے میں خود چل کر آیا ہوں۔ تاکہ آپ جیسے عظیم انسانوں کو خود کو کسلام کر دیں۔ ایک ریڈیا جیسے طاقت ور ترین ممالک کے صدر نے آگے بڑھ کر عمران کے دونوں ہاتھ تھمتے ہوئے کہا۔ ادا ڈاکٹر ادا نے اس اور انسپکٹر ہارڈی کی آنکھیں پوری پوری تیرتی ہی جھوٹی علی گئیں۔ وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ کہ جسے وہ تیرتی بنا کر رکھے ہوئے ہیں اس کا شکر یہ ادا کرنے ایک ریڈیا کا صدر۔ سب پر لوگوں کو ہلائے طاقت رکھ کر اس طرح خود در تہا ہوا آئے گا۔

”تقدیر کا پوسٹر پینڈینٹ۔۔۔ بس یہ سب ہمارے پاس کا کمال ہے۔ اس کی ہدایات پر ہی ہم اس خوفناک مشن میں کامیاب ہوتے ہیں۔ عمران نے کہا۔

”ہاں ہاں۔۔۔ بالکل۔۔۔ میں ابھی پابکیشیا کے پرنسپل ہینٹ۔ وزارت خلیج کے سیکرٹری سدر سلطان ادا پابکیشیا سکرٹ سرویس کے گریٹ چیف جناب ایک مشورہ ذاتی طور پر شکر یہ ادا کر ڈنل گا۔ دوسرے مجھے پابکیشیا کی

”باہی خیر۔۔۔ یہ تو میٹیکل حملہ گنا ہے۔۔۔ عمران نے چوکتے ہوئے کہا۔

”صدر مملکت آ رہے ہیں بذات خود۔ جلد ہی کرو چادریں تبدیل کرو۔ ٹیکسٹ نکال کر دو۔ جلد ہی کرو۔ ایک ڈاکٹر نے بڑی طرح چیختے ہوئے کہا۔ ادا نے میں عمران ادا اس کے ساتھیوں کے بستروں پر جیسے جھپٹ چڑیں۔

”گنا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ صدر مملکت۔۔۔ انسپکٹر ہارڈی ڈاکٹر کی بات سنا کر بے ہوش ہوتے ہوئے رو گیا۔

”ہاں۔ ابھی فون آیا ہے۔ صدر مملکت ان مریضوں سے مشے خود آ رہے ہیں۔ ادا۔ وہ رونا بھی ہو چکے ہیں۔ ڈاکٹر نے چیختے ہوئے کہا۔ ادا انسپکٹر ہارڈی یہ سنتے ہی بے تحاشا باہر کی طرف دوڑا۔ وہ شاید اپنے ساتھیوں کو تھکنے ادا لارٹ کرنے گیا تھا۔

”پلیز میں آپ سے معافی مانگتا ہوں۔ میں نے آپ کو جو مجھ پابکیشیا لارڈ گا ڈیک۔ مجھے معاف کر دیجئے۔ میری شکر یہ نہ کیجئے۔۔۔ چنانچہ اس کوڑے ڈاکٹر نے تیزی سے آگے بڑھ کر عمران کے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

”یار۔ یہ تو برا امیر ممالک مشہور تھا۔ لیکن یہاں جسے دیکھو ناگہرا ہے۔ ادا کی میرے پاس ایک ہی معافی تھی وہ جن نے لارڈ ہیکن کو دے دی۔ عمران نے مسکاتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر نے بے اختیار آگے بڑھ کر عمران کے سر پر کپڑے۔

”اگے سے۔۔۔ کیا کر رہے ہو۔ جی دے دی سادہ ادا ہا رہی۔

عمران برادرز میں تھیں ان سے بھروسہ کرنا ایک مندرجہ ذیل

مکمل ہدایت

بانکے مجرم

مذکورہ حکم نامہ ہے

عظیم بڑھن اور نوبہ ہانڈے میں۔ لکھنؤ سے تعلق رکھنے والے دو شہداء جنہیں
عمران تبراً مجرم ہانڈے پر ملا ہوا تھا۔ کیا واقعی وہ مجرم تھے؟

بانکے مجرم اپنی قومیت کے مندرجہ ذیل اور ایڈپ مجرم جن کے سامنے عمران بھی زانوئے
لوب تہر کر کے بیٹھنے پر مجبور ہو گیا۔

بانکے مجرم جنہیں نے پتھر گولی چلانے پکیشا کا ایک ایسا راز حاصل کر لیا جس کا ہوش
ملک کو تار و پود کر سکتا تھا۔ کیسے؟

بانکے مجرم جن کی خاطر سر عبدالرحمان عمران کو گولی مارنے کیلئے دھمکتے بھروسہ
تھے۔ کیسے؟

بانکے مجرم جن کو دعوت کھلانے کا فخر حاصل کرنے کے لئے عمران وہاں کی تیش
کرتا نہیں۔ عمران انہیں کیوں دعوت کھلانا چاہتا تھا؟

بانکے مجرم جن کے لئے جوزف اور بلیک بڑو لکھنؤ کی لباس پہننے پر مجبور ہو گئے۔
انتہائی دلچسپ اور مندرجہ انداز میں لکھا گیا مختصر صورت ہدایت

شائع ہو گیا ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

تصہرت پر بے پناہ رشک آپ آتے ہیں۔ جس کے پاس آپ جیسے قیمتی انسان ہیں
صدر مملکت نے کہا۔ اور تیزی سے آگے بڑھ کر یوں ہادی ہادی سب
ممبرز سے ہاتھ ملانے لگے جیسے کوئی پرستار اپنے ہیرو کی قدم بوسی
کے لئے آتے ہیں۔

”میں شہر مندہ ہوں اور معافی چاہتا ہوں اگر آپ کو یہاں کوئی تکلیف ہوئی
ہو آپ سٹیٹ گیٹ ہیں اور میں جناب عمران صاحب۔ اگر کسی
چیز کی خواہش ہو تو حکم فرمایا ہے۔ پورا ایگر میا آپ کی خدمت کو سننے پر
فخر کرے گا۔“ صدر مملکت نے بڑے مشکوفاً مانہ لہجے میں کہا۔

اس وقت وہ سب دوستوں کی طرح ایک جگہ اکٹھے ہو گئے تھے۔ عمران
کے ساتھ ہی اور صدر مملکت بھی۔

”یہ آپ آخری خواہش تو نہیں پوچھ رہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔ اور ہل کر صدر مملکت کے حلق سے نکلنے والے بے اختیاراً تمہارا
سے گونج اٹھا۔

ختم شدہ

عمران میرزے میں ایک دلچسپ اور انتہائی ہنگامہ خیز ایڈیٹر

مکمل مشن

سٹار مشن

ایک ایسا مشن — جس میں عمران اور جو لیا کے ساتھ فورسٹارڈز کو بیرونی مشن پر بھیج دیا گیا۔ کیوں — ؟

ایک ایسا مشن — جس میں عمران اور جو لیا دونوں عضو معطل بن کر رہ گئے اور مشن صدیقی اور اس کے ساتھیوں نے مکمل کر لیا۔

ٹائف سلاکیہ سیکرٹ سرورس کا شمار ایگزٹ۔ جس کے مقابلے میں عمران اور اس کے ساتھی غفلت کتب ثابت ہوتے رہے لیکن؟ انتہائی حیرت انگیز پیمائش

جولی ایک ایسی لڑکی جو ایک وقت سلاکیہ ڈیپٹن کارمن اور اسرائیل کی لیجن تھی لیکن اس کے باوجود اس نے عمران اور جو لیا کی حمایت کی۔ کیوں — ؟

ایک ایسا مشن — جس میں صدیقی اور اس کے ساتھیوں نے اس قدر خونخوار کارروائی کی کہ عمران جیسا شخص بھی حیرت سے آنکھیں پھاڑتا رہا۔

ایک ایسا مشن جس کے اختتام پر عمران سوچتا رہا کہ اس مشن میں اس نے کیا کارکردگی دکھائی ہے اور واقعی اسے اپنی کوئی کارکردگی نظر نہ آتی۔ کیا واقعی یہی تھا؟

انتہائی خونخوار ایکشن، اعصاب شکن سسپنس اور لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات

دلچسپ اور ہنگامہ خیز ایڈیٹر

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان



مظہر علی شاہ

1971

پاکستان